Allama Iqbal Library
97981

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

کسی زمانہ میں اردو کا پہلا شاعر ولیؔ کو اور پہلا نثار فضلی کو سمجھا جاتا تھا لیکن جدید انکشافات کی روشنی میں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ ولیؔ سے قبل بھی اردو کے کئی صاحب دیوان شاعر ایسے گذرے ہیں جن کا شمار آج ہم اردو کے عظیم شاعروں میں کرتے ہیں۔ سب رس کا مصنف وجہی گولکنڈہ کے قطب شاہی دور میں عبداللہ قلی قطب شاہ کا درباری شاعر تھا۔ قطب شاہی بادشاہ خود بھی بلند پایہ شاعر تھے۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ کا کلیات اس کی شاعرانہ عظمت پہ دلالت کرتا ہے۔ اس کلیات میں تقریباً ایک لاکھ اشعار موجود ہیں اور یہ تقریباً ایک ہزار آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کلیات اس کی وفات کے پانچ سال بعد اس کے جانشین بھتیجے اور داماد نے تر

اور یہ آج بھی موجود ہے۔

یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ اردو کا

ہونے کا فخر ایک بادشاہ کو حاصل

ادبی کام کیا وہ کسی ہدایت کے تحت کیا تھا لیکن اس بادشاہ کا کلام سو فیصدی ادبی و علمی ہے۔ اس نے مختلف اصناف سخن (غزل۔ نظم۔ قصیدہ اور مرثیہ) پر طبع آزمائی کی ہے۔ اور مرثیوں کا تو بانی تصور کیا جاتا ہے۔ یہ اردو کا سب سے پہلا شاعر ہے جس کے کلام میں ہندو مسلم مشترکہ تہذیب کی جھلک نظر آتی ہے۔ اُس نے ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے تہواروں پر نظمیں لکھی ہیں۔ ہم بے تکلف اس کا مقابلہ سودا اور نظیر سے کر سکتے ہیں اور اس مقابلہ میں جہاں تک بیان فطرت کا تعلق ہے اس کو ان دونوں پر فوقیت حاصل ہے۔

محمد قلی قطب شاہ کا بھتیجا داماد اور جانشین محمد قطب شاہ بھی اردو کا ایک اچھا اور صاحب دیوان شاعر تھا۔ اسی نے محمد قلی قطب شاہ کا کلیات مرتب کیا اور اس پر ایک مقدمہ بھی لکھا اور اس کلیات کے حواشی پر دیگر شاعروں کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ اپنے چچا سے زیادہ قابل اور ذہین تھا مگر اس کا کلام چچا کے کلام کا ہم پلّہ نہیں ہے۔

عبداللہ قلی قطب شاہ محمد قطب شاہ کا جانشین تھا۔ وہ بھی اردو کا صاحب دیوان شاعر تھا۔ اس کے دوران حکومت حیدرآباد میں اردو ادب و شاعری کو بڑی ترقی حاصل ہوئی۔ وہ ایک اچھا اور صاحب دیوان شاعر ہونے کے ساتھ ہی ساتھ بہت علم دوست اور ادب پرست بھی تھا۔ اس کے زمانہ میں کئی بلند پایہ ادیب اور شاعر گذرے ہیں اور ان میں سے بیشتر [illegible] سے وابستہ تھے۔

[illegible] یں قطب شاہی حکمرانوں کے علاوہ فیروز، سید محمود، [illegible] ھمتی، جنیدی، ابن نشاطی، تانی، میران یعقو [illegible] لذرے ہیں۔ متذکرہ بالا شاعروں

مقدمہ

میں غواصی، ابن نشاطی اور وجہی کو خاص شہرت و اہمیت حاصل ہے۔
غواصی اپنی عمر کے آخری زمانہ میں دربار سے وابستہ ہوگیا۔ اس کی مشہور مثنوی "قصۂ سیف الملوک اور بدیع الجمال" ہے۔ یہ مثنوی چودہ ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ اس میں مصر کے شہزادے سیف الملوک کے ایک چینی دوشیزہ سے معاشقہ کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ دراصل یہ مثنوی الف لیلیٰ کے قصہ سے ماخوذ ہے۔ غواصی کا دوسرا کارنامہ "طوطی نامہ" ہے یہ ایک طوطے کی کہانی ہے جو ضیاء الدین کے فارسی قصہ "طوطی نامہ" کا ترجمہ ہے۔
ابن نشاطی بھی قطب شاہی دور کا اہم اور مشہور ترین شاعر سمجھا جاتا ہے اس نے ۱۶۵۵ء میں "پھول بن" نامی مثنوی لکھی جس میں تین ہزار پانچ سو اشعار ہیں۔ یہ مثنوی تاریخی اور ادبی دونوں لحاظ سے بہت اہمیت رکھتی ہے۔ درحقیقت یہ فارسی کی "بساطین" کا ترجمہ ہے جو تغلق دور میں احمد زبیری نے لکھی تھی۔ یہ مثنوی سترھویں صدی کے ابتدائی معاشرتی حالات کی بہترین تصویر ہے دیگر مثنویوں کی طرح یہ بھی خدا کی حمد اور بزرگان دین کی ستائش سے شروع ہوتی ہے اور پھر بادشاہ وقت کی تعریف کے بعد اس وقت کے معاشرتی حالات کا بیان ملتا ہے اور کہانی کے خاتمہ پر ابن نشاطی نے کچھ ان شاعروں کی موت پر مرثیے بھی لکھے ہیں جو اس کے پیشرو تھے۔ ابن نشاطی کو اس مثنوی نے شہرت کے بام عروج پر پہنچادیا اور اس مثنوی کو بہت زیادہ مقبولیت نصیب ہوئی۔
ابن نشاطی کی "پھول بن" نصرتی کی مثنوی "گلشن عشق" سے زبان کی سادگی اور روانی کے لحاظ سے زیادہ بلند ہے لیکن جہاں تک منظر کشی کا تعلق ہے نصرتی کی "گلشن عشق" اس سے بہتر ہے۔ مختصر یہ کہ ابن نشاطی کی [illegible] قطب شاہی دور کی بہترین مثنویوں میں سے ایک ہے

اب تک ہم نے قطب شاہی دور میں اُردو زبان و ادب کو جو ترقی نصیب ہوئی اس کا مختصر ذکر کیا ہے تاکہ وجہی اور اُس کے عہد کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہو جائیں۔ اب ہم اپنے اصل موضوع (سب رس کے مصنف ملا وجہی) پر آتے ہیں۔ وجہی قطب شاہی دور کا صرف ایک اچھا شاعر ہی نہ تھا بلکہ نثار کی حیثیت سے بھی بہت بلند مرتبت تھا۔ اردو کی ادبی نثر کی اہم اور پہلی کتاب وجہی کی "سب رس" ہے۔ مگر اس کے باوجود یہ افسوس کا مقام ہے کہ ہم کو وجہی کی زندگی کے حالات کسی کتاب میں تفصیل سے نہیں ملتے ہیں۔ قطب شاہی دور پر لکھی جانے والی تاریخی کتب بھی وجہی کی زندگی کے تفصیلی حالات بتانے سے قاصر ہیں۔ وجہی کی زندگی کے سلسلے میں جو بھی معلومات ہم کو فراہم ہوئی ہیں وہ صرف اس کی اپنی ہی کتابوں سے ملتی ہیں لیکن ان کتابوں سے بھی ہم کو اس کی تاریخ و جائے پیدائش وغیرہ معلوم نہیں ہوتی۔ صرف اتنا ہی پتہ چل پاتا ہے کہ کون سی کتاب اس نے گولکنڈہ کے کس بادشاہ کے عہد میں لکھی۔

(اس وقت ہم کو وجہی کی صرف ۳ تین کتابیں "قطب مشتری" (۱)، "تاج الحقائق" (۲) اور "سب رس" (۳) ہی ملتی ہیں۔ ہو سکتا ہے اس نے اور کتب بھی لکھی ہوں جو امتداد زمانہ کا شکار ہو جانے کی وجہ سے ہمارے ہاتھ نہ لگی ہوں۔)

(۱) "تاج الحقائق" وجہی کا لکھا ہوا ایک مختصر رسالہ ہے جو نثر میں ہے اور تصوف سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں صوفیائے کرام کی مذہبی تعلیمات کا ذکر ہے اور بس۔ البتہ ادبی نقطہ نظر سے اگر اسے کچھ بلندی اور اہمیت حاصل ہے ...س سے ہم کو اردو نثر کے ارتقاء کا پتہ چلتا ہے۔ اور ...کا بھی مطالعہ اردو نثر کی رفتار ترقی کا اندازہ کرنے

کے سلسلے میں کیا جا سکتا ہے۔

"قطب مشتری" وجہی کی مشہور مثنوی ہے۔ اس مثنوی میں گولکنڈہ کے قطب شاہی شاہزادے محمد قلی قطب شاہ کا معاشقہ بیان کیا گیا ہے۔ محمد قلی قطب شاہ خواب میں مشتری نامی ایک شہزادی کو دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو جاتا ہے اور اس کی تلاش میں سرگرداں ہوتا ہے اور بعد زحمت بسیار اس خواب خیال کی اجنبی شہزادی کو بنگال میں پا جاتا ہے۔ شہزادی بھی شہزادے سے دلچسپی لینے لگتی ہے اور بالآخر دونوں کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہو جاتی ہے۔

کچھ حضرات نے اس مثنوی کے سلسلہ میں اس شک کا اظہار کیا ہے کہ اس میں در پردہ سلطان محمد قلی قطب شاہ اور ان کی محبوب ملکہ بھاگ متی کے مشہور عشق کی داستان بیان کی گئی ہے۔ یہ واقعہ بھی شہزادے کی نوجوانی کے زمانہ کا ہے اور ہو سکتا ہے کہ ایسا ہو لیکن گمان غالب یہی ہے کہ یہ شک غلط ہے اس لئے کہ اول تو مثنوی میں جو واقعات عشق بیان کئے گئے ہیں بھاگ متی کے عشق سے ان کا کوئی تعلق نہیں پایا جاتا۔ دوسرے خود محمد قلی قطب شاہ نے مشتری اور بھاگ متی (حیدر محل) دونوں پر الگ الگ نظمیں لکھی ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ مشتری اور بھاگ متی دو جدا شخصیتیں تھیں اور اس لحاظ سے اس خیال میں زیادہ جان نہیں کہ مشتری اور بھاگ متی (حیدر محل) ایک ہی ہستی کے دو نام ہیں۔ وجہی نے یہ مثنوی ۱۰۱۸ھ میں بارہ دن میں مکمل کر لی تھی وہ خود کہتا ہے:

تمام اس کیا دس بارہ منے
سنہ ایک ہزار و اٹھارہ منے

(اس کتاب کو میں نے ۱۰۱۸ھ میں بارہ دن میں مکمل کر لیا تھا)
وجہی کو اپنی اس مثنوی پر بڑا فخر و ناز تھا جس کا اندازہ اس کے اس
پُر از تعلّی شعر سے بخوبی ہو سکتا ہے ؎

قطب مشتری میں جو بولیا کتاب
سو ہوئی جگ میں روشن کہ جیوں آفتاب

(قطب مشتری نام کی جو کتاب میں نے لکھی ہے وہ دنیا میں سورج
کی طرح روشن ہے)

اس مثنوی کا اردو ادب میں کیا درجہ ہے اس سلسلے میں اہل علم
حضرات میں اختلاف ہے۔ اُردو میں اس کو مرتب کرکے شائع کرنے والے
اُردو کے مشہور پرستار اور بلند پایہ ادیب و نقاد بابائے اردو مولوی ڈاکٹر
عبدالحق مرحوم قطب مشتری کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:۔

"اگرچہ وجہی نے بہت کچھ دعویٰ کیا ہے اور تعلّی کی لی ہو
لیکن یہ مثنوی کوئی اعلیٰ پایہ کی نہیں ہے۔ ہاں اس اعتبار
سے کہ قدیم ہے اور اس زمانے کا ایسا مرتب کلام کم ملتا
ہے، قابل قدر ہے۔"

مولوی ڈاکٹر عبدالحق مرحوم کے برعکس اُردو کے ایک یورپین پرستار
اور اسکالر ڈاکٹر ٹی۔ گراہم بیلی (DR. T GRAHAME BAILEY, D. LITT)
اپنی کتاب "اے ہسٹری آف اردو لٹریچر" (A HISTORY OF URDU
LITERATURE) میں اس مثنوی یعنی "قطب مشتری" کے بارے میں
حسب ذیل سطور تحریر فرماتے ہیں:۔ THIS REMARKABLE POEM
IS THOROUGHLY INDIAN. THE URDU IS GOOD

THE DESCRIPTION BRIGHT, VARIED AND NATURAL. HIS THOUGHTS AND LANGUAGE ARE ORIGINAL, AND HE MUST RANK AS ONE OF THE TRUEST AND GREATEST POETS IN URDU.

IT CONTAINS A NUMBER OF SIMPLE LYRICS.

ہم اس مثنوی کے سلسلے میں صرف اسی قدر عرض کرنا چاہتے ہیں کہ یہ مثنوی اُردو کی اہم ترین مثنویوں میں سے ایک ہے جیسا کہ خود مولوی ڈاکٹر عبدالحق مرحوم فرماتے ہیں :-

"گو یہ مثنوی اعلےٰ پایہ کی نہ ہو، تاہم اس میں بعض باتیں بڑی خوبی کی ہیں۔"

پھر آگے چل کر مولوی صاحب مرحوم فرماتے ہیں۔

"اس کتاب میں وجہی نے ایک باب "در شرح شعر" کے عنوان سے لکھا ہے۔ اس میں وہ بتاتا ہے کہ شعر کی اصل خوبی کیا ہے اور اس میں کیا کیا جوہر ہونے چاہئیں۔ سب سے پہلی بات وہ کہتا ہے کہ شعر سلیس ہونا چاہیئے۔ زیادہ کہنے کی ہوس نہ کر، ایک شعر کہہ پر اچھا کہہ، مگر اس میں کچھ نزاکت ہونی چاہیئے پھر وہ کہتا ہے کہ شعر کہنے میں سب سے بڑی مشکل یہ آپڑتی ہے کہ لفظ اور معنی میں ایسا ربط ہو کہ دونوں مل کر ایک جان ہو جائیں۔ لفظ موزوں اور منتخب اور معنی بلند ہوں معنی میں اگر

نہ در ہے تو بات کا مزہ ہی اور ہو جاتا ہے البتہ اس کا سنوارنا
ضروری ہے، مثلاً اگر کوئی محبوب حسین ہے تو سنوارنے سے
نورٌ علیٰ نور ہو جائے گا۔ ایک بات، بڑی اچھی یہ کہی ہے کہ
شاعر وہی ہے جو اپنے دل سے نئی بات پیدا کرتا ہے۔ کہتا ہے
میں تو اس رنگین بات کا قائل ہوں جو دل میں جا کر بیٹھ جائے
جس سے دل میں ولولہ پیدا ہو اور آدمی سُن کر اُچھل پڑے۔"

وجہی کا سب سے بڑا کارنامہ سب رس ہے۔ سب رس ایک تمثیل ہے۔
تمثیل کسے کہتے ہیں؟ یہ لفظ ہماری لغات میں تو مثال دینے کے معنی میں استعمال
ہوتا تھا لیکن اب یہ لفظ 'تمثیل' انگریزی لفظ (ALLEGRY) کے ترجمہ کے طور
پر استعمال ہونے لگا ہے۔ یعنی تمثیل انشاپردازی کی اس طرز کو کہتے ہیں جس میں
کسی تشبیہ یا استعارہ کو یا انسان کے کسی جذبہ یہ مثلاً غصہ۔ نفرت۔ محبت وغیرہ
کو مجسم مان کر یا دیوی دیوتاؤں کے پردے میں کوئی قصہ گڑھ لیا جاتا ہے، ایسے
قصوں کا مقصد دراصل کسی اخلاقی یا اصلاحی سبق کا دینا ہوتا ہے اور قصہ
کو یہ ڈھنگ عموماً اس لیے دیا جاتا ہے تاکہ عام لوگ اُس اخلاقی یا اصلاحی نکتہ کو
قصہ کے پردے میں آسانی سے قبول کر لیں۔ تمثیل کا یہ طریقہ کبھی اس وقت بھی
برتا جاتا ہے جب سماجی روایتوں کی پابندیاں یا حکومت کے احکام کسی بات کو
علانیہ طور پر ظاہر کرنے کو منع کرتے ہوں۔

تمثیل کو ایک ادبی صنعت قرار دے سکتے ہیں جیسے مجاز مرسل و استعارہ وغیرہ
ہیں لیکن تمثیل، اور ان میں یہ فرق ہے کہ تمثیل بہت طولانی استعارہ ہوتا ہے اور
مجاز مرسل، استعارہ بہت مختصر۔ اسی طرح مثال اور تمثیل میں یوں فرق کیا جا سکتا
ہے کہ مثال کسی بات کو ثابت کرنے کے لیے یا کسی بات کی وضاحت کرنے کی

خاطر کوئی چھوٹا سا قصہ یا واقعہ بیان کیا جاتا ہے تاکہ سامع وہ دلیل یا بات پوری
طرح سمجھ جائے اور اس کی عقل تسکین پا جائے۔ تمثیل اس کے برخلاف سامع
کے تصور اور تخئیل کو تحریک میں لاتی ہے اس طرح کہ بتائے بغیر سامع خود بخود پس پردہ
اخلاقی یا اصلاحی مقصد سمجھ لیتا ہے۔ رمزیہ بھی کچھ تمثیل ہی کی قسم کی چیز ہے لیکن
رمزیہ میں دقت نظر کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اس میں اشاروں اور کنایوں سے کام
لیا جاتا ہے اس لیے رمزیہ صرف بہت پڑھے لکھے لوگ یا بہت ذہین آدمی ہی سمجھ سکتے
ہیں۔ عام لوگ اس سے مستفید نہیں ہو سکتے اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ رمزیہ خواص
کے لیے مخصوص ہے اور تمثیل عام لوگوں کے لیے۔

ہر ملک اور ہر زبان میں تمثیلی قصے ملتے ہیں۔ سنسکرت میں ہت اُپدیش
فارسی میں انوار سہیلی اور منطق الطیر، عربی میں اخوان الصفا وغیرہ اس کی
مشہور کتابیں ہیں۔ لیکن اس سلسلے میں ایک بات قابل ذکر ہے وہ یہ کہ جن ملکوں میں
دیومالا (علم الاصنام) کا رواج رہا ہے وہاں کے مصنفین کو اس طرز کے قصے لکھنے
میں اس دیومالا سے بڑی مدد ملی ہے۔ یعنی جہاں دیوی دیوتا مانے جاتے رہے ہیں وہاں
کے تمثیلی ادب میں ان سے خوب کام لیا گیا ہے۔ مثلاً ہندی یا سنسکرت ادب میں
جہاں دولت یا علم کو مجسم کرنے کی ضرورت پڑی وہاں لکشمی اور سرستی کے کردار پیش
کر دیے۔ فرانسیسی اور انگریزی اور دیگر مغربی زبانوں کے ادب میں یونانی دیومالا سے
کام لیا گیا ہے مثلاً حسن کو مجسم اور جاندار پیش کرنا ہے تو زہرہ (وینس) کو پیش کر دیا۔
عشق کو زندگی بخشنی ہے تو کیوپڈ کی شکل سامنے آئے۔ لیکن اسلامی ممالک میں
چونکہ اصنام پرستی ممنوع ہے اس لیے وہاں کے مصنفین کو ان غیر مجسم کیفیات کو مجسم
اور جاندار بنانے کے لیے دقت پیش آئی سوائے اس کے کہ وہ انھیں کو مجسم بنا دیں
عشق کو عشق ہی کہیں اور حسن کو حسن اور کوئی صورت ان میں جان ڈالنے کی نہ

اصنام = صنم کی جمع یعنی جس کے معنی بت کے ہیں

لیکن ظاہر ہے کہ اس طرح قصہ میں وسیبی جانداری نہیں پیدا ہو سکتی جیسی کہ دیومالا اختیار کرنے والوں کو ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی ممالک میں جو تصنیفات اس انداز میں لکھی گئیں ان کے کردار بے جان پتلے معلوم ہوتے ہیں باوجود اس کے کہ وہ گفتگو کرتے اور عمل کرتے دکھائے جاتے ہیں۔

سب رس بھی ایک تمثیل ہے[1] اس میں بھی فنی طور پر وہی خامی ہے جو اوپر بیان ہوئی، یعنی یہ کہ اس کے کردار غیر مجسم کیفیات انسانی ہیں جنھیں مجسم بنا کر پیش کر دیا گیا ہے۔ اس میں عشق و حسن کی آویزش اور آمیزش کی وہی داستان ہے جو انسانی زندگی کے ازل و ابد سے وابستہ ہے۔ اسے صرف ایک قصہ کا روپ دے دیا گیا ہے۔ ہر شخص خوب جانتا اور سمجھتا ہے کہ عشق بغیر حسن کے فراق میں، بے قرار ہوئے نہیں رہ سکتا۔ عقل لاکھ سمجھائے لیکن عشق کے آگے ایک پیش نہیں جاتی۔ عقل ہر چند صبر، توبہ وغیرہ کی تلقین کرے لیکن دل کب مانتا ہے۔ وہم اور خوف لاکھ طرح کے دماغ پیدا کرے لیکن دل ان سب کو بالائے طاق رکھ دیتا ہے، اس کی نظر اور اس کا خیال آزاد ہے اور یہ دونوں اس کے شوق کو مسلسل بڑھاتے رہتے ہیں۔ وہ حسن اور حسن کے لوازمات ناز، غمزہ، ادا، دلربائی، خوش نمائی، لطافت کو دیکھتا ہے۔ محبوب کے زلف و رخسار، خد و خال اور ناز و تبسم پر نظر رکھتا ہے،

---

[1] عزیز احمد صاحب نے ترقی پسند ادب میں تحریر کیا ہے کہ سب رس میں ناول کے خد و خال نظر آتے ہیں۔ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ اس طرح تو ہر داستان اور ہر قصہ کہانی میں ناول کے خد و خال نظر آ سکتے ہیں کیونکہ ان میں بھی پلاٹ ہوتا ہے اور کردار بھی۔ ناول کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں زندگی کی سی اصلیت نظر آئے کوئی بات مافوق الفطری نہ معلوم ہو۔ یہی مجازیت ناول کو داستانوں حکایتوں وغیرہ سے ممتاز کرتی ہے۔ (تشمیم)

عقل کے کہنے میں کیسے آئے؟ اس پر ہجر و مفارقت کی مصیبت کیوں نہ پڑے۔
رقیب و اغیار اس کی راہ میں لاکھوں کانٹے کیوں نہ بوئیں لیکن دل اپنی دھن کا پکا
ہے۔ مصیبتوں پر مصیبتیں سہنے کے باوجود بھی وہ اپنی راہ عشق میں ثابت قدم رہتا ہے۔
اُدھر حسن کو بھی عاشق صادق کی تلاش ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ باوجود رکاوٹوں اور
مزاحمتوں کے دونوں کامیاب وصال ہوتے ہیں۔ یہ انسانی زندگی کا روزمرہ کا تماشا
ہے اور اسی تماشے کو وجہی نے تمثیل کے روپ میں پیش کردیا ہے اور عقل و دل
عشق و حسن اور ان کے لوازمات کو جاندار بنا کر پیش کر دیا ہے۔ یہی چیزیں انفعالی
طور پر ہم میں جو کیفیات پیدا کرتی ہیں اُنھیں کیفیات کو میدان عمل میں بروئے کار
لایا گیا ہے یعنی حسن و عشق، عقل و دل تیز ناز و غمزہ، زلف و رخسار کو کردار بنا کر
پیش کیا گیا ہے کسی دیو مالا کا سہارا لیے بغیر انھیں کیفیات کو کردار بنا کر پیش
کرنے میں یہ خامی ضرور ہوتی ہے کہ کردار کے نام ہی سے ہم سمجھ جاتے ہیں کہ وہ
کس سیرت کا مالک ہوگا اور کیا کام دکھائے گا پھر بھی وجہی نے اپنے قصہ کو جاندار
بنانے کی حتی الامکان اچھی کوشش کی ہے۔ جیسا کہ قصہ کا متن پڑھنے سے (جسے
خط نسخ میں دیدیا گیا ہے) اندازہ ہوگا لیکن اس کا سہرا در اصل فتاحی کے سر ہے کیونکہ اسی
کی کتاب دستور العشاق (نظم) اور قصہ حسن و دل (نثر) سے وجہی نے
اُسے اخذ کیا ہے پھر بھی جہاں کہیں وجہی نے اپنے کسی کردار کا رنگ روپ بیان
کیا ہے یا جہاں کہیں مکالمہ نگاری کی ہے وہ اس کا اپنا کارنامہ ہے مثلاً حسن کا
روپ اس طرح پیش کیا ہے:

"حسن نار، اوتار، خوش دیدار، خوش گفتار، خوش رفتار، دیدیاں کا
سنگار، دل کا آدھار، پھول ڈالی تے خوب لٹکتی، چلنے میں ہنس کوں
پٹکتی، بولیں تے میٹھی بولے بات، آواز تے قمری کو کرے مات۔ کوئی

پھول کے پھنکڑیاں جیسے ہات ۔ چمن میں پھول شرم حضور، لاج تے آسمان پہ چڑے چاند سور ۔ مست ہتھی تے مغرور ہاتی بھاتی، کسے خاطر نیں لیاتی ۔ بال جانو کالے ناگ، گال جانو عشق کی آگ ۔ یو موہن دھن عجائب موہنی ہے سورج اس کے درس کا درسنی ہے ..... جو بن الماس تے گھڑٹ، اُدھر یاقوت تے اعلیٰ انپٹ ۔ اُس کیاں انکھیاں جانو لالے جانو شراب کے پیالے ۔ دانتاں دیکھ موتی کے دانے، گھرے گھر بھرتے دیوانے .....''

غرضکہ یہ بہ آسانی کہا جاسکتا ہے کہ وجہی نے اپنے انداز بیان سے اس تمثیل کو بڑی حد تک جاندار بنانے کی کوشش کی ہے اور اگر اسے پوری طرح کامیاب نہ بھی کہا جائے تو یہ اس کے بیان کی خامی نہ کہی جائے گی بلکہ اسلامی ممالک میں تمثیل نگاری میں جو خامیاں لازماً پیدا ہو جاتی ہیں اور جن کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے وہی اس ناکامیابی کی ذمہ دار ٹھہرائی جاسکتی ہیں۔

سب رس کی زبان سب رس کی زبان تین سو برس پہلے کی ہے اور وہ بھی دکن کی اور اس میں بہت سے لفظ اور محاورات ایسے بھی آئے ہیں جو اب بالکل متروک ہیں اور خود اہل دکن بھی نہیں بولتے ۔ اور گو اس پرانی اور قدیم زبان کے بعض پرانے الفاظ و محاورات آج کل سمجھ میں نہیں آتے لیکن یہ حقیقت ہے کہ وجہی نے اپنے زمانہ کی با محاورہ اور فصیح ترین زبان لکھی ہے اور اس کا اس کو احساس تھا وہ خود لکھتا ہے :-

''آج لگن کوئی اس جہان میں ہندوستان میں ہندی زبان سوں اس لطافت اور اس چھنداں سوں نظم ہور نثر ملا کر گلا کر نہیں بولیا۔''

وجہی اپنی زبان کو دکھنی نہ کہہ کر ہندی کہتا ہے ۔ قصہ کی ابتدا پر بھی وہ یعنی سرخی آغاز داستان

زبان ہندوستان لکھتا ہے اور اپنی اس مایۂ ناز تصنیف میں جگہ جگہ نہایت بے تکلفی سے ہندی، دکنی، فارسی و عربی نیز مرہٹی ضرب الامثال، دوہرے اقوال و اشعار وغیرہ نہایت روانی سے لکھتا چلا جاتا ہے مگر کتاب کے بغور مطالعہ سے یہ احساس ہوتا ہے کہ مصنف شمالی ہند و دکن کی زبان میں فرق کرتا ہے۔

کتاب کے بغور مطالعہ سے یہ اندازہ بھی ہوتا ہے کہ وجہی نے عربی و فارسی الفاظ کے ساتھ ہندی الفاظ بھی کثرت سے استعمال کیے ہیں اور لطف کی بات یہ کہ بعض محاورات تین سو سال قبل بھی بالکل اسی طرح استعمال ہوتے تھے جس طرح آج کل ہو رہے ہیں۔ جیسے 'شان نہ گمان' 'خالہ کا گھر' 'کہاں گنگا تیلی کہاں راجہ بھوج' 'شرم حضوری' 'دیکھا دیکھی' وغیرہ۔

اس قدیم دکنی یا اردو زبان میں حسب ذیل تغیر و تبدیل پائے جاتے ہیں۔

(۱) مذکر اور مونث دونوں کی جمع "اں" سے آتی ہے جیسے ہاتھ سے ہاتاں، بات سے باتاں، کتاب سے کتاباں، بھائی سے بھائیاں، جھاڑ سے جھاڑاں وغیرہ جمع؟

(۲) فاعل اگر مونث جمع ہے تو فعل بھی جمع ہوگا جیسے "اصیل عورتاں اپنے مرد بغیر دوسرے کوں اپنا حسن دکھلانا گناہ کر جانتیاں ہیں اور اپنے مرد کوں ہر دو جہاں میں اپنا دین و ایمان کر پچھانتیاں ہیں۔"

(۳) ایسی، جیسی اور جتنی کی جمع ایسیاں، جیسیاں اور جتنیاں آتی ہے۔

(۴) ہائے ملفوظ اکثر درمیان سے غائب ہو جاتا ہے جیسے نہیں کے بجائے نیں اور کہتا کے بجائے کتا ہے کا کثرت سے استعمال ہوا ہے۔

(۵) مونث کی صورت میں حرفِ اضافت کی جمع بھی جمع آتی ہے جیسے

دل کے فائدے کیاں بہت باتاں ہیں۔

(۶) دکنی میں مذکر کے لیے مذکر اور مؤنث کے لیے مؤنث فعل ہوتا ہے جیسے لڑکے نے پانی پیا اور لڑکی نے پانی پی، اس مرد نے کھانا کھایا اس عورت نے کھانا کھائی۔

(۷) ایسے مصادر کے ماضی مطلق جن میں علامت مصدر سے قبل الف یا و نہیں ہوتا اس طرح بنتی ہے کہ امر کے آگے الف بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے دیکھنا سے دیکھا، ملنا سے ملا، لیکن دکنی میں بجائے الف کے یا لگاتے ہیں جیسے دیکھنا سے دیکھیا، ملنا سے ملیا، پھرنا سے پھریا، اڑنا سے اڑیا۔

(۸) کسی بھی لفظ کے آخر میں چ کا استعمال تاکید کے لیے ہوتا ہے جس کے معنی عموماً ہی کے ہوتے ہیں جیسے آخر دو دیچ جیوے تو دھیں ہوتا ہے۔
عشق آ بیچ لٹ پکڑ زوراں سوں کھینچ لیاتا۔

(۹) اکثر عربی الفاظ کے املے کو سادہ کر دیا ہے یعنی جس طرح بولتے ہیں ویسے ہی لکھ دیتے ہیں جیسے نفع کو نفا، طمع کو طما، منع کو منا وغیرہ۔

(۱۰) اردو میں الفاظ کی تکرار خاص معنی پیدا کرتی ہے جیسے گھر گھر، در در وغیرہ قدیم دکنی اردو میں ان دو کے درمیان "ے" کا اضافہ کر دیتے تھے جیسے گھرے گھر، درے در، ٹھارے ٹھار وغیرہ۔

(۱۱) الفاظ کی تذکیر و تانیث کا بھی کچھ زیادہ خیال نہیں رکھتے تھے جیسے شراب، خبر، صورت، دنیا وغیرہ کو مذکر لکھا ہے۔

شمیم انہونوی ایم۔اے
ریسرچ اسکالر شعبہ فارسی، اردو لکھنؤ یونیورسٹی

یکم جنوری ۱۹۶۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصہ کہانی سب رس

ایک شہر تھا سیستان جس کے بادشاہ کا نام عقل تھا اسی کی روشنی سے سارا عالم منور تھا کائنات عالم کا ذرہ ذرہ اس کا تابع فرمان تھا۔ بادشاہ کے ایک فرزند بھی تھا جس کا نام دل تھا جو لیاقت۔ عقلمندی۔ بہادری اور حسن میں آپ اپنی مثال تھا۔ بادشاہ (عقل) نے اپنے بیٹے (دل) کو تن کی مملکت بخش دی تھی۔

ایک رات بادشاہ (دل) بھری محفل میں جس میں تمام ارکان داعیان سلطنت بھی موجود تھے جام و شراب سے کھیل رہا تھا محفل میں طرح طرح کی باتیں ہو رہی تھیں۔ پرانے قصے بیان ہو رہے تھے اور اثنائے بیان آب حیات کا بھی ذکر بایں توصیف آگیا کہ جو شخص آب حیات پی لے وہ حضرت خضر کی طرح تا ابد زندہ و قائم رہے۔

دل بادشاہ آب حیات کی خصوصیات سن کر اسے حاصل کرنے کے لیے بے چین ہو گیا۔ اسے اپنے راج پاٹ کی بھی فکر نہ رہی۔

دل بادشاہ کے پاس نظر نام کا ایک جاسوس تھا۔ جو ہر جگہ جاتا تھا اور ایک ایک لمحہ کی خبر دل بادشاہ کو پہنچاتا تھا۔ اس جاسوس نے دل بادشاہ سے

وعدہ کیا کہ وہ آبحیات کا پتہ لگانے کی کوشش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے گا۔

جب دل بادشاہ نے نظر سے امید افزا باتیں سنیں تو اس کے دل کو سکون ملا۔ اس نے نظر کو اس کے عزم و حوصلے کی داد دی اور یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ (نظر) آبحیات کا پتہ لگا کر جلد راجدھانی واپس آجائے۔

نظر آبحیات کی تلاش میں پروانہ وار جان کی بازی لگا کر روانہ ہو گیا اور چلتے چلتے ایک شہر میں پہنچا۔ جو بہت ہی خوبصورت تھا۔ ارد گرد باغات کی بدولت سارا شہر خوشبو سے بسا ہوا تھا۔ اس شہر کے رہنے والے پردیسیوں کی بڑی عزت کرتے تھے اور ان کے ساتھ پیار و محبت سے پیش آتے تھے۔ اس شہر کا نام عافیت تھا اور یہاں کا بادشاہ ناموس تھا۔

نظر نے ناموس بادشاہ کی خدمت میں پہنچ کر اپنا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ بغیر آبحیات حاصل کیے ہوئے اپنے ملک تن کو واپس نہ جاؤں گا۔ جب ناموس بادشاہ کو نظر کی اس لگن کا حال معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ آبحیات افسانہ کی آبرو ہے۔ جسے حاصل کرنے کی حسرت لیے بہت سے لوگ راہی ملک عدم ہو چکے ہیں۔ سکندر جیسے عظیم الشان اور بہادر بادشاہ کو بھی اس پانی کا ایک گھونٹ نصیب نہ ہو سکا۔ دولت اور قوت سے آبحیات نہیں حاصل کیا جا سکتا۔ جس کو آبحیات حاصل ہو جائے اس کی زندگی واقعی قابل رشک ہے۔ اس پانی کی اہمیت وہی سمجھ سکتا ہے جس نے اس کو پیا ہو۔ ناموس بادشاہ بھی صرف آبحیات کی تعریف و توصیف کرتا رہا مگر حصول آبحیات کا کوئی طریقہ نہ بتا سکا۔ اور نظر اس سے رخصت ہو کر اپنے سفر پر چل دیا۔

نظر آبحیات کی تلاش میں برابر سرگرداں رہا مگر آبحیات کا کوئی سراغ نہ ملنے سے وہ رنجیدہ و غمگین تھا۔ چلتے چلتے راستے میں اسے ایک پہاڑ نظر آیا جو تاحد نظر

بلند تھا۔ آس پاس کے لوگوں سے معلوم ہوا کہ اس پہاڑ کا نام زُہدہے اور اس پر "زرق" نام کا ایک بڈھا شخص رہتا ہے۔ نظر نے زرق کے پاس پہنچ کر اس سے آبحیات کا پتہ پوچھا۔ زرق نے بتایا کہ آبحیات کا چشمہ جنت میں ہے اور تم اسے زمین پر تلاش کر رہے ہو۔ اگر تم اس آبحیات کا پتہ لگانا چاہتے ہو تو اس کی نشانیاں عاشقوں کے آنسوؤں میں دیکھو۔ یہ سُن کر نظر نے صرف اتنا کہا کہ تم ٹھیک کہتے ہو مگر میں اُسے تلاش کر کے ہی دم لوں گا۔

نظر جب اس جگہ سے چلا تو مختلف مقامات کی خاک چھانتا ہوا ایک جنگل میں پہنچا جہاں اسے ایک فلک بوس قلعہ نظر آیا۔ لوگوں سے دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ اس قلعہ کا نام ہدایت ہے اور اس کے بادشاہ کا نام ہمت ہے۔ نظر نے کافی دنوں تک اپنا وقت ہمت کی خدمت میں گذارا اور پھر ایک دن موقعہ دیکھ کر اس نے آبحیات کا ذکر چھیڑا۔ ہمت نے آبحیات کا ذکر سُن کر ایک زہر خند کے ساتھ کہا۔ آبحیات کا پتہ بتانے کی قوت مجھ میں نہیں ہے اور اگر کوئی دوسرا شخص بھی آبحیات کی خواہش رکھتا ہو تو سمجھا بجھا کر اسے منع کر دو۔ مجنوں، زلیخا اور یوسف وغیرہ نے بھی اس آبحیات کے پیچھے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ مگر کامیابی کا منھ نہ دیکھا۔ آبحیات کا خیال اپنے دل سے نکال دو۔ میں ہمت ہوں لیکن میں بھی اس کا پتہ نہ لگا سکا تو کوئی دوسرا شخص کیونکر کامیاب ہو سکتا ہے۔ لیکن نظر ہمت کی ان مایوس کن باتوں سے بھی مایوس نہ ہوا۔ اس نے کہا کہ آپ میری ہمت بڑھائیے میں اس آبحیات کا پتہ لگا کر ہی رہوں گا۔ آپ شاید میرا امتحان لینا چاہتے ہیں ورنہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ کوئی کام ایسا نہیں ہے جو آپ نہ کر سکتے ہوں۔ آپ مجھے آبحیات کا پتہ ہی بتا دیں۔ نظر کے اس عزم و ارادے سے ہمت بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اس نے بتایا کہ مشرق میں ایک ملک ہے

خلاصہ کہانی سب رس

اس ملک کا بادشاہ عشق ہے۔ جو ہر ایک کے دل میں رہتا ہے۔ وہ انسان کو خدا
سے بھی ملوا سکتا ہے۔ اس عشق بادشاہ کے ایک بیٹی ہے جس کا نام حسن ہے۔
وہ نہایت حسین و جمیل اور سلیقہ مند ہے۔ اس کے حسن کا خسرو خاور بھی کلمہ گو
ہے۔ وہ پھول و آبریشم سے زیادہ نازک ہے۔ اس کا چہرہ اس قدر تابناک و
روشن ہے کہ کسی آنکھ کو تاب نظارہ نہیں اور ناز، غمزہ، عشوہ، ادا، دلربائی
خوش نمائی اور لطافت جیسی حسین سہیلیاں ہر وقت اس کے ساتھ رہتی ہیں۔
حسن شہر دیدار میں رہتی ہے۔ جہاں رخسار نام کا ایک باغ ہے اور اس
باغ میں دہن نام کا ایک چشمہ ہے۔ اسی چشمہ میں آبحیات ہے۔ اس چشمہ
پر آکر حسن روزانہ آبحیات پیتی ہے۔ لیکن دیدار شہر تک جانے میں سخت
دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جب تم یہاں سے چلو گے تو تم کو سنگسار
نام کا شہر ملے گا۔ اس شہر کا محافظ رقیب نام کا ایک شخص ہے۔ رقیب عشق
بادشاہ کے احکامات کی تعمیل کرتا ہے۔ وہ عشق کے ملک کا محافظ ہے۔ وہ
اس ملک کے قریب کسی کو جانے نہیں دیتا لیکن اگر تم کسی طرح سے سنگسار نامی
شہر کو پار کرلو تو تم کو قامت نام کا میرا ماں جایا بھائی ملے گا۔ وہ بہت ہی مستقل
مزاج اور سنجیدہ آدمی ہے۔ میں اس سے تمھاری سفارش کیے دیتا ہوں تم
میرا خط اسے دیدینا وہ وہاں کے رنگ ڈھنگ سب تم کو سمجھا دے گا۔
ہمت سے آبحیات کے چشمہ کا پتہ پاکر نظر مشرق کی طرف چل دیا۔ جب
وہ سنگسار شہر کی سرحد میں داخل ہوا تو نووارد سمجھ کر کچھ لوگ اسے پکڑ کر محافظ
شہر رقیب کے پاس لے گئے۔ رقیب نے جب اس کا پتہ ٹھکانا پوچھا تو نظر
نے عقل سے کام لیا۔ (عقل سے پتھر کو بھی موم بنایا جا سکتا ہے) اس نے کہا
کہ وہ حکیم ہے اور سرتاپا علم سے بھرا ہوا ہے۔ وہ تن مردہ میں جان ڈال سکتا

ہے اور مٹی کو ہاتھ لگا کر سونا بنا سکتا ہے۔ رقیب سونے کے چکر میں پہلے سے پڑا ہوا تھا۔ وہ بہت خوش ہوا اس نے کہا کہ نظر اس کے لیے بہت سا سونا بنا دے۔ نظر نے سونا بنانے کے لیے کچھ دواؤں کی ضرورت بتائی اور کہا کہ وہ دوائیں دیدار نامی شہر کے رخسار باغ میں مل سکتی ہیں۔ رقیب نے کہا کہ دیدار اور رخسار باغ بہت ہی قریب ہیں میں وہ دوائیں اکٹھا کر دوں گا۔ تم میرے ساتھ چلے چلو اور ضرورت والی دوائیں حاصل کر لو۔

بدقسمت رقیب نظر کو ساتھ لے کر دیدار شہر کی طرف چل پڑا۔ جب دونوں شہر میں داخل ہوئے تو ہمت کے بھائی قامت نے نظر کو رقیب کے ساتھ دیکھ کر بہت تعجب کیا۔ سبب دریافت کرنے پر نظر نے سارا قصہ بتا دیا اور قامت کو وہ خط بھی چپکے سے دے دیا جو ہمت نے اُسے لکھا تھا۔ قامت نے جب وہ خط پڑھا تو اُسے نظر کی باتوں پر یقین آ گیا۔ اس نے اپنے نوکر سیم ساق کو بلا کر حکم دیا کہ وہ رقیب کے علم میں لائے بغیر نظر کو چھپا دے۔ سیم ساق نے نظر کو فرش فرح بخش کے پیچھے چھپا دیا۔

نظر کے غائب ہو جانے سے رقیب سخت حیران ہوا اس نے چاروں طرف اس کو تلاش کیا مگر نظر کا پتہ نہ چلا۔ آخر وہ مایوس ہو کر نظر کے بغیر ہی واپس ہو گیا۔ جب رقیب واپس ہو گیا تو نظر دیدار شہر دیکھنے نکلا اور شہر کے حسن کو دیکھ کر محو حیرت رہ گیا۔ اسے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے وہ دنیا کے بجائے جنت میں ہے۔ شہر طرح طرح کے درختوں سے گلزار بنا ہوا تھا اور سب ہی درخت پھولوں اور پھلوں سے لدے تھے۔ نظر قامت کے ساتھ دیدار شہر کی سیر کر رہا تھا کہ اسی درمیان دونوں کو شہزادی حسن دکھائی دی۔ حسن کے ساتھ اس کی ایک سہیلی لٹ بھی تھی جس کا رنگ کالا تھا۔ لٹ نے جب نظر کو دیکھا تو بڑے

تیاک سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور اس طرح گھبرایا گھبرایا کیوں پھر رہا ہے لیکن جب نظر نے اپنی آمد کا سبب اس کو بتایا تو اس نے بہ مسرت لہجہ میں کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ خدا نے چاہا تو مراد بر آئے گی اس نے اپنے چار بال بھی اُسے دیے اور کہا کہ اگر کبھی تم کو میری مدد کی ضرورت پڑے تو ان کو جلانا میں حاضر ہو جاؤں گی۔

نظر نے شہزادی حسن پر نظر ڈالی۔ اس کے ساتھ بہت سی سہیلیاں اور خادم تھے، خادموں میں غمزہ نام کا بھی ایک خادم تھا۔ غمزہ نظر کا بھائی تھا۔ بچپن میں دونوں بھائی ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے۔ نظر اسے نہ پہچان سکا۔ جس وقت نظر حسن اور اس کی سکھیوں کو دیکھ رہا تھا غمزہ نرگس کے پھولوں کی کیاری میں گھوم رہا تھا۔ اس نے جیسے ہی غیر آدمی کو دیکھا وہ نظر کے پاس جا کر غمزہ نے تلوار کھینچ لی اور عنقریب کہ نظر کا کام تمام ہو جاتا۔ غمزہ کی نظر نظر کے بازوؤں پر بندھے ہوئے لعل پر جا پڑی جس وقت دونوں بھائی کم سن تھے ان کی ماں نے دونوں کے بازوؤں پر ایک ہی رنگ کے لعل باندھ دیے تھے۔ غمزہ نے لعل پہچان لیا۔ پھر کیا تھا وہ اپنے بھائی سے رو رو کر گلے ملا۔ اسے اپنے گھر لایا۔ شہزادی حُسن کو بھی علم ہو گیا کہ غمزہ کا بچھڑا ہوا بھائی بہت دنوں بعد آیا ہے۔ اس نے غمزہ کو اپنے حضور طلب کر کے نظر کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہی۔ غمزہ نے بتایا کہ میرا بھائی جوہری ہے اور ہیرے جواہرات پرکھنے میں اپنا جواب نہیں رکھتا ہے اس جیسا جوہری دنیا میں شاید کوئی نہ ہوگا۔

حُسن کے پاس ایک انمول ہیرا تھا۔ اس نے غمزہ سے کہا۔ تم اپنے بھائی کو میرے پاس لاؤ۔ میں اپنا ہیرا پرکھوانا چاہتی ہوں۔ جب دوسرے دن

غمزہ اپنے بھائی کے ساتھ پہنچا تو نظر نے ہیرے کے بارے میں ایسی باتیں بتائیں کہ شہزادی حسن محو حیرت رہ گئی اس ہیرے میں ایک تصویر تھی جسے اب تک کوئی نہ بتا سکا تھا کہ کس کی ہے لیکن نظر نے یہ انکشاف کیا کہ یہ دل بادشاہ کی تصویر ہے۔ دل کا نام سنتے ہی حسن اس پہ فدا ہو گئی اور دل ہی دل میں دل سے محبت کرنے لگی۔ اس نے نظر کو تنہائی میں بلا کر اپنی محبت کا راز بتاتے ہوئے کہا کہ "جس طرح بھی ہو تم مجھے دل سے ملا دو۔"

نظر نے کہا۔ "دل کو یہاں تک بلا کر لانا آسان نہیں ہے۔ دل کے والد عقل بادشاہ نے دل کو تن کے قلعہ میں قید کر دیا ہے۔ وہ اسے تن کے باہر نہیں جانے دیتا۔ اس کو حاصل کرنے کی صورت آپ کے ہاتھ میں ہے۔ دل بادشاہ آج کل آبحیات کی تلاش میں ہے۔ اگر آپ آبحیات کا پتہ بتا دیں تو وہ اسے حاصل کرنے کے لیے ضرور آ جائے گا۔"

شہزادی حسن کے پاس خیال نام کا ایک غلام تھا۔ خیال بہت تیز گام اور حسن کا فرمانبردار خادم تھا۔ حسن نے اپنے اس خادم کو نظر کے ساتھ کر دیا اور چلتے وقت نظر کو اپنی انگوٹھی بھی دی اور اس کو یقین دلایا کہ اگر دل یہاں آ جائے گا تو وہ اسے آبحیات کے چشمہ تک ضرور پہنچا دے گی۔

خیال اور نظر تن شہر کی طرف چل دیے اور ایک عرصہ کے بعد وہ دونوں دل کے پاس پہنچے۔ نظر نے اپنے سفر کا کل حال بیان کیا جسے سن کر دل بہت خوش ہوا۔ دل نے نظر و خیال دونوں کی خوب خاطر تواضع کی اور جب دل کو یہ معلوم ہوا کہ وہ مصور بھی ہے تو اس نے حسن کی تصویر بنانے کا حکم دیا۔ جب تصویر پوری ہو گئی تو حسن کی خوبصورتی دیکھ کر دل اس پہ ہزار جان سے فریفتہ ہو گیا اور نظر سے مشورہ کر کے شہر تن سے باہر چلنے کے لیے تیار ہو گیا۔

دل سفر کی تیاری کر رہا تھا کہ اس کے والد عقل کے وزیر وہم نے سوچا کہ اگر شہزادہ دل نظر اور خیال کے کہنے پر چلے گا تو اس کی عظمت ختم ہو جائے گی۔ اس لیے وہم نے عقل بادشاہ سے کہا۔ شہزادہ دل نظر جاسوس کے ساتھ کہیں جا رہا ہے۔ نظر کے ساتھ ایک اجنبی شخص بھی ہے جو مجھے جادوگر معلوم ہوتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ شہزادہ دل کو کسی مصیبت میں پھنسا دے۔ عشق بادشاہ بہت قوی اور طاقتور ہے اگر وہ بگڑ جائے تو اُسے منانے والا دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ لہذا مناسب یہ ہے کہ شہزادہ کو روک دیا جائے۔ چونکہ میں آپ کا نمک خوار ہوں اس لیے خطرات سے آگاہ کر دینا میرا فرض تھا۔

اپنے وزیر وہم سے یہ باتیں سُن کر عقل بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اس نے وہم کو گلے لگایا اور وہم کی تعریف کرتے ہوئے بولا۔

"تمھاری وفاداری سے میں بہت مسرور ہوں۔ دل تمھاری قدر نہیں کر سکتا۔ تمھاری خوبیوں سے وہ ناواقف ہے۔ تم نے بہت اچھا کیا جو مجھے آگاہ کر دیا۔ تم فوج بھیج کر دل اور نظر وغیرہ کو فوری طور پر قید کر لو۔"

نظر کو شہزادی حسن نے رخصت ہوتے وقت ایک انگوٹھی دی تھی جس میں ایک خصوصیت تو یہ تھی کہ اسے منھ میں رکھ لینے والا شخص ہر کسی کو نظر نہیں آسکتا تھا۔ اور دوسری خوبی اس انگوٹھی میں یہ تھی کہ وہ جس کے پاس رہتی تھی اسے آبحیات کا چشمہ نظر آنے لگتا تھا۔ نظر اس انگوٹھی کو منھ میں رکھ کر ہنستا کھیلتا عقل کی قید سے باہر نکل آیا اور شہر دیدار کی طرف چل دیا۔ شہر دیدار پہنچ کر اس نے ایک باغ میں آبحیات کا چشمہ دیکھا۔ نظر کے دل میں آبحیات پینے کی خواہش پیدا ہوئی جو بے محل تھی جس کی اس کو سزا بھی ملی کیونکہ اس نے جیسے ہی آبحیات پینے کے لیے منھ کھولا انگوٹھی اس چشمہ میں گر گئی اور آبحیات کا چشمہ آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ اب بجز

کف افسوس ملنے کے نظر کے لیے اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔
انگوٹھی کا گرنا تھا کہ نظر سب کو نظر آنے لگا۔ رقیب اس کو تلاش کر ہی رہا تھا۔
اس نے جب نظر دیکھا تو وہ اسے پکڑ کر اپنے شہر سنگسار میں لے آیا جہاں نظر
زد و کوب کرنے کے بعد مقید کر دیا گیا۔ جب قید خانہ کے دروازے بند ہو گئے تو نظر کو
بالوں کی یاد آئی۔ اس نے ان کو جلایا۔ بال جلاتے ہی لٹ حاضر ہو گئی۔ لٹ نے نظر کو
جیل سے باہر کر دیا۔ جب رقیب نے قید خانہ میں نظر کو نہیں دیکھا تو وہ بہت فکر مند
اور پریشان و غمزدہ ہوا۔ لٹ نے نظر کو شہر دیدار کا راستہ بتایا۔ اس نے دیدار شہر
پہنچ کر شہزادی حسن کو اپنی سرگذشت سنا دی۔

نظر کی سرگذشت سن کر شہزادی حسن کو بہت غم ہوا۔ اس نے کہا۔ "میں یہاں
دل بادشاہ سے ملنے کے لیے دن گن رہی تھی اور دل جیل میں قید کر دیا گیا میں نے
یہ بات خواب میں بھی نہ سوچی تھی کہ دل سے ملنے میں اس قسم کی کوئی دشواری حائل
ہو گی۔ میرا دل کیا چاہتا تھا اور یہ کیا گیا۔"

شہزادی حسن نے غمزہ کو بلایا اور اس کو اپنے عشق کے راز سے آگاہ کیا اور پھر
نظر سے کہا۔ "تم غمزہ کے ساتھ جاؤ اور جس طرح بھی ممکن ہو جلد سے جلد دل بادشاہ
کو میرے پاس لے آؤ۔ تاکہ میری بے چینی و بیقراری مبدل بہ سکون و قرار ہو۔"

نظر کے جیل سے فرار ہو جانے پر عقل بادشاہ نے سمجھ لیا تھا کہ وہ ضرور کوئی
شرارت کرے گا لہٰذا اس کی شرارت سے بچنے کے لیے اس نے اسی دن اس
قلعہ پر پہرہ سخت کر دیا تھا اور اپنی سپاہ کو حکم دے دیا تھا کہ نظر جب اور جہاں
کہیں بھی نظر آئے اسے گرفتار کر لیا جائے۔

عقل کے ساتھ ہی ساتھ اس کے دست راست زہد نے اپنے بیٹے توبہ کو
بھی نظر پر نظر رکھنے کا حکم دے دیا۔ سب فوجی اپنی اپنی جگہ ہوشیار تھے۔ غمزہ اور

نظر چلتے چلتے تھک گئے تھے۔ وہ توبہ کی قیام گاہ پر پہنچے وہاں ایک پھلواری تھی۔ دونوں اس میں ٹھہر گئے۔ دونوں نیند سے پریشان تھے اس لیے آنکھ لگ گئی اور سورج نکل آنے کے باوجود وہ دونوں بیدار نہ ہوئے۔ دن کی روشنی میں محافظ نے دونوں کو دیکھ لیا۔ اس نے فوراً توبہ کو خبر کی۔ توبہ کے جوش و غصہ کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ اس نے اپنی فوج جمع کی اور غمزہ و نظر کا محاصرہ کر لیا۔ جب چاروں طرف سے دونوں گھر گئے تو گھبرا کر اٹھے اور لڑنے کے لیے تیار ہو گئے چونکہ دونوں بہت بہادر تھے اس لیے ان دونوں نے ساری فوج کو بھگا کر قلعہ لوٹ لیا۔

نظر اور غمزہ دونوں نے طے کیا کہ اب یہاں زیادہ دیر ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔ یہ سوچ کر دونوں وہاں سے قلندروں کا بھیس بدل کر چل دیے اور شہر عافیت کے بادشاہ ناموس کے پاس پہنچے۔ ناموس غمزہ کے آگے سپر انداختہ ہو گیا۔ وہاں سے یہ دونوں فاتح شہر تن کی طرف بڑھے اور پھر اپنا بھیس بدلا۔ غمزہ نے شراب پی کر دعائے سیفی اپنے لشکر پر پھونک دی جس سے سارا لشکر ہرنوں میں تبدیل ہو گیا۔

توبہ ہار چکا تھا لیکن اپنے آقا کی خدمت سے باز نہ رہا۔ وہ سیدھا عقل بادشاہ کے پاس گیا اور اپنے قلعہ کی ساری واردات بیان کرتے ہوئے کہنے لگا۔ "غمزہ بہت بہادر ہے۔ اس سے مقابلہ کرنا آسان کام نہیں ہے۔ غمزہ کی بہادری سن کر عقل کی عقل ٹھکانے نہ رہی۔ وہ بہت گھبرایا۔ اس نے اپنے بیٹے دل کو بلا کر قید سے رہائی بخشتے ہوئے سمجھایا کہ "شہزادی حسن کی فوج بہت زبردست ہے۔ اس سے جیتنا تمھارے بس کی بات نہیں ہے۔ اگر تم اس کے شہر کی طرف رُخ کرو گے تو پریشان ہو گے۔ بہتر یہی ہے کہ اس کا خیال اپنے دل سے نکال دو غمزہ اور دوسرے مرد اور بڑے چلتے پرزے اور دغا باز ہیں وہ تمھیں کہیں لے جا کر

پریشانی میں مبتلا نہ کردیں۔ پھر بھی اگر میرا یہ مشورہ تم کو پسند نہیں ہے تو تم شوق سے جا سکتے ہو لیکن اکیلے مت جانا۔ میں اپنی فوج تمھارے ساتھ کردوں گا اگر تم حسن شہزادی کو حاصل کرنا ہی چاہتے ہو تو اس کے شہر کا چاروں طرف سے محاصرہ کرلو۔

باپ کی آخرالذکر بات دل کو پسند آئی۔ اس نے فوج کی مدد سے شہزادی حسن کے باپ عشق کی فوج پر حملہ کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ عقل کی فوج کا کمانڈر صبر نام کا ایک شخص تھا۔ صبر بہت بہادر تھا۔ صبر کی نگرانی میں عقل کی فوج عشق کے دارالسلطنت کی طرف روانہ ہوئی۔

تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ ساتھ والے خبر لائے کہ اس جنگل میں جگہ جگہ ہرنیاں چوکڑیاں بھرتی نظر آرہی ہیں۔ دل یہ سن کر بیتاب ہوگیا اور اس نے ان ہرنیوں کا شکار کرنا چاہا۔ باپ کی اجازت لے کر اس نے ہرنیوں کے پیچھے اپنا گھوڑا دوڑا دیا۔ ہرنیاں درحقیقت ہرنیاں نہیں تھیں بلکہ غمزہ کے سپاہیوں نے سیفی کے زور سے اپنا روپ بدل رکھا تھا۔ ان ہرنیوں نے شہزادے اور سپاہیوں کو فریب دے کر جنگل میں پہنچا دیا۔ جب عقل نے دیکھا کہ اس کے بیٹے کے ساتھ کسی نے دھوکا کیا ہے تو وہ اپنی فوج لے کر ہرنیوں کے پیچھے چلا۔ اس وقت باپ بیٹے دونوں جنگل میں تھے۔ نظر اور غمزہ دل کو لانے کے لیے جارہے تھے۔ انھوں نے دیکھا دل انھیں کی طرف آرہا ہے۔ وہ حسن کی جدائی میں بیتاب بے قرار تھا۔ غمزہ و نظر نے صلاح کی اور کہا ہم لوگوں نے توبہ کو شکست دی۔ ناموس کو لوٹا۔ پتہ نہیں عقل بادشاہ اس کے لیے ہم کو کیا سزا دے اس لیے ہم لوگوں کو عقل و دل کے پاس نہ جانا چاہیئے۔ وہ دونوں ہمیں نہ دیکھیں

اور دیدار شہر کو چلے جائیں پھر جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا۔

غمزہ اور نظر کی کوشش کامیاب رہی ہرنوں کا پیچھا کرتے کرتے
عقل، دل اور ان کی فوج دیدار شہر کے قریب پہنچ گئی۔ غمزہ اور نظر
دونوں حسن کے پاس پہنچے اور اسے پوری کیفیت سے آگاہ کیا۔ حسن
نے دونوں کو گلے لگایا۔ تینوں نے مل کر یہ طے کیا کہ عقل کی قوت بھی کم
نہیں ہے۔ وہ فوج لے کر یہاں آیا ہے نہ جانے کون سی آفت کھڑی
کر دے۔ یہ بہتر ہوگا کہ حسن اپنے والد عشق کو پہلے ہی باخبر کر دے۔ شہزادی
حسن نے اپنے والد کو خط لکھا کہ "میرے تابعدار غلام خیال کو عقل بادشاہ
نے قید کر لیا ہے۔ جیل میں اس سے برا برتاؤ کیا جا رہا ہے۔ نہ کھانے کو روٹی
دی جاتی ہے نہ پینے کو پانی۔ اپنے غلام کو چھڑانے کے لیے میں نے عقل
بادشاہ کو خط لکھا اور خط کے جواب میں بجائے اس کے کہ وہ میرے غلام
کو آزاد کر دیتا الٹے فوج لے کر میرے ملک پر چڑھ آیا ہے۔"

عشق بادشاہ نے جب بیٹی کا خط پڑھا تو اس کے غم و غصہ کا کوئی ٹھکانہ
نہ رہا۔ اس نے دانت پیس کر کہا۔ "اف عقل کی اتنی ہمت و جرات
کہ میری بیٹی کے ملک پر حملہ آور ہوا ہے خیر میں بھی اس سے کسی بات میں
کم نہیں ہوں، میں اس سے سمجھ لوں گا۔"

عشق نے اپنی فوج کے سپہ سالار قہر کو بلایا۔ جو بہت میٹھی زبان والا
ایک بہادر شخص تھا۔ عشق بادشاہ نے سپہ سالار قہر کو حکم دیا کہ وہ جفا
مشقت، درد وغیرہ وزیروں کو ساتھ لے کر عقل سے جنگ کرے اور
ایسی بہادری کا مظاہرہ کیا جائے کہ عقل کے ہوش اڑ جائیں۔"

جب سپہ سالار اپنی فوج کے ساتھ عقل کے سامنے پہنچا تو عقل پریشان

ہو گیا۔ قہر کے پاس بہت بڑی فوج تھی۔ وہ اتنی زبردست اور لاتعداد فوج کو دیکھ کر دل ہی دل میں سخت پچھتایا۔ عشق بادشاہ کی طرف سے پہلے دن غمزہ لڑا، دوسرے دن قامت اور تیسرے دن زلف۔

اس جنگ کی وجہ سے دل بہت زیادہ پریشان تھا وہ سمجھ رہا تھا کہ اب وہ حسن کو حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو گا لیکن اس کے پاس خوشبوئی نام کی ایک عورت پہنچی اس نے دل کی ڈھارس بندھائی اور کہا۔ "بھاگنے سے کام نہیں بنے گا۔ تم پریشان مت ہو۔ میں تمھاری مدد کروں گی۔"

چوتھے دن بھی جنگ جاری رہی۔ دونوں میں کوئی بھی شکست قبول نہیں کرتا تھا۔ حسن دل ہی دل میں سوچنے لگی کہ اب کیا کیا جائے۔ اس نے اپنے خادم خال کو بلا کر مشورہ کیا۔ خال نے کہا۔ "کوہ قاف میں تمھاری ایک بہن رہتی ہے۔ وہ بہت بہادر ہے اور عقلمندی میں تو مرد بھی اس کے آگے مات ہیں۔ وہ اگر کسی طرح یہاں آجائے تو بات بن جائے گی۔ اس کا نام بھی حسن ہے۔ وہ بھی عاشقوں پر ظلم کرتی ہے۔ تم دونوں بہنیں بے مثل ہو۔ اگر تم دونوں مل جاؤ تو عقل کو شکست دے سکتی ہو۔ دل تم سے محبت کرتا ہے لیکن باپ کے آگے اس کا بس نہیں چلتا ہے۔"

حسن نے کہا۔ "یہاں تو جان کے لالے پڑے ہیں پتہ نہیں میری بہن کب آئے گی۔"

خال نے کہا۔ "گھبراؤ مت میرے پاس عنبر کا ایک پرانا دانا ہے۔ اسے جیسے ہی آگ پر رکھوں گا تمھاری بہن آموجود ہو گی۔"

خال کے اس مشورہ پر عمل کیا گیا۔ عنبر کو آگ دکھاتے ہی حسن کی بہن آکر موجود ہوئی اور جب وہ اس جگہ آگئی تو دونوں بہنوں میں پیار سے باتیں ہونے

لگیں۔ حسن نے اپنی روئداد عشق بیان کرتے ہوئے صاف صاف کہہ دیا کہ دل اسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے اور وہ اسے دل و جان سے چاہتی ہے مگر دل کا باپ عقل اس کے درمیان رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ بہن نے یہ سن کر بہن کو ڈھارس بندھائی اور کہا "فکر مت کرو بہن میرے پاس ایک بہادر صاحب ہے جو تیر چلانے میں بے حد ماہر ہے۔ وہ ہماری مدد کرے گا۔ اس کا نام ہلاک ہے۔"

جب ہلاک کو بلا کر حکم دیا گیا تو اس نے سپہ سالار مہر سے مل کر جنگ کا نقشہ مرتب کیا اب عشق کی فوج اور بھی زیادہ طاقتور ہو گئی۔ ہلاک اپنے سپاہیوں کے ساتھ عقل کی فوج میں جا گھسا۔ اسے بہت سے زخم لگے لیکن وہ پیچھے نہ ہٹا۔ ہلاک سے غلطی یہ ہوئی کہ اس نے دل پر بھی تیر چلا دیا اور جب دل تیر لگنے سے زمین پر گر پڑا تو اسے کھینچ کر میدان سے باہر لے آیا۔ عقل نے اپنے بیٹے کو تیر کھا کر گھوڑے سے نیچے گرتے دیکھا تو وہ بہت گھبرایا۔ عقل کی فوج تتر بتر ہو گئی ایک بھی آدمی میدان میں نہ رک سکا۔ بیچارہ عقل بھی ہار کر جنگل میں بھاگ گیا۔ ہلاک اور اس کے ساتھیوں نے بہت تلاش کیا لیکن عقل کا پتہ نہ چلا۔ کوئی کہتا تھا کہ وہ اپنے شہر تن کو چلا گیا۔ کسی کا خیال تھا کہ شرم کے مارے پانی میں ڈوب مرا۔ مختصر یہ کہ دل حسن کے ہاتھ آیا اور حسن کی فتح ہوئی۔

جب دل کو ہوش آیا تو اسے سر کے زخم کی تکلیف محسوس ہوئی اور ساتھ ہی باپ کی فکر الگ پریشان کن تھی۔ دل کی یہ حالت دیکھ کر حسن بہت برافروختہ ہوئی اور اپنے خادموں سے سخت باز پرس کرنے لگی۔

حسن کی ایک دائی ناز نام کی تھی جو بہت تیز طرار تھی۔ حسن نے دل کے

سلسلے میں اُس دائی کو اپنا رازدار بنا لیا۔ اس نے دائی سے کہا "میں دل کے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہوں۔ خدا کے لیے کوئی ترکیب بتاؤ۔"

دائی نے کہا "سپہ سالار مہر کو عشق بادشاہ کے پاس بھیجا جائے تاکہ وہ عقل کی شکست کی بات عشق سے بتائے اور دل کے متعلق بھی بات چیت کرے ہم کو اس کے خیالات سے آگاہ کرے۔ تب کوئی رائے قائم کی جائے۔" تم بالکل اطمینان رکھو۔ میں تمھارے لیے اچھا برا سب سہوں گی اور تمھاری مدد کے لیے ہر طرح سے تیار ہوں۔"

ناز اور حسن نے مہر کو عشق کے پاس بھیجا اس نے بادشاہ کی تعریف کرنے کے بعد یہ مژدہ سنایا کہ "عقل شکست کھا کر بھاگ گیا ہے اور اس کا بیٹا دل گرفتار کر لیا گیا ہے" عشق عقل پر بہت ہنسا اور کہنے لگا "بے وقوف عقل جو کام نہیں ہو سکتا تھا اس کو کرنے چلا تھا۔ اپنے کئے کی سزا پا گیا۔ دل کے گلے میں طوق ڈالو اور زنجیروں سے جکڑ کر اسے جیل میں ڈال دو۔ عقل جہاں کہیں ہو اُسے گرفتار کر کے لاؤ۔ ناز، غمزہ، عشوہ وغیرہ سے کہو کہ وہ دل کی نگرانی کریں۔ اور عقل کی گرفتاری میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا جائے۔"

مہر نے حسن کی خدمت میں حاضر ہو کر عشق کا فرمان حرف بحرف بیان کر دیا۔ حسن نے ناز کو بلا کر عشق کا فرمان سنایا اور اس سے کہا صبر کرو سب کام ٹھیک ہو جائے گا۔ پہلے دل کو کہیں چھپا دو اس کے بعد عشق کے فرمان پر غور کیا جائے گا۔ چنانچہ ناز کے مشورہ سے دل کو چاہِ ذقن میں قید کر دیا گیا اُسی کنوئیں میں آبحیات کا چشمہ بھی تھا۔

سپہ سالار مہر کی ایک بیٹی سے حسن کی گہری دوستی تھی۔ وہ ساحرہ تھی حسن نے اس سے کہا "شہر دیدار کے باغ میں آبحیات کے چشمہ سے کچھ فاصلہ

پر ایک چھجا ہے تم کسی صورت سے دل کو اس چھجے پر لے آؤ۔" یہ سن کر مہرکی بیٹی نے وعدہ کیا کہ وہ دل کو جائے مطلوبہ پر ضرور لے آئے گی۔

حسن نے اپنی سہیلی زلف کو بلا کر کہا "تم دل کو کنوئیں سے نکال کر دلکش باغ میں چھوڑ دینا۔ آگے جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا۔ زلف نے دل کو کنوئیں سے نکالا تو وفا بھی وہاں پہنچ گئی۔ اس نے دل کو سمجھایا کہ حسن نے مجبور ہو کر تم کو کنوئیں میں چھپایا تھا۔ اگر وہ تم کو نہ چھپاتی تو عشق تم کو زندہ نہ چھوڑتا۔ حسن تم کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتی ہے۔ وفا کی ان باتوں نے دل کی غلط فہمیوں کو دور کر دیا۔ وفا اور زلف نے دل کو دلکش باغ میں لا کر چھوڑ دیا۔

کنوئیں سے نکل کر جب دل نے ایسا حسین باغ دیکھا تو وہاں کے پھولوں پر فدا ہو گیا۔ وہ بہت تھکا ہوا تھا۔ ایک عرصہ کی قید کے بعد جب اس نے ایسا حسین نظارہ دیکھا تو وہ اونگھنے لگا اور اُسے نیند آ گئی۔ وفا نے حسن کو خوشخبری دی۔ یہ خبر سُن کر حسن فرطِ مسرت سے باؤلی ہوئی جا رہی تھی۔ پاؤں رکھتی کہیں تھی پڑتا کہیں تھا۔

دل گہری نیند سو رہا تھا۔ حسن کی آنکھوں سے جب اشکِ مسرّت دل کے رخسار پر گرے تو دل گھبرا کر اُٹھ بیٹھا۔ دونوں ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے دل نے کہا۔ "رونا تو مجھے چاہیئے کیونکہ میں تمہارا عاشق ہوں۔ تمہارے لیے تو رونا بالکل مناسب نہیں ہے۔"

حسن نے دل کے پاس خیال، نظر، اور تبسم کو چھوڑا اور وفا کو بلا کر کہنے لگی۔ "خیال اور تبسم سے کہو کہ دل کا دِل بہلانے کی ہر ممکن کوشش کریں اور اُسے بیہوش کرنے کی دوا پلائیں۔"

حسن نے زلف سے کہا۔ "تم اُس خاموشی سے دل کو اس چھجے پر لے آؤ۔

کہ دل کو خبر بھی نہ ہو۔" دل کو دوا پلا کر بیہوش کر دیا گیا تھا جب وہ چھجے پر لایا گیا تو سمجھ رہا تھا کہ وہ ابھی جنگل ہی میں بھٹک رہا ہے۔ حسن نے اس کے سامنے اپنی پریشانیوں کا ذکر کر کے کہا کہ اس کی وجہ سے اسے بھی دکھ اٹھانے پڑے۔

حسن اور دل میں روزانہ اختلاط کی باتیں ہوتی رہیں اور اس طرح کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو سکی۔

حسن کے ساتھ بدنصیب رقیب کی غیر نامی بیٹی بھی رہتی تھی۔ وہ ہمیشہ سے حسن کے ساتھ رہتی تھی۔ غیر جہاں جاتی فساد کی باتیں کیا کرتی اور دو ملنے والوں میں جدائی کا باعث بنتی۔ وہ بہت بے ایمان اور بد ذات تھی اسی وجہ سے حسن جب چھجے پر آتی تھی تو غیر کو ساتھ نہیں لاتی تھی۔ دو چار دن بعد غیر نے اس بات کا اندازہ کیا کہ حسن ایک مقررہ وقت پر کہیں چلی جاتی ہے اور یقیناً دال میں کچھ کالا ہے اس شک کے تحت ایک دن غیر چھپ کر حسن کے پیچھے پیچھے گئی۔ اس نے حسن اور دل کا اختلاط دیکھا ان کی محبت بھری باتیں سنیں اب اس کی سمجھ میں آیا کہ حسن اس سے کیوں کتراتی تھی اور اس سے چھپ کر کہاں جاتی تھی۔ دل کی خوبصورتی پر وہ فریفتہ ہو گئی۔ اس نے دل ہی دل میں سوچا کہ وہ حسن سے کسی بات میں کم نہیں ہے بلکہ خوبصورتی میں وہ (غیر) حسن سے بھی بڑھ کر ہے۔

ایک رات حسن شہر چلی گئی اور بر وقت واپسی نہ ہو سکی۔ غیر آہستہ آہستہ وصال کے چھجے پر گئی۔ وہ سحر (جادو) جانتی تھی اس نے سحر کے زور سے اپنا رنگ و روپ بالکل حسن جیسا بنا لیا اور حسن کے لہجہ میں ہی خیال، وفا، تبسم وغیرہ خادموں کو حکم دیا کہ دل کو بیہوش کرنے کی دوا پلائیں۔ پھر وہ حسن کی طرح دل کو وصال کے چھجے پر لائی اور جب دل کی آغوش میں غیر بے سدھ سی پڑی تھی

خیال نے دیکھا کہ دل اپنی جگہ پر نہیں ہے وہ اسے تلاش کرنے لگا۔ جب وہ وصال کے خیمے پر آیا تو اس نے دیکھا کہ دل کی آغوش میں غیر مستی کے عالم میں بے سدھ پڑی ہے۔ خیال نے فوراً دیدار شہر میں یہ خبر حسن کو پہنچائی اور حسن کی پریشانی کا ٹھکانہ نہ رہا۔

حسن اپنے سارے زیورات پھینک کر بال نوچتے ہوئے ڈھاڑیں مار مار کر رونے لگی۔ فوراً وصال کے خیمے پر گئی جہاں اپنی آنکھوں سے دل کو غیر سے ہم آغوش دیکھا۔ اس نے دل ہی دل میں سوچا کہ اس بدنصیب کو شرارت کے لیے میرا ہی گھر ملا تھا۔ اگر اس کا بس چلتا تو غیر کی تکا بوٹی کر ڈالتی۔ اس نے غیر کو بلا کر بہت سخت سست کہا۔ غیر اس کی ساری باتیں چپ چاپ سنتی رہی۔ غیر نے سوچا اب یہاں رہنا ٹھیک نہیں اور اپنے سحر کے زور سے روپ بدل کر حسن کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

جب غیر چلی گئی تو حسن کو دل پر بھی بہت غصہ آیا۔ اس نے خیال اور دوسرے خدمتگاروں کو حکم دیا کہ "دل کو میرے باغ سے باہر نکال دو اور اس کے منھ میں سیاہی لگا دو۔ میرا خیال تھا کہ اس کی محبت پائدار ہو گی۔" حسن کچھ دیر خاموش رہی۔ پھر بولی۔ "(اسے باغ سے باہر نکالنے میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا)۔ اسے غضب کے قید خانہ میں قید کر دو اور تم لوگ سخت نگرانی کرو۔" پھر اس نے دل میں سوچنا شروع کیا کہ غیر عورت تھی وہ کم ظرفی کا مظاہرہ کر سکتی تھی، لیکن دل تو مرد تھا اس نے ایسی رکیک حرکت کیوں کی۔ کچھ تو اس کا خیال کرتا کہ میں نے اس کے لیے کتنی بدنامی اٹھائی ہے۔

غیر نے گھر جا کر سارے حالات اپنے والد رقیب سے بیان کیے۔ رقیب غصہ سے لال ہو گیا۔ وہ تہ لگا نے غضب کے قید خانہ میں آیا۔ اس نے خیال تبسم

What Possessed "Dil" that did such thin

اور نظر ہو سحر پڑھ کر دانے ڈالے۔ وہ سب بیہوش ہو گئے۔ رقیب ان کی بیہوشی سے فائدہ اٹھا کر دل کو لے اڑا شہر سیکسار میں ہجراں نام کا ایک قلعہ تھا اس نے اس قلعہ میں دل کو قید کر دیا۔

اب دل پچھتانے لگا۔ اور اب خیال ہوا کہ اپنے باپ کا کہنا نہ مان کر کتنی بڑی غلطی کی ہے وہ یہ بھی سوچتا تھا کہ آخر حسن ایک دم مجھ سے ناراض کیوں ہو گئی کم از کم میری خطا سے مجھے آگاہ کر کے صفائی کا موقع دیتا۔ اسی غور و فکر اور رنج و غم میں دل بے خور و خواب شب و روز تڑپتا تھا۔ غیر دل کی یہ حالت دیکھ کر اپنے فعل پر سخت نادم ہوئی۔ اس نے فوراً ہی حسن کے پاس خط بھیج کر یہ بات ظاہر کر دی کہ سارا قصور اس کا ہے۔ دل معصوم، پاک اور بے گناہ ہے۔ وہ حسن سے اپنی غلطی پہ معذرت خواہ بھی ہوئی۔

حسن بھی غیر کا خط پڑھ کر اپنے کئے پہ بہت شرمندہ ہوئی اور احساس ندامت سے رونے لگی۔ اس نے دل کو ایک خط لکھا جس میں اپنی غلطی پہ معذرت خواہ ہوئی۔ دل نے بھی حسن کا خط پڑھ کر معاملات کی صفائی کے لیے فوراً جواب بھیج دیا۔

عقل بادشاہ شکست خوردہ ہو کر شہر تن کو واپس آگیا تھا۔ عقل کی فوج کا سپہ سالار صبر تھا اور ہزیمت اٹھا کر شہر ہدایت میں آیا لیکن ہمت نام کا ایک سپاہی یہ سوچ کر کہ نہ جانے دل و عقل کا کیا حشر ہوا ہو فوج لے کر جنگ کے لیے پھر شہر دیدار کی طرف چل دیا اور کچھ دنوں بعد قامت کے باغ میں پہنچا۔ بھائی قامت سے عقل و دل کا حال دریافت کیا قامت نے بتایا کہ دل چاہ ہجراں میں سال بھر سے قید ہے اور عقل شہر تن کو لوٹ گیا ہے۔ عشق بادشاہ بہت طاقتور ہے۔ اس سے تم جیت نہیں سکتے ہو البتہ صلح سے کام لینے کی کوشش کرو گے تو بات بن سکتی ہے۔ قامت کی بات ہمت کو پسند آئی وہ اپنی ساری

فوج قناعت کے پاس چھوڑ کر عشق بادشاہ سے ملا۔ عشق نے بھی اس کی بہت عزت اور خاطر تواضع کی۔

ایک دن رات کے وقت عشق نے ہمت کو تنہائی میں اپنے پاس بلایا۔ ہمت نے اسے بہت سی کہانیاں سنائیں۔ کئی مسئلوں پر بات چیت کی۔ اور موقع دیکھ کر عقل و دل کا تذکرہ بھی کیا۔ عشق اس کی باتوں سے بہت خوش ہوا۔ اس نے طے کیا کہ وہ عقل کو وزیر بنائے گا۔ عشق جیسے بادشاہ کے پاس عقل ہی جیسا وزیر ہونا چاہیے۔ ہمت نے کہا وہم نے عقل کو گمراہ کیا ورنہ یہ حادثہ کبھی نہ ہوتا۔

عشق نے مہر سے کہا۔ "تم فوراً شہر تن کو جاؤ اور عقل کو میری طرف سے یقین دلاؤ کہ میں اس کے ساتھ برائی سے پیش نہ آؤں گا۔ اور یہ کہہ کر کہ ہم دونوں بھائی بھائی ہیں یہاں لے آؤ۔"

جب مہر نے عقل کو عشق کا پیغام سنایا تو عقل نے سوچا کہ میں بری طرح سے ہارا ہوں۔ عشق کے آگے میری ایک نہیں چل سکتی۔ عشق سے ملنے میں ہی فائدہ ہے اور یہ سوچ کر وہ مہر کے ساتھ عشق کے پاس چلا آیا۔ عشق نے اس کی بہت قدر و منزلت کی۔

حسن اور دل کی جلد ہی شادی ہو گئی۔ دل نے جتنا صدمہ اٹھایا تھا اتنا ہی اب وہ شاد تھا۔ حسن کے ساتھ اس کے دن ہنسی خوشی گزرنے لگے۔ اسے کسی طرح کی کمی نہ تھی۔ ایک دن نظر، ہمت اور دل نے شراب پی۔ تینوں شراب کے نشے میں مست باغ میں آ گئے۔ وہاں انھیں آبحیات کا چشمہ دکھائی دیا۔ چشمہ کے پاس ایک بزرگ نظر آئے۔ ہمت نے دل سے کہا ان بزرگ کے قدم چومو۔ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

دل نے دوڑ کر حضرت خضر علیہ السلام کی قدم بوسی کی۔ حضرت خضر نے دعائیں دیں۔ دل اور ان بزرگ میں آنکھوں ہی آنکھوں میں بات ہوئی۔ دل کو اطمینان ہو گیا۔

دل حسن کے ساتھ ہنسی خوشی اپنی زندگی گذارنے لگا اور کچھ عرصہ کے بعد صاحب اولاد بھی ہو گیا۔

قصہ کا ماخذ

قصہ کا خلاصہ آپ نے ملاحظہ فرمالیا اب قصہ کے ماخذ کے بارے میں مولوی ڈاکٹر عبدالحق مرحوم کی رائے کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں وہ اپنی مرتب کردہ سب رس میں تحریر فرماتے ہیں

وجہی نے کہیں اس کا ذکر نہیں کیا ہے کہ یہ قصہ اسے کہاں سے ملا۔ دیباچہ پڑھنے سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسی کی ایجاد ہے اور اسی کے دماغ کی اپج ہے، حالانکہ یہ بات نہیں ہے۔ یہ پُر لطف داستان سب سے پہلے محمد یحییٰ ابن سیبک فتاحی نیشاپوری نے لکھی ہے۔ ابن سیبک فتاحی کی کئی تصانیف ہیں۔ ان میں سے ایک دستور عشاق یعنی حسن و دل کا قصہ ہے۔

دستور عشاق مثنوی ہے جس میں پانچ ہزار شعر ہیں۔ اس قصہ کو مصنف نے "شبستان خیال" اور "حسن و دل کے نام سے الگ الگ بھی لکھا ہے لیکن یہ دونوں تصانیف دستور عشاق کے بعد لکھی گئیں۔

حسن و دل جو بہت مشہور ہوئی نثر میں دستور عشاق کا خلاصہ ہے۔ اس کی نثر مسجع اور مقفیٰ ہے اور صنائع و بدائع کی اس میں خوب داد دی ہے۔ یہ کتاب یورپ میں تین بار چھپی اور ترجمہ ہوئی۔ سب سے پہلے آرتھر برون (ڈبلن) نے سنہ ۱۸۰۱ء میں اس کا ترجمہ کیا۔ دوسرا ترجمہ ولیم پرائس نے سنہ ۱۸۲۸ء میں شائع کیا اور سب سے آخر میں جرمن ڈاکٹر رودالف دوارک نے دی اینا

اکاڈیمی کی روئیداد (سنہ ۱۸۸۹ء جلد ۱۱۸) میں مع ترجمہ
(VIENNA)
کے شائع کیا۔ انگریزی کے دو ترجمے تو ہو نہیں ہیں۔ لیکن اس جرمن ڈاکٹر نے مختلف
نسخوں کا مقابلہ کر کے کتاب پر عالمانہ اور تنقیدی مقالہ لکھا ہے اور قصے کا خلاصہ
بھی لکھ دیا ہے۔ اور ترکی شاعر لامعی (سنہ وفات سنہ ۹۳۸ھ یا سنہ ۱۵۳۱ء) کی
داستان سے بھی جس نے اسے اپنی زبان میں لکھا ہے اس قصے کا مقابلہ کیا ہے
تین اور ترکی شاعروں نے بھی اس پر طبع آزمائی کی ہے ایک تو آہی (سن وفات
سنہ ۱۵۱۷ء) اور دوسرا واٰلی ہے جو سولھویں صدی عیسوی کے آخر میں ہوا ہے
اور تیسرا صدقی۔ لامعی اور آہی کی کتابیں نثر میں ہیں اور واٰلی اور صدقی کی
نظم میں۔ آہی کی کتاب ناتمام ہے اور اس کی نثر نہایت مسجع و مقفیٰ اور دقیق
ہے۔ سوائے صدقی کے باقی سب نے قصہ میں بہت کچھ تصرف کیا ہے۔ ہندوستان
بھی اس سے خالی نہیں۔ عہد عالمگیر سنہ ۱۰۹۵ھ میں خواجہ محمد بیدل نے اس
قصے کو پرتکلف نثر میں لکھا ہے۔ اس میں انھوں نے یہ جدت کی ہے کہ قصے
کے اشخاص کو خطابات بھی عطا فرمائے ہیں جس سے تمثیل کا لطف جاتا رہا ہے
لیکن ہندوستان میں "حسن و دل" کے نام سے اسی قصہ کو ایک شاعر نے
بھی نظم کیا ہے۔ اسکے مصنف داؤد ایلچی ہیں جنھوں نے اپنی مثنوی حسن و دل
سنہ ۱۰۵۲ھ میں نظم کی۔

ان تمام مصنفوں نے اس قصے کے بیان کرنے میں خواہ نثر میں ہو یا نظم میں
مولانا فتاحی سے خوشہ چینی کی ہے گو ملا وجہی نے قصہ کی اصل کی طرف کہیں
اشارہ نہیں کیا ہے مگر دونوں کتابوں کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے
کہ وجہی نے قصہ کی واردات حرف بحرف فتاحی سے لی ہے۔ اپنی طرف
سے کوئی اضافہ کیا ہے تو جا بجا موقع بے موقع پند و موعظت کا دفتر

کھول دیا ہے۔ جس کا اصل کتاب میں نام و نشان نہیں۔"

شمیم (لکھنوی) ایم۔اے

ریسرچ اسکالر شعبہ فارسی اردو، لکھنؤ یونیورسٹی

زماں زماں شکند انچہ می تراشد عقل
بیاکہ عشق مسلمان و عقل زناری است

صبح ازل یہ مجھ سے کہا جبرئیل نے
جو عقل کا غولام ہو وہ دل نہ کر قبول
(اقبال)

پرویز احمد ڈار (اوگام) ڈاکخانہ کنی پورہ
تحصیل کلگام ضلع اسلام آباد کشمیر

M.A. Urdu.
Ist Semister
27-8-91

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام مصحف کا معنی الحمد للہ میں ہے مستقیم، ہور تمام الحمد للہ کا معنی بسم اللہ میں ہے قدیم، ہور تمام بسم اللہ کا معنی بسم اللہ کے ایک نقطے میں رکھیا ہے کریم۔ ملمع دیکھ خاطر لیا آتال، حدیث بھی یوں آئی ہے کہ العلم نقطۃ وکثرھا جہال یعنی علم یک نقطہ ہے جاہلاں اسے بڈھائے، جہالت کوں اس حد لگن لیاے۔ ہور فارسی کے دانشمنداں، جنوں سمجھتے ہیں یاراں کے بنداں، انوں کوں یوں بھایا ہے، انوں میں بھی یوں آیا ہے کہ "اگر در خانہ کس است، یک حرف بس است۔" ہور گوالیر کے چاتراں، گن کے گراں، انوں بھی بات کوں کھولے ہیں یوں بولے ہیں۔ فرد:

پوتی کتی سو کوٹی کھٹی پنڈت بھیا نہ کوے | اکھی اچھر پیم کا پھیرے سو پنڈت ہوے

قدرت کا دھنی سہی، جو کرتا سو سب وہی۔ خدا بڑا خدا کی صفت کرے کوئی کتیک، وحدہٗ لاشریک۔ ماں نہ باپ، آپیں آپ۔ پروردگار، سنسار کا سرجنہار۔ جیتی جیکوئی قدرت دھرتا ہے صفت اُس کی اپنے پڑتے کرتا ہے۔ وہ بے حد، اس کی صفت کوں کاں ہے حد۔ احد صمد، لم یلد ولم یولد۔ بیت:

کیسے ہے حد جو خدا کی صفت کی حد پائے | ہر ایک بال کوں گر سو ہزار جیب آدے

جس کی نانوں خدا ہے، وو سب سوں ملیا ہور سب سوں جدا ہے۔ کوئی کیوں اسے کہے

ہے کہ یوں ہے، خدا ہے، جیوں کہیں گے تیوں ہے۔ کون سمجھ سکتا خدا کی گت،
ایک اپنے لاک صفت۔ ہزار اور ایک اس کا ناؤں، اس کی معرفت ٹھاویں ٹھاوں۔

بیت:

ہر ایک شے منے دیتا ہے جلوہ نور اس کا / جہاں کچھ ہے وہاں سب آہے ظہور اس کا

خدا قادر، خدا حاضر، خدا ناظر، خدا سکتا، جسے جیوں منگتا اسے و دل رکھتا۔
سات زمین سات آسمان میں اس کا کہیں۔ جو کچھ وو کرے سو ہوئے، اس کے حکم کوں
کون سکے ٹھیں۔ آپیں آپ جلّ جلال، دم مارنے یاں کسے نیں مجال۔ بیت:

گر جبرئیل ہوئے تو یاں بال ڈپہ سے / اس ٹھار پہ کسے ہے نظر جو نظر سٹے

عجیب[۱] اس کے کام، انسان کیا کرسکے قام۔ پیدا کیا زمین، پیدا کیا آسمان،
سب دانایاں سب دانشمنداں حیران۔ کیا ولی کیا نبی سجدہ کیئے اس ٹھار سبھی[۲]
قادر قدرت کا دھنی، غنی، مستغنی۔ ہوتا سب خدا کا بھاتا، ہو کنے میں ہو جاتا۔ یاں
چرانہ چوں، جیوں عربی میں کتا ہے کُن فیکون۔ شعر:

کسی کے کرنے تے کیا ہوے خدا کرے سو ہوئے / دھنی جو دھرتی دھریا ہور کنچی دھرے سو ہوئے

عاشق کوں عشق، معشوق کوں حسن دیا، اُن دونوں میں اپنا بھید پرگٹ کیا۔ ایکس
کوں کیا پرس، ایکس کوں کیا ناری، ایکس کوں کیا پیارا، ایکس کوں کیا پیاری۔
نہ یو اسے دیکھیا نہ وو اسے جانے ایکس کوں دیکھ ایک ہوتے دیوانے۔ وو دل ایک
دل ہوتیں جھٹ تے، سراں تے گزرتے جیو اں پر اٹھتے۔ شہر جیا یوں کچھ شہر جہار،
کریم، رحیم، مہروان، کرتار۔ بیت:

بیگانے کوں یو عشق بلا آشنا کرے / یو خاصیت ہے عشق کی یاں کوئی کیا کرے

۱؎ عجائب عجائب ۲؎ یاں۔

بہوت لطافت سوں پیدا کیا حسن، عشق میں رکھیا اپنے خاصے گن چُن چُن۔ نشان نہ گمان جان نہ پہچان، اکیس کوں دیکھ اکیس پو ایک حیران، پریشان، سرگردان۔ دیکھے نہ دکھلائے، اکیس کوں ایک بھائے۔ دل سو دل، یہ ان سو یہ ان، جانو قدیم آشنا جانو قدیم جان پہچان۔ اکیس کی خاطر ایک تلملتے جیتے، اکیس کی خاطر ایک ترستے، تپتے۔ بیت:

دوڑیا ہے عشق جس پر لوا کھینچ باندکر
اکیس کے ہال، ٹکیس کوں دیا ہات باندکر

سگے ماں باپ سوں ہوتے بیزار، جس یار سوں جیو لگیا اس یار سوں اختیار۔ ماں باپ پال پال جنم کھوتے، یو سو آخر کسی اور کے ہوتے۔ جیو لگیا اودھر، بچارے ماں باپ آنال کدھر۔ ماں باپ کوں سمجھے جیوں خیال ہور خواب، بھائی تو بچارا کس میں حساب۔ اُنوں نے اپنا نفا کھینچے، ماں باپ اپنی خاطر کو جفا کھینچے۔ عشق نے کھیل یوں کھیلیا ٹھاریں ٹھار، اس کھیل کو نادک نادیس[1]، نہ ہانک نہ پکار، ہر عکیس کون ہر ٹکیس سوں قول قرار، سب آپس میں اپے یار۔ پیار دل بھیتر، ہور پو لوگاں کا ڈر۔ ایسے پیار کوں کون سنبھال رکھتا، دل بھیتر کون کیسے منا کر سکتا۔ اپنے دل میں ہر اکیس کوں ہے پادشاہی وہاں دوسرے کی تیں پھر سکتی دورائی۔ بیت:

پاوے بقا جو عشق میں اپسے فنا کرے
پو ٹھار نیں ہے وو جو کیسے کوئی منا کرے

عشق ہم باطن ہم ظاہر، عشق سب جاگا حاضر ناظر۔ عشق نڈر، عشق پادشاہ عشق کوں کیس کا ڈر۔ عشق ہم مست ہم ہوشیار ہم بے خبر ہم باخبر۔ عشق سلطان، چھتر اس کا رسوائی، عشق کا تخت استغنائی، عشق کا حشم بے پروائی۔ عشق لاادبائی، عشق سب ٹھار کفر یا ہے عشق کیں نیں خالی۔

---

[1] دنیا

عشق ہرگز کسے جدا نہ دھرے — عشق دو کوں ملا کے ایک کرے
عشق سر مست لاابالی ہے — عشق آپ بھاوتا خیالی ہے

ایک عشق اس کے اپتے رنگاں، اپتیاں صورتاں، ایک اپے اپنیاں اپتیاں ہورتیاں۔ عشق دو کے دلاں میں سٹیا غلبلا، دونو کے دلاں میں عشق کی بلا۔ عشق ہے تو حسن دستا خوب، عشق ہے تو نظر تلے محبوب۔ عشق ہے تو ہر یک کام کا لگتا دھندا، عشق ہے تو کوئی صاحب ہوتا کوئی بندا۔ عشق کدھیں عاقل کدھیں دیوانہ ہوتا، کدھیں ہنستا کدھیں ہنس ہنس روتا۔ فرد:

عشق ساندی ہے عشق سری ہیچ — کدھیں کچھ ہے کدھیں سو کچھ کا کچ

اپس سوں اپے لگالیا، کسے کیا کہے کنے کیا کیا۔ آپی کیا اُسے کیا علاج، جیسیا پڑے ویسیا سو سے باج۔ اودھر بھی اپے اودھر بھی اپے۔ اپے ترستے، اپے تپتے۔ اپے اپس کوں دیکھے دکھلاوے اپے اپس تے اپس کوں چھپاوے۔ اپس کتے اپنی کرے فریاد، اپے دیوے اپنی داد۔ دین و دنیا کوں دیا عشق نے آرایش پیدا کرنہارے نے یوں پیدا کیا پیدایش۔ فرد:

سب میں وو ہے تو دل ہے سب کا شاد — سب میں وو ہے تو سب میں ہے یو سواد

عشق میں اپے ہے تو اس میں ہیں اپتے چالے عشق میں اپے ہے تو اس میں ہیں یو مستی یو خوشی یو اولالے۔ عشق میں اپے ہے تو اسے سب ٹھار گزر، عشق میں اپے ہے تو اُسے سب جاگا کی خبر۔ لے نہایت رل چھیل، ایک کھیلتا اپتے کھیل۔ باٹاں بہوت ولے ٹھار ایک، کھیلاں بہوت ولے کھیلتہار ایک۔ عشق کی صورت کیسی ہے کر کیوں کہیا جاتا، معنی بیچوں بے چگونی پر آتا۔ عشق خدا کی ذات ہے چھپا رہتا، جو کوئی بو باٹ پایا وو آخر یو بچہ کہتا۔ یہاں جسم کوں

دیکھنا مشکل ہے جان کوں کیوں دیکھیا جاتا، تخت کوں دیکھنے نہ پاوے سلطان کیوں دیکھیا جاتا۔ جسم ہور جان کا ایک مانا۔ ولے اتنا ہے جو یو باٹ ٹک سمجے جانا۔ عشق ہور خدا کچھ جدا نہیچ، بات جدا پن بھید وہیچ۔ عشق ہوتا ہے جہاں تمام، وہانچہ خدا ہے بلکہ وو چہ خدا ہے والسلام۔ واصلان نے بولے ہیں واللہ، اِذا تَمّ العشق فہواللہ۔ رباعی:

دیتا ہے نفا یہ رہتا ہے جس رے لگ	وو میں تے اسے جان نہ دے قسر ے لگ
گر پیو سو مل پیو چہ ہونے منگتا ہے	تو یاد کر اُس پیو کوں اپس لبسرے لگ

در نعت محمد مصطفےٰ و چہار یار
و منقبت علی مرتضیٰ

ابابکر صدیق صادق ہیں خاص — کئے خارجیاں کوں شریعت میں راس
عمر حبیب نبی کے اُمت میں ہوسے — یہودی عرب نے جو تھے سرنوسے
جمع کر جو عثمان قرآن کوں — شرم کا دیے زور ایمان کوں
توڑیا کفر علی ہت لیے ذوالفقار — خدا بعد محمد یہی چارو ہیں یار

عشق خدا کوں بھید یا تو پیا حبیب کر محمدؐ کوں پیدا کیا، عشق خدا کوں بھیدیا تو اُس کی خاطر آسمان زمین ہویدا کیا۔ اگر محمدؐ نا ہوتا تو آسمان زمین نا ہوتا اگر محمدؐ نا ہوتا تو ماہ و مہر دین نا ہوتا، اگر محمدؐ نا ہوتا تو دنیا ہور دین نا ہوتا۔ صاحب طٰہٰ و یٰسین، صاحب الا رحمۃ العالمین۔ جس کے نور تے عالم نے پایا روشنی۔ لولاک لما خلقت الافلاک کا دھنی۔ اول خدا ہے نبی دوییم سوییم ہے ولی، یو تین ناوں تھے مومن کے دل کوں تجلی۔ محمد کوں جس رات ہوئی معراج، وہاں دوسرا نہ تھا کوئی علیؐ باج۔ گیان دھیان کے کام تمام محمدؐ نے لیایا، جو کچھ پانا تھا سو محمدؐ نے پایا۔ جو کچھ محمد نے پایا سوں علیؐ کوں سمجھایا۔ یو سمجھ علیؐ کے تقسیم آیا، علی خدا کوں بھایا رسول کوں بھایا محمد نبی، علی ولی، نبوت خدا کی پیشوائی ولایت محبوبی ہور استغنائی نبوت کارسازی ولایت بے نیازی۔ ولایت بار گلے یار کا، نبوت دھندا گھر دار کا۔ ولایت اگر نبوت آتی نبوت آئے تو کیا ولایت جاتی۔ فرق دھندے کا ٹک لیا تے آتا، کسے کچھ سنے پڑتا کوئی کچھ پاتا۔ حضرت کہیں خدا شاہد انا و علیؐ من نور واحد۔ تن سوں تن، جیو سوں جیو، دم سوں دم، نبوت محمد پر ولایت علیؐ پر ختم۔ ابابکرؓ ہور عمرؓ ہور عثمانؓ،

لہ یہ اشعار دوسرے نسخے میں نہیں۔

جیوں کی نیکی جانتا سب جہان، حضرت کے پیاراں ہیں، بزرگواراں ہیں۔ انکیں تے ایک سب بھلے جیوں خدا رسول فرمایا تھا تیوں چلے۔ لاف نیں کیے خلاف نیں کیے، حق پر چلنہارے ایسیچ اچھتے ہیں خدا کے پیارے۔ حضرت کے یار، جتو ہوں حضرت کرتے بھتے بچار۔ آخر بعد از حضرت کے بیٹھے حضرت کی ٹھار۔

ہر ایک حال خدا کوں یقین سوں پیچھانیا ولایت ہور نبوت یو قرب ہے اپنا

ولایت کی جاگا یو نبوت کے جا صدر، انکیں تے یک خوب انکیں تے ایک خوب تر۔ خدا بہوت بڑا، سب ٹھار حاضر سب ٹھار کھڑا، سب میں اپنا نور بھریا کسے کچ کسے کچھ کسے سب کچھ کریا:

سبب تالیف کتاب ومدح بادشاہ

سلطان عبداللہ، ظل اللہ، عالم پناہ، صاحب سپاہ، حقیقت آگاہ، دشمن پرور، ثانی سکندر، عاشق صاحب نظر، دل کے خطرے تے باخبر۔ صورت میں یوسف تے اگلے، آدم بنے جو ہوے بہتر نگلے۔ حکمت میں افلاطون شاگرد، سخاوت میں حاتم کا کھوے برد، شجاعت میں رستم گرد، عالی ہمت غازی مرد، شمشیر ہور ہمت کے صاحب، نیم دھرم اور سدت کے صاحب، دارادر، فریدوں فر، کلیم بیاں، مسیحا دم، مریخ صولت، زہرا عشرت، خورشید علم۔ صباح کے وقت، بیٹھے تخت، نکایک غیب تے کچھ رمز پاکر، دل میں اپنے کچھ لیا کر، وجہی نادر من کوں، دریا دل گوہر سخن کوں، حضور بلائے، پان دیے، بہوت مان دیے، ہور فرمائے کہ انسان کے وجود میں کچھ عشق کا بیان کرنا اپنا ناوں عیاں کرنا، کچھ نشاں دھرنا۔ وجہی بہوت گن بھریا تسلیم کر کر سر پو ہات دھریا۔ بہوت بڑا کام اندیشیا، بہوت بڑی فکر کریا۔ ہمت کے بادل تے دانش کے میدان میں گفتاراں برسایا، قدرت کے اسراراں برسایا۔ بادشاہ کے فرمائے پر چلتیا، نوی تقطیع بیٹیا۔ کہ انگے کے ان ہارے، ہلیں کچ کچھ تے کر سمجیں بارے۔

ہمارے گن کوں دیکھے سو ہمنا دیکھے، گنگا دیکھے سو جمنا دیکھے۔ ہمنا تے بھی آنگے تھے سو اُنو کا کچھ بی تمیز کریں، ریاضت ہماری مشقت ہماری چیز کریں۔ عاشق کوں عاشق جانتا، عاشق کوں عاشق پچھانتا۔ بیت :

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز

مورکی آسودے دیوانے، نیں جلے سو جلے کی بات کیا جانے۔ جیوں تیوں اس دنیا میں کچھ یادگار اچھے تو خوب ہے۔ یو جھاڑ ہے اس جھاڑ کوں کچھ بار اچھے تو خوب ہے۔ اس دنیا میں رہے گی سو بات ہے، باقی دو دس کا سو رات ہے۔ جنے کچھ سمجیا عاقبت لگن، اُنے اپنی جاگا رکھیا اپنا گن۔ اس تے نیں رہا گیا کچھ کہا گیا، کہ شاید کدھیں کوئی عاشق پھرے ٹک تلملے، ٹک چپ پھرے، ٹک مستی چھرے، ٹک تر پھرے ہور سمجے کہ اِن عاشق کامل نے کیا بولیا ہے، کیس کس جاگا پر کیسے کیسے بھیداں کھولیا ہے۔ ہم گلاب میں آب لوج گھولیا ہے، ہم مانک موتی رولیا ہے، دادد یوے، امداد دیوے مراد دیوے۔ کسے کچھ سنپڑے، کسے کچھ فیض انپڑے۔ فرد :

وہی ہے صافی کہ جس صافی تے صفا کوئی پائے وہی ہے کام کہ جس کام تے نفا کوئی پائے

ایتا جد جو دھرتے ہیں، لوگاں باغ جو کرتے ہیں، سو اُسیچ خاطر کرتے ہیں کہ کوئی خوب چیز بھوگی ہوس تا یک عاشق پیو کے اس باغ میں آوے، محظوظ ہووے آرام پاوے۔ باغ کے صاحب کوں دعا کرے، پھولاں سوں گود بھرے۔ رنگ ہیں ڈباوے آس، اسی تے کچھ لگے باس۔ اُسے فیض انپڑے ہمنا کوں ثواب، خدا خوش رسول خوش عالم خوش اس باب۔ فرد :

جنے جو دل کھول لیا ہات کچھ کسی کوں دیا

ہزار کعبہ بندھایا ہزار حج بی کیا

در زینت سخن وسائر قدرت اللہ ہے، یو اسرار اللہ ہے، یو باتف اللہ
در نام کتاب گوید | ہے، لا الہ الا اللہ، یو عجب کتاب ہے سبحان اللہ۔

اس کتاب کا ناؤں سب رس، سب کو پڑھنے آوے ہوس، بول بول کوں چڑھے اُمس، یادگار ہو اچھیگا دنیا میں کئی لاکھ برس۔ بہوتیچ لذیذ، عاشقاں کے گلے کا تعویذ، یو کتاب سب کتاباں کا سرتاج، سب باتاں کلمداج، ہر بات میں سوسو معراج، اس کا سواد سمجے نا کوئی عاشق باج، اس کتاب کی لذت پانے عالم سب محتاج۔ کیا عورت کیا مرد، جس میں کچھ عشق کا درد، اس کتاب کوں سنتے پڑتے ہلاسی نا، اس کتاب بغیر کوئی اپنا وقت بھلاسی نا۔ جو کوئی پڑھے گا جنس جنس کا اثر چڑھے گا۔ جو کوئی اس کتاب کا سمجے گا مانا، کیا حاجت ہے اسے کیف کھانا۔ یو کتاب عاشقاں کا جیو صاحب، معشوقاں کا یار مصاحب۔ یو رنگ رنگ کے پھول شیرنگ مقبول، سب کسے بھاتے یو پھول۔ دایم تازے، ہرگز نیں کملاتے۔ ایسے خوش باس کے پھولاں اجھوں کسی باغ میں نیں کھلے، ایسے پھولاں اجھوں کسے نیں ملے۔ سنگتے دل میں بھرے اساس، کہاں ہے وہ پھول جس پھول میں ایسی باس۔ جو کوئی یو کلام سنے گا پڑے گا، ہور فاتحہ نا پڑے گا، تو وو بے خبر خام ہے، اس کی دانش پر اس بات کا لذت حرام ہے، کیا واسطہ کہ یو بات نیں یو تمام وحی ہے الہام ہے۔ جیسے خدا کی محبت سوں غرض ہے، اس پر فاتحہ ہمارا فرض ہے۔ اگر ممات ہے تو اُدھر کی سعادتی کا، دگر حیات ہے تو اُدھر کی سلامتی کا۔

اگر کسی میں سخن شناسی ہور اسرار دانی ہے، تو یو کتاب گنج العرش بحر المعانی ہے۔ جیتا کوئی طبیعت کے کوار کھولے گا، اس کتاب میں نیں سو بات کیا بولے گا۔ جو کچھ آسمان ہور زمین میں ہے سو اس کتاب میں ہے، جو کچھ دنیا ہور دین میں ہے سو اس کتاب میں ہے۔

ہرگز کوئی فصیح اس فصاحت سوں بات نیں کیا، اس دھات بات کوں سلاست نیں دیا۔
ہر یک بشر کا کام نیں، ہر یک بے خبر کا کام نیں۔ اس کتاب کوں وو سمجھیگا جو کوئی صاحب از
ہے، یو کتاب تمام اعجاز ہے۔ اگر دین ہور دنیا کا امید پانے منگتا ہے تو یو کتاب دیکھ،
اگر بڑا ہو کر عالم کوں سمجھانے منگتا ہے تو یو کتاب دیکھ۔ کہ سدھیں مرشد ہیں مسلماناں میں
پیر و مرشد ہووے گا، ہنداں میں جنگم بید ہووے گا۔ ہم ہندو تجھ تے باٹ پا تجے
مائیں گے، ہم مسلمان تجے بڑا ہے کر جانیں گے۔ ایک تکلیم کا فرق ہے، باقی خدا کی
وحدانیت میں ہندو ہور مسلمان غرق ہے۔ اگر خدا کوں سمجے ہور اسے ایمان ہووے،
عجب کیا جو ہندو بھی مسلمان ہووے۔ اس بات کی جو کچھ بات ہے سو سمجانے ہارے
کے ہات ہے۔ اگر سمجا نہارا اصل اور کامل ہے، دو ہندو بی اگر دانا ہے تو اسے
بی بے جیوتی دل ہے۔ خدا حق ہے اور حق سب ٹھار ہے۔ آدمی کے جنس کوں
حق پر آتے کیا بار ہے۔

جیتے چوساراں، جیتے فہم داراں جیتے گُن کاراں ہووے سو آج لگن، کوئی اس
جہان میں، ہندوستان میں، ہندی زبان سوں اس لطافت اس چھنداں سوں
نظم ہور نثر ملا کر گلا کر یوں نیں بولیا۔ اس بات کوں اس نبات کوں یوں کوئی
آب حیات میں نیں گھولیا، یوں غیب کا علم نیں کھولیا۔ خضر کے مقام کوا پڑنا تو
اس باٹ میں پڑنا۔ میں تو یو بات نیں کیا ہوں، عیسیٰ ہو کر بات کوں جیو دیا ہوں۔
دانش کے باغ میں آیا، بہار ہو کر پھولاں پھلایا۔ اگر کوئی کوڑ ہور جہالت سوں زندالت
سوں، بات کہے نا سمج یو مایا۔ تو خدا بی اس جا کا حسرت جیسے کوں کہیا ہے کہ کوڑاں
ہیں مجہول، نا معقول، مردود نا قبول سن یا رسول۔ ادل کے پیغمبراں کوں بی بے
آیتہ اتری تھی اس وصول۔ کہ واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما۔
یعنی اگر کوڑاں کا یو کام ہے کہ کوڑاں کہ ہمارا صلام ہے۔ انو پر خدا کی نیں رحمت

اُنو پر خدا کی لعنت۔ خدا اس بات کا مانا کھو لیا ہے، خدا یو بات بولیا ہے۔ دایم اُنو کی ہاری بازی، خدا اُنو تے کدھیں نیں راضی۔ جاہلاں جہالت پر جاتے، جیتا سمجائے بی حق پر نیں آتے۔ کافرتارہ یک دل، توبہ استغفراللہ بہوت مشکل۔ اور گمرالیارہ کے فہیم، انو بی یوں کتے ہیں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ کہ کوڑ بلست، کوڑ سوں مشت۔ بات یوں بی آئی کہ جانتے کا کم، انجانتے کا بھائی۔ فارسی میں یو بولتے ہیں کہ کوڑ پر پردا اسٹے ہیں فراموشی، جواب ابلہاں خاموشی۔ کوڑ کی ذات، بہتا فہم بڑی بات، نہ آپس کوں جانے، نہ دسرے کو پچھانے، یو کوڑ اپی خدا کے رانے۔ یو جہنمی، کج فامی کی انو کوں کیا کمی۔ جاں فہم کی بات آئے، وہاں کوڑ کی چھاؤں نہ پڑیا جائے۔ چراغ میں جرجر رنگ میں کر کر۔ کافراں کوڑ تھے تو محمد تے معجزا دیکھے بی ایمان نیں لیائے۔ لاعلاج نہ تیغ آئے۔ انو کے دلاں، انو کیاں انکھیاں انو کے کاناں قدرت سوں باند کر غفلت کی دی گرہ، جو مصحف میں خدا کتا ہے کہ ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ۔ جنوں کوں خدا باٹ دکھلایا تھا، جنوں کے دل میں خدا کا کچھ محبت آیا تھا، جنوں کے دل میں دانش نے کیا تھا گھر، انو دیکھتیچ کہے کہ ہمیں حق کہے بر حق پیغمبر۔ بات کے سنتیچ مسلمان ہوئے، صاحب ایمان ہوئے، تابع قرآن ہوئے۔ جاہل کچھ بھاتا ہے، جاہل پر قتل واجب آتا ہے۔ جاہل تھے تو خدا کے فرمان کوں نیں جارے، جاہل تھے تو جاہل ... انو کوں ... جو قوم کافر ہو جہال ہے، مسلمانوں کوں خون انو کا حلال ہے۔ ... سوں ... ہیں، جاہلاں کوں ... یوں ... ہیں۔ ... جاہل ... دیکھو ... عارفاں کی بات کا معنا ... کاں۔

غرض بہوت ... بولیا ہوں ... بولیا ہوں ...

کی موجاں کا میں دریا ہوں، تمام موتیاں سوں بھریا ہوں۔ اس دریا میں غوطہ کھائیں گے، تو جاگا جاگا کے غواصاں موتیاں پائیں گے۔ یو کتاب عجائب ایک بندر ہے، اگر سورج ننگا دگر چندر ہے۔

فرہاد ہو کر، دو نو جہاں تے آزاد ہو کر، دانش کے تیشے سوں پہاڑاں الٹایا، تو یو شیریں پایا۔ تو یو نوی بات پیدا ہوئی تو اس بات آیا۔ ناداناں اپنی باتاں میں یو بی ایک بات کر جانے، دلے یو بات کیوں کاڑے کس وضع سوں نکلی محنت نیں سمجھے مشقت نیں پہچانے۔ انوکوں نیں کہتے زبان آور، یو بولتے جناور۔ عقل میں سر و غصہ میں تپتے، انوں کوں عربی میں حیوان ناطق کہتے۔ نادان کا وجود عدم ہے، ہیچ میں شمار، دانایاں کوں سجدے کی ہے ٹھار۔ دانا موم دل ہے دانش کے آگ پر گلے گا، دانا ہمارا ہے، ہمارا حکم اس پر چلے گا، دانا ہمارا رہنما کر جانے گا، ہادی ہے کر پہچانے گا۔ یو بات نہ بھی سو نکلی آتاں، تو بی یکایک چلنے کس کا مجال۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے دل کے تلویاں میں چھلے آتا ہے تو یو بات پاتا ہے، نیں تو یو بی کیا کچھ بھنوادان کا کھیں ہے یو بی کیا کچھ کھانا ہے۔ ہماری بات میں عجب کچھ ٹونا ہے، جنے سنیا انے گھایل ہونا ہے۔ غرض آتاں رہیا دیک کرکنا، اسی کون کرتا منا کنا۔ جتے گن کار کرتے ہیں گن، اسی باغ میں تے لیں گے پھول چن چن۔ جس کے دماغ میں پھول کی باس جاوے گی، تازی ارواح تن میں آئے گی۔ جکوئی اچایا بنیاد، اول آخر وہی استاد۔

— دو عجب نظم ہور نثر ہے، جانو بہشت میں کا قصر ہے۔ سطر سطر پر برستا ہے نور، ہر یک بول ہے یک حور۔ اسے پڑ کر جنے حظ پایا جانو بہشت میں آیا۔ یہاں خدا جی بولنہار اچ ہے، جکوئی بات ہماری چلیا دو ہمار اچ ہے۔ ہر چند فہم داری ہے، چلیا تو کیا ہوا بات ہماری ہے۔ اگر نکتہ کسی تے کچھ جانیا، ہم ظاہر ہم باطن اسے نیں مانیا، تو وہ مسلمان نیں، اسے ایمان نیں۔ ایسے سے ڈرنا،

بہوت بہوت پرہیز کرنا۔ یو بی ایک چوری ہے، یو بی ایک حرام خوری ہے۔ نمک پر حرام، اس کا کیا اچھے گا فام۔ جسے انصاف کی نیں سکت، اسے دل کا ذبیح میں انپڑتی لت، جنے انصاف چھپایا، اُنے دل کو بے دل کیا کام گنوایا۔ جا حجت نیں جکوئی کرے زبان، انیس کوں اپے کیا نقصان۔ اگر تو ہے فہم دار، اپنی ریچ نکو مار، یو بات دل میں رکھ مرداں کی یادگار۔ جنے ریچ کوں جلایا، اُنے خدا کوں پایا۔ کھینچ کچھ جدا ہے، ریچ میں خدا ہے۔ ریچ کے گھٹ، نکو بی گھٹ گھٹ، اگر کچھ نیں تو ٹک پکار تو بی اُٹھ۔ اساس تو بی بھر، جیب نکو اچھ کچھ تو بی کر۔ دل میں اُجالا پڑے گا، موں پر نور چڑے گا۔ یو بات اعجاز ہے، اس بات میں خدا کا راز ہے۔ یو بات غیب کی آواز ہے۔ ماننا، جاننا، پہچاننا۔ انسان یعنے گیان، جس میں کچھ گیان نیں وو حیوان۔ بے درد نامرد، مرد میں درد۔ سخت بے کٹر، دو آدمی نیں بہتر۔ عاشق معشوق سوں دل بند اچھتا ہے، عاشق بہت دردمند اچھتا ہے۔ بے درد، دردمنداں کوں کیا جانتے، یو نداں مستنداں کو کیا جانتے، معشوقاں کے نازاں کیا سمجھتے، عاشقاں کے جھنداں کو کیا جانتے۔ ایتا عجب ایتا حسد، جنوں حق تے گذرے انو میں کیا اچھے گا حد۔ انو کوں حق کیوں ہونا مدد۔ موں پو مسجد دل میں بت خانہ، خدا انو سمجتا ہے یو مانا، آدمی کے حضور چھپایا خدا کے حضور کیوں چھپانا۔ بعضے عجب لوکاں ہیں اودھرم، انو کوں خدا کی بی نیں شرم مسلمانان میں آتے جاتے، مسلمان کہواتے۔ اگر یو ہے مسلمانی، تو کافراں کی کیا ہے نشانی۔

آتا نوی باٹ پاڑیا، کاڑیا سو گنج کاڑیا۔ کچھ نیں تھا سو لیایا، باٹ دکھلایا۔ ہمیں تو بہوت سند سوں باٹ سنوارے، آتاں چل لیو باٹ چلنہارے۔ جس کا دل صاف اچھے گا، جس میں کچھ انصاف اچھے گا، مصحف کی سوں وو بہتا بہوت

مانے گا، خوب ہمنا پہچانے گا۔ جس کا دل روشن ہے وو نور کا گلشن ہے۔ جکوئی
نور ہوا، وو خدا کے حضور ہوا۔ ہر کچھ اُجالے میں نظر پڑتا، اندھارے میں
کار نہارا اڑتا، تڑپھڑتا، بڑبڑتا، اجالے کے رہنہاریاں سوں لڑتا جھگڑتا۔ اندھارے
کوں اُجالا کر سمجتا، لال کوں کالا کر سمجتا۔ یو برا اجالا، اس کا موں کالا۔
جس کے دل کوں صفا ہے، اُسے بہوت نفا ہے۔ دل کی صفائی کن نے پائی،
جیسے خدا دیا اُسے آئی۔ دل کی صفائی نہ کچھ خیال ہے نہیں دھیان ہے۔ یہاں
کچھ ہے غرض کہ کہتے ہیں اللہ نور السموات والارض، یعنے خدا آسمان
ہور زمین کا نور ہے، اس کا نور ہر شے میں بھرپور ہے۔ نور ہوے تو نور سوں
ملایا جاوے، ظلمات نور سوں کیوں ملنے پاوے۔ ظلمات کوں نور سوں کوئی کیوں کر
ملاوے، اتیا ہے جو کچھ عقل اچھے تو جنے دیکھیا وو دور تے دکھلاوے۔ کام بہوت
خاص کیا ہوں حلیتی عمارت راس کیا ہوں۔ یو غیب کی بشارت، جیسے عمارت کے
سو یو عمارت۔ ماٹی پتھر کی عمارت کچھ سدا رہنہاری نیں، وو بے وفا کچھ اس میں
وفاداری نیں۔ دنیا دو دس کی کوئی نیں کس کا، آخر رہے گا سو یو چہ قدر جاننا اس
کا۔ مال دھن سب خرچا جاوے گا۔ آخر یو چہ کام آوے گا، آخر نام یو چہ اُچاوے گا۔
تمام یو چہ ہے کام یو چہ ہے۔ یو خدا کی عنایت، یاں کیا شکایت، خدا بہوت بڑا
بے نہایت۔

آغاز داستان زبان ہندوستان

نقل۔ ایک شہر تھا اس شہر کا ناؤں سیستان اس سیستان[1] کے بادشاہ کی ناؤں عقل، دین و دنیا
کا تمام کام اُس تے چلتا۔ اس کے حکم باج ذرا کیں نیں ہلتا۔ اس کے
فرماوے پر جنو چلے، ہر دو جہاں میں ہووے بھلے۔ دنیا میں خوب
کہواوے، چار لوکاں میں عزت پاوے، جاں دسے کھڑا رہے وھاں

[1] "لونان" ہونا چاہیے۔

قبول پڑے۔ نہ آفت دیکھے نہ زلزلا، اپنے بھلے تو عالم بھلا۔ کسی کو برا بولنا یو دیوانا پن
ہے، بھلائی برائی سب اپنے پاس ہے۔ اپلے چل نیں جانتے، دسریاں پر برا
مانتے۔ ادل اپنی خبر میں اپنے رہنا، پچھے دسریاں کو برا کہنا۔ جنے ایس کوں
پچھانیا، اُنے سب جانیا۔ جدھر ڈھلتا ہے، اُدھر عقل کے اُجالے میں چلنا ہے۔
آدمی نے عقل چھوڑیا، دیوانہ ہوا اپنا سر اپنے پھوڑیا۔ عقل میں جو کا کلوت ملتی،
تو حرمت میں نقصان ہوتا، مدعا دور پڑتا دل تے اگر منگتا ہے جو دل کوں
تازا رکھے مدعا پاوے، تو بھلا ہے جو عقل میں کا کلوت کوں نا ملاوے سکت
ہے تو عقل میں ہمت کوں کر شریک، یو پند ہے اگر تجہ میں کچھ سمج ہے تو
سیک۔ جکوئی یو خلیت چلتا ہے، وو کامل ہوتا ہے، روشن طبیعت، زندہ دل
ہوتا ہے۔ عقل میں کا کلوت، جوں ریشم میں سوت، جوں دود میں چھاچ، جوں
پاچ میں کاچ۔ جوں شیرے میں میرا، جوں اُجلے زیرے میں کالا زیرا۔ جنے دل
کوں جلایا، اُنے کچھ پایا۔ قدم انگے دھریا، اُنے کچھ کریا۔ مردی دنامردی یک قدم
ہے، مرد کوں یہاں بڑی فکر نامرد کوں کیا غم ہے۔ انچند تا بچارا بھلا۔ جانتے یو
بڑے بلا۔ کاکلوت تے جو دل مرے گا، تو پچھیں بچارا کیا کام کرے گا۔ دل اس کا
جیتا ہے جس میں عشق پر ہمت ہے، جیو نابی ایسیچ کا ہے اس پر رحمت ہے۔
جیوں حافظ بولیا ہے، دل کے گھر کے دروازے کھولیا ہے۔ بیت :-

هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق ثبت است بر جریدهٔ عالم دوام ما

خاص اچھے یا عام، آخر عقل کے حکم سوں لگیا ہے کام۔ اس کے حکم
باج کوئی کسی کام میں جاوے، اپنا کیا اپنے پاوے۔ بیت :

عقل ہے باز دلے بازے بلند پرواز
شکار گاہ ہے اس کا حقیقت ہور مجاز

عقل نور ہے، عقل کی دوڑ بہوت دور ہے۔ عقل ہے تو آدمی کہواتے عقل ہے تو خدا کوں پاتے۔ عقل اچھے تو تمیز کرے، برا اور بھلا جانے، عقل اچھے تو اپس کوں ہور دسرے کوں پچھانے۔ عقل تے میر، عقل تے پیر، عقل تے پادشاہ عقل تے وزیر۔ عقل تے دنیا، عقل تے دولت۔ عقل تے چلتی سلطاناں کی سلطنت، عقل تے رہیا ہے یو عالم کھڑیا، جس میں بہوت عقل وو بہوت بڑا۔ عقل سوں چلتی خدا کی خدائی، جتنی عقل اتنی بڑائی۔ عقل نہ ہوتی تو کچھ نہ ہوتا، کچھ ریچ نہ ہوتا بیت :-

عقل کے نور تے سب جگ نے نور پایا ہے ۔ جتے جو علم سکھا سو عقل تے آیا ہے

عقل بغیر دل کوں نور نیں، عقل کوں خدا کہنا بی کچھ دور نیں۔ ذات ذات تے صفات ہے، ذات تے جو کچھ نکلیا سو بی ذات ہے۔ جوں آفتاب ہور اس کا نور، اگر آفتاب بیچ نا اچھے تو نور کیوں ہوے مشہور۔ اگر آفتاب بیچ میانے تے جاوے، نور آفتاب تے نکلیا تھا سو بی آفتاب بیچ میں سماوے۔ سور کوں نور کہتے ہیں، نور ہے تو سور کہتے ہیں۔ نور تے آفتاب ہے۔ نیں تو آفتاب کو آفتاب کون کہتا، اثر تے شراب ہے نیں تو شراب کوں شراب کون کہتا۔ باس تے پھول نے شرف پایا، باس تے پھول پھول کہوایا۔ جوت تے جوہر نے پایا مول، معنے تے میٹھا لگتا بول۔ جوں خدا کے رسول امین نے محبوب رب العالمین نے صاحب آسمان زمین نے فرمائے کہ تفکروا فی صفات اللہ ولا تفکروا فی ذات اللہ۔ یعنے ذات کوں صفات میں دھونڈیں گے تو پاویں گے، صفات کوں چھوڑ دیے تو ذات لگ کدھر تے آئیں گے۔ بعضے کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ آخرت کوں ایک معنی سوں اپنا دیدار دکھلائیں گا، مسلماناں کا دل اس وقت روشن ہووے گا،

مسلماناں کے دل کا شک جائیگا۔ بعضے کہتے ہیں کہ خدا کوں دیکھیا جاسے، جو کوئی خدا کوں دھونڈے سو خدا کوں پاسے، جنوں نے نیں دیکھے جنوں کوں دیکھنے کا قدرت نیں انو شک لیاسے۔ بعضے کتے ہیں کہ خدا کوں اس نظر سوں دیکھیا نا جاسی، نظر سوں خدا کوں دیکھیں گے تو خدا نظر میں نا آسی۔ سمجھ کے انکھیاں سوں دیکھے تو دیکھیا جاتا ہے، نظر سوں کوئی کیوں[1] دیکھے گا کیا خدا ظاہر صورت پکڑ کر آتا ہے۔ بعضیاں کوں اس جاگا یو سوال ہے، اگر خدا کوں بہت نیں، خدا کوں مکان نیں خدا کوں کچھ صورت کا نشاں نیں، خدا کوں دیکھنا محال ہے۔ بعضے کہتے ہیں خدا سمجیا جائے تو بس، خدا کوں دیکھنے کا کیسے کس۔ یو دل کے دلیچ میں رہے ہوس، خدا التحقیق ہے اتنا جانیا تو بہوت بس۔ بعضے کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کوں قیامت میں دیکھیں گے ولے حیران ہوئیں گے کہہ نا سکیں گے، کہ یو کچھ ہے یو چہ ہے، یا ایساچ ہے، یوں کہے تو اس کے دسنے وضا سوں یاں بی دستا ہے، ولے بولنے میں نیں آتا کیا بولوں تماشاچ ہے۔ خدا کی عجب ہے شوکت ہور شان، بچارا انسان یاں بی حیران واں بی حیران۔ اسیچ جو مرداں ہیں نازک فام سکے عاشق ہوے اس کے نام کے۔ اس کے نام پر جیو دئے ہیں اپنا کام کئے ہیں۔ ایک کچ کچ ہے جو دستا ہے نیں دستا تیوں، یو عقل تی بیلاڑ ہے آدمی سمجتا کیوں۔ اگر ہیچ وجہ مطلق کچھ نا دستا تو ہرگز خدا ہے کرنا کہتے، اس کی عبادت چھوڑتے اس کی یاد میں نا رہتے۔ خدا ہے کر تو یو لیا جاتا ہے، کہ کچھ بی دس آتا ہے، تو انسان اس سوں جیو لاتا ہے، اس پر توکل کرتا ہے۔ اسے بدتیا تا ہے

---

[1] کیوں نکر

کہ مجھے تو نچہ ہے، میرا کام تجھ سوں نچہ ہے۔ بارا بار کیچے وضا سوں دستا ہے، تارا تارے کے وضا سوں دستا ہے۔ بارے کوں تارے کی وضا سوں دیکھیں گے تو کیوں دسیگا۔ تارے کوں بارے کی وضع سوں دیکھیں گے تو کیوں دسیگا۔ اس کا نور سب میں بھرپور ہے، ولے اس کے دیکھنے میں قصور ہے۔ اگر اس کا قصور جاوے گا، تو سب جاگا اس کا جلوہ دیتا ہے، نور دس آوے گا۔ اگر آسمان اگر زمین اگر آب آتش خاک بارا ہے، یو اپسیتے آپے پیدا نیں ہوے انو کوں کوئی پیدا کرنہارا ہے۔ اگر یو عالم اپسیتے اپچ پیدا ہوا ہے تو یو بچہ خدا ہے، اس بھید کوں سمجا سو عارف جدا ہے۔ اپس کوں دیکھنا اپس کوں دیکھنا کہتے ہیں اگر اپس کوں دیکھے تو بی خدا کوں دیکھنا مشکل ہے، خدا کی محبت حاصل ہوتی ہے اما خدا کیسے حاصل ہے۔ خدا کچھ ایسا نیں ہے کہ جیوں دیکھنا کہتے ہیں تیوں دیکھیا جاوے، بات گفتار کی کوئی فرصت پائے۔ منصور جو اس باٹ میں آیا، محبت کے زور سوں خدا کہوایا۔ نیں تو بندہ کہیں خدا کہواتا ہے، بندے تی خدا کہوایا جاتا ہے۔ محبت کے عالم میں کوئی کہے کہ میںچ خدا ہوں، خدا پرست لوکاں محبت کے عالم میں خدا کہوایتو کہیا جاوے، قادریت کے عالم میں کسیچہ قدرت نیں جو خدا کہواوے۔ خدا سو خدا ہے، محبت کا عالم کہتے سو جدا ہے۔ جتے اپس کوں صاحب عرفاں کر جانے، یہاں آکر زباں گردانے۔ بعضے کہتے ہیں کہ عقل کے احاطے میں ذات حق تعالےٰ لکما حقہ نیں آسکیا، پچھیں جو عاشق ہوا اُنے اپس کوں عشق میں فنا کر بات کوں یہاں لیا رکھیا۔ خدا کے دوستاں نے بولے ہیں، اسرار کے موتیاں رولے ہیں۔ کہ فنا فی اللہ بقا باللہ۔ فرد:

آیا جکوئی خبر کوں یہاں وو خبر سٹیا کھولیا لہوا کمر تے سرن آس پر سٹیا

خود بے خود ہوے تو خدا کوں پاوے، خودی دور کرے تو خدائی دس آوے۔ جتے عاقلاں نے عقل دوڑاے، آخر عشق کی بے آرامی میں آکر آرام پائے۔ عشق میں جا توں عقل میں کی آتا، سمجنے کا نہیں سو سمجا کیوں جاتا۔ جو لگن توں سب تی بے طمع نا ہوسی، عشق میں آئے بغیر خاطر جمع نا ہوسی۔ اگر مرد ہے تو عشق اپنا کمال کوں انپڑا، فراق میں کی ہلاک ہوتا اپس کوں وصال کوں انپڑا۔ جو عشق تیرا نہایت کوں انپڑے گا اس دہات، پچھیں دل آپی بول اُٹھے گا تیرے مراتب کی بات۔ قال حال ہوتا ہے، فراق وصال ہوتا ہے۔ جکچھ بے اختیار دل میں تی آپی آتا ہے، اپنی محبت کا قوت دہاں پایا جاتا ہے۔ خدا کا ہونے منگتا ہے تو کچھ خدا کے کام کر، جکوئی خدا کوں انپڑے ہیں انوں کی بات فام کر۔ ہمیں عاشق فدائی، فدا ہونا ہمارا احتشام، کیا تھا کیا ہے کیا ہوے گا اس باتاں سو ہمنا کیا کام۔ ہمنا خدا کوں ایک جاننا ہور اس کا محبت ہے فرض، خدا کے کاماں سو ہمنا کیا غرض۔ اس کا کام وہ جانے کیسے کیا قدرت جو آوے میانے۔ ہمیں کون جو اس کے نہایت کوں پانے کا فکر کریں، ایسے کاماں میں آنے کا فکر کریں۔ ہمنا ہماری نہایت کی معلوم نیں ہوتی خبر، اس کے نہایت کی کیسے خبر۔ اس دریا کی کیسے خبر نیں ہوتی، حیرت تے گنگے ہوے سب موتی۔ موج پر موج آتی دستے سمجے جاتی۔ بعضے کہتے ہیں کہ موسیٰ نے خدا کوں دیکھنے کا سوال کیا، نیں دستا سو دستا کر خیال کیا، فکر محال کیا۔ یہاں بات ہے یہاں تحقیقات ہے۔ اگر دیکھنے کا نا ہوتا ہور نا دیکھا جاتا، تو موسیٰ

نہ دیکھنے کا بات ہرگز میا نے نیاں نا لیا تا۔ کیا واسطہ کہ وو پیغمبر تھا اسے یو
اسرار روشن تھا بلکہ روشن تر تھا۔ موسیٰ کو جواب آیا کہ لن ترانی، یعنی نا
دیکھیں تو یو انوار سبحانی۔ یہاں واصلان کہتے ہیں نا دیکھے کہے تو کیا دیکھنا
نیں ہے۔ جاں محبت ہور خدائی ہے واں یوں کہتے ہیں، جکوئی محرم راز
ہے، اس سوں یو ناز و نیاز ہے۔ نا کہے تو تانچکوں کھینچ نا پکڑنا۔ ایک
لطافت کی بات ہو تیو وہانچہ نا ارٹنا۔ یو کام موقوف عاشق کے دلیری پر
ہے، یو بی کیا خالا کا گھر ہے۔ کانٹیاں کوں النگ جانا تو باغ میں پھول
پانا۔ جکوئی دریا میں جاوے سو موتی لے آوے۔ جیسے بخت اسے تخت۔

دوہرہ:۔

ساجن ساگر ایک پیو چوندھر پیو پیو ہوئے   جس ہر ہو کا پیار ہے سو دھن برلی کوئے

عابد کا استہار کاں ہات ہے، یو عاشق کے سمجنے کی بات ہے۔ یو
رمز ناز دیکھے نیاز دکھلائے سو جانے، عاشقی کے معرکے میں آوے سو جانے
بندگی ہور صاحبی کی دعات ہور ہے۔ عاشقی ہور معشوقی کی بات ہور ہے۔ ایک بات ہے لن ترانی
عاشق کوں اس میں ہزار نشانی۔ یو نا دیکھیں کہنا دیکھیں گا کہنے تی زیادہ بہت
ہے، عاشق سمجتا ہے کہ کیا معشوق کی خواست ہے۔ عابد کوں کیا نسبت
جو عاشق کی بات میں آکر دخل کرے جیوں اپنے کام میں خلل کیا، تیوں دوسرے
کے کام میں خلل کرے۔ عاشق بلند عابد پست، عابد ہشیار عاشق مست
عابد دین خاطر جنم کھویا ہے، عاشق خدا خاطر دین دنیا تی ہات دھویا
ہے۔ اس بات کا کون پایا کھوج، کہاں گنگا تیلی کہاں راجا بھوج۔ معشوق
دیدار دکھلاتا تو ہے، ولے ٹک تپا کر دکھلاتا ہے، گھونگٹ میں موں
چھپا کر دکھلاتا ہے۔ عشق بڑھانے خاطر، لذت پانے خاطر۔ بھگ دی

نین کھولے دکھلاے یہاں بی تو ہوتا ہے دل شاد، دلے ٹک ہاں ناں میانے
میاں اچھے تو بہوت سواد۔ عاشق کوں تپانا معشوق کا کام ہے۔ اپسکوں چھپانا
معشوق کا کام ہے۔ جاں معشوق کا ناز ہے، واں عاشق گداز ہے۔ بعضے
کہتے ہیں کہ خدا کی ذات بغیر جس شئے کا طلب ہے وو طلبیچ دیدار کا حایل
ہے، اس بات پو عاشق ہور عارف قایل ہے۔ اگر دل تی تمام طلب جاوے،
تو جاں نظر پڑے واں خداچ دس آوے۔ ایک اس دل میں اتیا پچ،
اتنے پر جو خدا کو منگتا وو بڑا ہیچ۔ جس دل میں آیا یار، اس دل میں اپسکوں
بی نیں ٹھار۔ جاں اپے نیں ماتا، واں دسرا کیوں سماتا۔ جس میں سلوک
وہیچ سالک نیں تو مذبذبین بین ذالک۔ اوسیچ[۱] عاشقاں دین دنیا تے
گزرتے ہیں، جوں عاشقی کرنے کا شرط ہے تیوں عاشقی کرتے ہیں۔ اما
دنیا اسے کہتے ہیں کہ بے عزتی ہور خواری سوں حاصل ہوئے، سفلگی ہور
شرمساری سوں حاصل ہوئے۔ آدم زاد کوں دنیا مطلوب ہے وسے
بے منت آوے تو بہوت خوب ہے۔ جنو نے کچھ سمجھ کر کسے بے منت دیے
ہیں، وو دنیا یاں پاک ہے عارفاں نے قبول کیے ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ
حضرت کا حدیث یہاں سمجے کیا، کہ رایت ربی فی صورت احسن امرد[۲]۔
یعنے امرد کی صورت میں دیکھا ہوں خدا کا تجلیات، یو سمجنا بہوت مشکل بہوت
نازک ہے بات۔ جکچھ دستا ہے ہور جکچھ سنتے ہیں اسے تو سب ناؤں
ہے یو تو سب صفت، آمال، ذات کسے کہنا ذات کون گت۔ یہاں
کی صفاتیچ میں ذات ہے، یہاں ایک بات ہے بلکہ بات میں بات ہے۔

---

[۱] اپسیچ [۲] فی صورت عایشا۔ یعنی عایشا کی صورت میں۔

یو تو ہمہ دوست ہوا، ہمہ اوست ہوا۔ جتے اس شناس کی پیالے سوں
متے ہیں، انو سب یونچہ کتے ہیں۔ استحار خوب بچار، فارسی واصلاں،
فارسی صاحب دلاں انو بی یو مخفی اسرار، یوں کیے ہیں اظہار۔ فرد:۔

غیر نقش غیر در جہاں نگذاشت لاجرم جملہ عین اشیا شد

ہور واصل حق عاشق مطلق گجراتی شاہ علی، خدا کے لاڈلے خدا کے
خاصے خدا کے ولی۔ دائم خدا سوں مل رہے، انو بی یونچہ کہے۔ بیت:۔

ہب مالے چڑ چڑ کہوں سبھی سب وو ہی وو ہی سب وہی وہی

اول جو سب جاگا خداچ تھا ہور کیں کچھ نہ تھا تو یو سب کاں تی
آیا۔ جان ہارا جانتا ہے کہ جاں تی آیا۔ پانی تی موتی گھڑیا، موتی بی پانی
سے ہے ولے صورت میں فرق پڑیا۔ یو موتی وو پانی کھوایا، اس پانی ہور
اس موتی کوں جنے سمجیا سو گیانی کہوایا۔ بعضے صفاتکوں عین ذات کتے ہیں،
بعضے نہ ذات نہ خارج ذات یو بات کتے ہیں۔ کل ایک ذات وجود ہے،
حرص مراتب ہور نال تی جدائی پڑی، بے گانگی میانے آکر کھڑی۔ یو بی ایک
اس بات کی ہے ید، آنکس کہ نہ ما بود و شما با و شما شد۔ یو میرا وو تیرا ہوا،
میانے میاں کونچے بڑے گھر کوں جانے پھیرا ہوا۔ اگر یو میرا ہور تیرا میانے
میاں تی جاوے، تو بے گانگی جاکر تمام یگانگی آوے۔ سب یکیچ ہو دسے
سب ایکیچ ہو دسے۔ دریا سیتی قطرا بھار پڑیا تو قطرہ ہوا نیں تو قطرا
بی دریاچ تھا، دریا کوں بی عشق کا طوفان چڑیا نیں تو دریا بی جیسے کا
ویساچ تھا۔ الآن کما کان۔ ذات تی صفات ہے، صفات تی ذات
ہے۔ ذات ہور صفات ناؤں ہوے، ایک دو ٹھاؤں ہوے۔ فرق مراتب
ہوا ظہوریات میں، اچھوں کئی، معنی ہیں اس بات میں۔ صفات خارج ذات

نہیں، اس بات پر سب قایل ہیں یہاں بات نہیں۔ بات بی کیا غیر ذات
ہے، یو کیا بات ہے۔ اِستی پیلاڑ بے چوں بے چگوں، واں کیا
دیکھے گا چرا ہور چوں۔ وہاں سب خالی ہور لبالب ہے، واں کچھ نیں
ہور سب ہے۔ واں کچھ نیں ہور سب واں تی آتا، جاں کچھ نیں
واں کیوں کوئی جاتا۔ اس کچھ نیں میں ہے سب کچھ، اگر گیان ہے
تو سمجھ اب کچھ۔ جاں کچھ نیں واں کے نور کا رنگ کالا، اس کالے
میں کون دیکھتا اجالا۔ فنا ہوے باج وہاں رہیا نہ جاے، یو بات
کسے کہیا نہ جاے۔ مورک کیا سمجھے گا یو مت، بمعنی فنا ہونا ہے نہ
بصورت۔ دونو جہاں تی گزرنا تو اسطہار آشنائی کرنا۔ خدا کے ذات بغیر
بی کس پر نظر نا اچھنا۔ اپس کی اپس کوں خبر نہ اچھنا۔ اپس تے بے خبر
اس تے باخبر، لازم یوں آتا ہے عاشق پر۔ حضرت کو جب رات معراج
کی بڑائی دیے، خدا کوں دیکھے بغیر کس پر نظر نیں کیے۔ جب سوں لگیا
کام، اس کا یو اچھا فام۔ یو فام تھا تو یو بڑائی پاے، یو فام تھا
اس حد لگن آے۔ یو فام تھا تو حبیب کہواے۔ یو فام تھا تو خدا
کوں بھاے۔ رسول ہوے، قبول ہوے۔ صاحب ما زاغ البصر
وما طغیٰ و صاحب ما ینطق عن الہویٰ۔ یعنے کسی بات میں اپس
کوں میانے میان نیں لایا، وہی بولیا جکچھ خدا نے فرمایا۔ رسول اسیچ
ناؤں دیا، رب العالمین خدا کے امر امانت میں اپنی نفس کو دخل نیں
دیا، جو کچھ خدا نے کہیا سو کیا۔ بیت:-

جسے ہے عقل وہ ہر بات کوں سنبھال کہے
جو سو برس کو ہوے گا سو وو آتال کہے

کرامت کتے سو عقل تمام، جکچھ دنیا میں ہوا سو سب عقل کا کام۔
عقل تی ہوا سب حلال ہور حرام، عقل تی پکڑلیا فرق خاص ہور
عام ۔ عقل تی رکھے ہر ایک کا نام، نہیں تو کاں تھا صبح ہور شام
شیشہ ہور جام، پستہ بادام، صیاد دام، صاحب غلام ۔ یو کچھ عجب
نقل ہے غرض جو کچھ ہے سو عقل ہے۔ سو اس عقل پادشاہ
کوں عالم پناہ کوں، ظل اللہ کوں، صاحب سپاہ کوں، ایک
فرزند تھا، کہ اُس کا جوڑا دنیا میں کھیں نہ تھا۔
واصل کامل، عاشق عاقل، عالم عامل، نانوں اُس کا دل۔
دانش مندی، ترکش بندی، قبول صورتی، دلاودی سب عالم
تے اسے حاصل۔ فرد :-

کرے نت دل یو نازش عقل جیسا	که فرزند نیں کسے دنیا میں ایسا

تخت تاج کا لایق، سب پر فایق ۔ بات میں قابل، سب میں
فاضل ۔ سو ایک دیس اس عقل پادشاہ، عالم پناہ صاحب سپاہ
ظل اللہ، حقیقت اگہ کے دل پر کچھ آیا، اپنا اندیشہ اپس کوں
جھایا ۔ سو اس دل شاہ زادے کوں، اس ماہ زادے کوں،
اس مستغنی کوں، اس سب علماں کے دھنی کوں، تن کے ملک
کی بادشاھی دیا، تن کے ملک کا بادشاہ کیا ۔ سوفراز کیا، ممتاز
کیا ۔ بیت :-

عقل دل کوں دیا ہے پادشاھی	عقل دل کوں دیا عالم پناھی

سر چھتر چھایا، تخت بسلایا ۔ دل بادشاہ کے ہات میں تن
کا ملک آیا، ٹھاسے ٹھار، کونچے کونچے، بازار سے بازار اپنی دوا

پھر ایا۔ تن دل کا فرماں بردار، جوں نفر خدمت گار۔ بیت :-

خبر دلیچہ کوں معلوم ہے ایک منزل کا
نفیر تن یو بچارا مطیع ہے دل کا

جدھر جدھر دل جاتا، دل کے پیچھے تن بی آتا۔ نوے نوے قانون دھرنے لگیا، دل تن کے ملک کی بادشاهی کو لگیا۔ دل جان، دل عاشق دل کوں شراب کا بہوت دھیان۔ چتر سگھڑ دل، شراب بغیر نیں رھتا ایک تل۔ شراب اسے بہوت بھایا تھا، شراب پینا اسے آیا تھا۔ پادشاہاں کو سعی کرنا واجب ہے عدل انصاف پر، پادشاہاں کو شراب پینے کا کیا ڈر۔ پادشاہ کوں عدل انصاف بغیر ہور کچھ پوچھ بچارنا ہوسی، پادشاہ شراب پیا، گناہ گار نا ہوسی۔ پادشاہاں کوں خدا نے پیار کرلئی کچھ دیا ہے، دنیا کا سواد پادشاہاں خاطر پیدا کیا ہے۔ پادشاہاں دنیا کا سواد چھوڑنے پر آئے پیچھے دنیا میں کیوں رہا جائے، دسریاں کوں دنیا کیوں بھائے۔ دنیا کوں لوگ منگتے ہیں سو دنیا کا ذوق کرنے خاطر، نہ جھک جھک کر حسرت سوں مرنے خاطر۔ پادشاہاں نے دنیا کا حظ چھوڑے، خلق کا دل توڑے۔ خلق آزردہ ہوا، دل پژمردہ ہوا، خلق میں تی گرمی گئی خلق افسردہ ہوا۔ پادشاہاں خوشی پر آئے تو خلق کوں بی خوشی بھائے۔ ہر ایک کوئی دو پیالے پیا، پادشاہاں کوں دعا کیا، دو دیس کی دنیا محظوظ ہو جیا۔ جان تازا، ایمان تازا تو سب جہان تازا۔ پادشاہاں کے دل پر اچھتا ہے کہ اپس کے دور کے لوگاں اپس تے خوش حال اچھیں، اپس کوں بہوت منگیں، اپنے فدا ہو ویں ہر ایک ٹھار اپنے

رکھوال اچھیں۔ اپنا دل شاد کریں، اسیں کوں دایم یاد کریں۔ کہ ہمارا
پادشاہ ایسا ہے ایسا ہے، جیسی تعریف کریں گے اس تعریف جیسا ہے
تا دور قیامت اپنے دور کی بات ہونا، انگے کے لوکاں جکوئی تھے
شہ مات ہونا۔ شراب سب کیفاں کا پادشاہ کیف، جاں عاشق
ہور معشوق اچھے وہاں شراب نا اچھی تو بڑا حیف۔ جوں نمک
نیں سو کھانا، بے نمک کھانے تی آدمی نے کیا سواد پانا۔ جوں جوت
نیں سو گھر، جوں مٹھائی نیں سو شکر۔ جوں معنا نیں سو بات، جوں
سخاوت نیں سو ہات۔ جوں پانی نیں سو ٹھرا، جوں سبزہ نیں سو ہوا۔
جوں حسن نیں سو نار، کاجل نیں سو سنگار۔ دیوے میں بتی نیں سو اجالا
کیوں پڑے گا، شراب میں مستی نیں وو شراب کیوں چڑے گا۔ جس
کام میں نیت ثابت نیں وو کام جیں کیا دیے گا، دل میں تقوا ایچ نا اچھے
مشقت کس کیا دیے گا۔ پانی نیں سو چشمے پر گئے تو کیا پیاس جاتی
ہے، ہزار کیف کھائے تو کیا ہوا شراب کی کیف آتی ہے۔ یو بات
خدا جانتا ہے آپیں آپ، عاشقاں کو شراب منا کرنا بڑا پاپ۔ عاشق
مجلس عاشق کا ذخیرا سو یو ہے، عاشق میں گناہ کبیرا سو یو ہے۔ عاشق
کوں شراب پلانا عاشق کا دھرم ہے۔ یہاں عشق ہے عاشق کا عاشق پر
کرم ہے۔ عاشق ہور دل سخت، یو تو عجب تماشے کا ہے وقت۔
عاشق کا دل نرم اچھنا، عاشق کا عاشق پر کرم اچھنا۔ اگر عاشق کوں
عشق نہ پچھانے، تو بیگانا بے درد بچارا کیا جانے۔ یہاں جانتا بھول

عاشقاں۔

مارتا تو پکارتے، ان جاتا پتھرے مارے تو دم نیں مارتے۔ جیسے جیسے ظاہری زور ہے، ان جان تے کا علاج کچھ ہور ہے۔ چوں فارسی میں بولیا ہے کہ :-

گر بنودے چوب تر فرماں نبردے گاو خر

شراب معشوق کا مشاطا، ایک حسن کوں سو حسن کر دکھلاتا محبت کوں بڈھاتا، جکوئی عاشق ہے اُسے شراب بھوت بھاتا۔ شراب عاشق ہور معشوق کے دل کے شک دور کرتا، شراب دونوں کوں محبت میں چور کرتا۔ شراب پیے پچھیں دل میں کچھ خلاف نیں اچھتا، شراب پیے بغیر دل صاف نیں اچھتا۔ دنیا کا لذت تو یو شراب، شراب نا اچھے تو عاشقاں کے انگے دنیا سب خراب۔ شراب ہرگز غم کو آنے نیں دیتا، شراب خوشی کو دل میں تی جانے نیں دیتا۔ شراب عشرت کا سنگاتی، جہاں شراب وہاں عشرت آتی، دل کی تاریکی جاتی۔ دل پکڑتا صفا، شراب پیے تو عاشق کوں بھوت نفا۔ جس گھر میں شراب آوے، اس گھر میں محنت کیوں رہنے پاوے۔ اگر منگتا ہے غم کوں مارے تو شراب پی۔ اگر منگتا ہے جفا تیرے انگے ہارے تو شراب پی۔ اگر منگتا ہے سخاوت پر آنے تو شراب پی، اگر منگتا ہے رن میں گھوڑا بھلانے تو شراب پی۔ اگر منگتا ہے معشوق سوں حظ پانے تو شراب پی۔ اگر منگتا ہے حسن کا نظارا کرے تو شراب پی۔ اگر منگتا ہے دل میں محبت بھرے تو شراب پی۔ اگر کچھ اونچا چڑنے منگتا ہے تو شراب پی۔ اگر خدا کوں انپڑے منگتا ہے تو شراب پی۔ بعضے دلیاں بی شراب نوش کیے ہیں، یو تیز آب نوش کیے ہیں۔ شراب

گنہ خاطر کسی کوں دوزخ میں نا بھاسی ۔ ہر کوئی اپنا ثواب اور گنہ پچھانتا
ہے اپنا جواب اپے دے جانتا ہے ۔ اگر کوئی دوزخی اچھو دگر کوئی بہشتی
تجے کیا کام آئے گی کسی کی خوبی کسی کی زشتی ۔ تجے کا ہے کوں
دسرے کی ذکر ، توں کچھ اپنے عاقبت کی کر فکر ۔ غرض آدمی میں
جہل نا اچھنا آدمی میں برا فعل نا اچھنا ۔ صراحی کے گردن پہ گنہ کا
بھار نہ دھرنا ، آدمی برا اچھے تو شراب نے کیا کرنا ۔ اگر کوئی پوچھے
کہ شراب کیسا ہے ، توں بول کہ جیسے سوں وسا ہے ۔ یو بول یاں
کیوں رہتا ہے ، جوں فارسی میں کہتا ہے ۔ مصرعہ :-

از شیشہ ہموں برون تراود کہ درو ست

کیتا کہتا درا درا ، خوب سوں خوب برے سوں برا ۔
اپے برے ہو کر کرتے برے کام ، میانے میان بچارا شراب
بدنام ۔ ہور بہانا کیا کہ شراب پیئے تو یوں ہوتا ، یو تلخ آب
پیے تو یوں ہوتا ۔ شراب پہ ہزار ہزار تہمت کرتے ، اپنے بُرے
فعل کوں سو بسرتے ۔ اگر کوئی سمجھے تو اس سوں بات کیا جائے ،
ایک بات کوں سو دھات کیا جائے ۔ شراب کے منا کرنے میں ایک
رمز ہے کوئی پاوے ، یو بات کسے سمجھانے کی نیں مگر خدا
سمجا وے ۔ اگر دانا ڈر یا دل پاک کر پیوے شراب ، تو ناداں
دیکھا دیکھی پی کر اپس کوں ، عالم کوں کرے خراب ۔ شراب تو خوب
ہے ، دلے ستی آسے برا بول کر ڈرائے ، منا کرتے حرام کتے
توبہ کراتے ۔ عام خاص پہ منا کا حکم آیا یو عالم جانتا ہے ، پچیں
جکوئی راز جانتا ہے ، امر پچھانتا ۔ سو پچھانتا ہے ۔ اگر اس میں

مرکب ہے محبت کے بات کا، شراب بادی ہے اس گھات کا۔ شراب آرائش بزم پادشاہی، شراب اسرار خلوت خانۂ الٰہی۔ عین خوشی میں اُسے بسرتا کی، عمل برے نکو کرڈرتا کی۔ یہاں خوب نسبت ہے وہاں البتہ منا کرتے ہیں، کم حوصلاں کوں ڈراتے کہ یو بدنیت دھرتے ہیں۔ اگر پاک ہوا ہے تیرا دل وجان، ہور تو بی عاشق ہے تو عاشق کوں پہچان۔ شراب کوں آتاں حرام کہتے ہیں سخت، وے حلال تھا علیسیٰ پیغمبر کے وقت۔ اتی شراب کی منائی، آخر بھی فعل پر بات آئی۔ برا فعل منا ہے نہ کہ شراب، عارفاں سوں جہل منا ہے نہ کہ شراب۔ شراب نا پی کر جو برے فعل کرتے وہاں نیں ڈرتے۔ بیت:-

از حسد امروز زاہد میکند منع شراب

ورنہ کے این نامسلماں راغم فردائے ماست

عالم خارج شراب ہزار گناہ کرتا، جوں جیو کو بھاتا، وہاں کوئی منا کرنے نیں آتا، وہاں چپ رہیا جاتا۔ کیا تمام تاکید شراب پریچ آیا ہے، باقی گناہ سب بخشنے کر کوئی لکھ لایا ہے۔ سواد کے گنہ سب ایہیچ کرنا، دسریاں کوں ڈرانا ہور اپے نا ڈرنا۔ خدا نے بخشیا کیا کر خدا کے فرمودے میں جی اتنے ہکر۔ دو دیس کی دنیا یاں کوئی کیتا جوڑے گا، گناہ کرنے کو نیں چھوڑتے سو ثواب کرنے کوں چھوڑے گا۔ دوکاں دوکاں کے مال پر اور جیو پر کھڑے ہیں، شراب نے کیا کیا، شراب کے دنیاں کی پڑے ہیں۔ آپے پینا دسریاں کوں منا کرنا، یاں انصاف ہی خدا کوں نا بسرنا۔ اپنے گناہ کا اپس کوں اچھنا غم، دسریاں کے گناہ سوں کسے کیا کام؛ دوسرے کی تقصیر کا حجت اپس پر نا آسی، کسی کے

کچھ خدا کا راز نا اچھا تو اہل راز اس پر مایل نا ہوتے، اگر اس راز
کو نا سمجھ کر یو کام کرتے تو کامل نا ہوتے۔ اگر کسی انسان میں کچھ
خام ہے، تو دل پاک کرنا بڑا کام ہے۔ خدا منا کیا سو برے
فعلاں چہ خاطر، اس نا معقولاں کے جہلاں چہ خاطر۔ نیں تو کاملاں کے
آنگے یو بی ایک عرق ہے، عرق اور اس میں کیا فرق ہے۔
دریا ایک بندقی آلائش نیں پاتا، ولے دریا تیرنا کسے آتا۔
جاہل سوں ایک بات عارف بولے گا تو وہ بولے گا دس، شراب
پیے گناہ کیے خدا بخشیگا بولے تو بس۔ نیں تو اس حلال کوں
حرام نا کرتے، عارفاں ہرگز ایسا کام نا کرتے۔ افیم حلال ہور
شراب حرام، یو کیا عارفاں کا ہے کام۔ مصلحت کچھ ہے اس میں
دیکھ سمجھے سمج ہے کچھ جس میں۔ تمام مستی کوں حرام کیے ہیں،
کیا جانے کیا خام کیے ہیں۔ یوں کہے تو ان مستی ہے۔ زور کہے
تن مستی ہے۔ عشق قوت پکڑیا تو من مستی ہے۔ خدا کچھ دیا تو
دھن مستی ہے۔ شراب کی مستی کون کیے منا، اس مستیاں کوں
کیا کنا۔ یو نہ زید بولیا نہ عمر، مرتضیٰ کا قول ہے کہ سکوالحکومۃ اشد[1]
من سکوالخمر۔ یعنی حکومت کی مستی شراب کی مستی تے زیاست ہے۔
بڑیاں کا بول الحق راست ہے۔ یہاں چپ رہنا کسی کچھ نا کہنا۔
کدھر کے بے بات بری فعلیچ پر آتے۔ بدنیتی ہور جہلیچ پر آتے۔
برا فعل حرام ہے۔ باقی سب حلال، کھانا پینا انند کرنا محفوظ اپ چھپنا

---

[1] افضل

نیکی کوں ہرگز نیں زوال۔ اگر چہ بحسب ظاہری شراب پینا گناہ ہے۔ دلے گناہ کوں بی خدا کے بخشش کا پناہ ہے۔ خدا کا ناؤں غفار ہے، غفار کا کیا معنا۔ گناہ نا بخشے تو غفار کیوں کہوانا۔ بولیچ ہیں کہ بندہ گنہ گار، خدا بخشنہار۔ دلے عاشقاں نے یو گناہ اختیار کیے ہیں۔ اس گنہ کوں بہوت پیار کیے ہیں۔ عاشقاں کوں خدا پر جو بی اتنا پتیار ہے کہ یو معقول گناہ خدا بخشنہارا ہے۔ ناپاکاں کنے شراب جانا تو ناپاک ہوتا ہے۔ پاکاں کنے آتا تو پاک ہوتا ہے۔ شراب بہوت بری بست ہور کوئی ستے گا تو بیچر ہوے گا مست۔ بجانا گ ہونا تو یو آگ پینا۔ اس کام کوں پولاد کا ہوتا سینا۔ اپنے فعل بد کوں نیں کر سکتے منا۔ شراب کوں برا کیا خاطر کنا۔ مرد ہونا جو اسے ہضم کرے، اس سوں بزم کرے۔ جکوئی پاک پورا ہوتا، انسی یو شرابا طہورا ہوتا۔ دانا کوں یہاں کیا چارا، ناداں کی سمج میں اندھارا۔ سمجیا سو پایا، نیں سمجیا سو گنوایا۔ جکوئی اس شراب کی مستی نیں سمجیا سو اس شراب کی مستی کیا جانے۔ جکوئی اس شراب کا بھید نیں پایا سو اس شراب کوں کیا پچھانے۔ شراب کوں اَپے پینا نہ یوں اچھنا کہ شراب آپ کوں پیوے، جو شراب اسے پیا خراب کیا تو یو کیوں جیوے۔ گھانس آگ کھانے جائے تو جلنا، مچھلی خشکی پر پڑے تو تلملنا۔ چیونٹی ہتی کا بھار اُچا سکتی ہے۔ تیتوری بہری کا زور لیا سکتی ہے۔ کنکر ڈونگر کی برابری کرے گا، تارا چند سوں ہم بھرے گا۔ دیوا آفتاب کی سنگہ آئے گا، شرار شعلے پو موں بھائے گا۔ شراب پر ہر کوئی ہم نیں بھاتا، شراب پینا سب کسے نیں آتا۔ شراب حسن کا زرینا ہے،

مے خانۂ عشق کا مدنیا ہے، عاشق کی عبادت حسن دیکھنا راگ سننا
شراب پینا ہے۔ عاشق جو کچھ مے خانے میں پایا، سو کعبہ میں زاہد کے
ہات نیں آیا۔ عاشقی مصاحبت ہور یاری، عبادت بندگی ہور خدمت گاری۔
محبوباں ہیں سو صاحب کی گود میں سوتے، چاکراں ہیں سو ہات جوڑ کر
کھڑے ہوتے۔ نفر جیتا بڑا ہوا بی محبوبی کا ناز کچھ ہور ہے، یو راز
کچھ ہور ہے۔ سر پچھاڑ لیتے ہیں، تو بی کیا کچھ کسے دیتے ہیں۔ کیتک
محبوب ایسے ہیں، مطلوب ایسے ہیں جو دے بھی نیں لیتے ہیں۔ برور
ہور دربر، یہاں آسمان زمین کا انتر۔ یو ہر یک مراتب کا ہے مقام،
اس مراتب کے آدمی کوں اس مراتب کا کیا قام۔ ہر ایک کوئی اپنے مراتب
کوں خوبیچ کر جانتا، دسرے کے مراتب کوں یکایک نیں مانتا۔ یو ظاہر
کا مراتب نیں جو کوئی دمامے بجائے، باطن کی بزرگی نادان کوں کیوں
دکھلایا جائے۔ عاشق ہور عابد کا مراتب دسنا قیامت پر موقوف
ہوا ہے، اجھوں بات پردے میں ہے، روایت پر موقوف ہوا ہے۔
عاشق کے مراتب پر کون کھڑا، عاشق کا مراتب سب مراتب سوں بڑا۔
عاشقاں یو شراب بہوت فام سوں پیتے ہیں، بہوت احترام سوں پیتے
ہیں۔ جوں شیشہ حلق لگن پیٹ میں شراب بھرتا، دلے بدمستی نیں
کرتا۔ جوں پیالا دسریاں کوں چرتا، دے آپے بدمست ہو نیں پڑتا۔
جوں خم لبالب شراب سوں بھریا ہے ہور مستی گم، شراب پیویں گے
اس وضا، تو شراب پینے کا پاویں گے مزا۔ یارے جوں حقیقت کی
شراب میں تے منصور ایک قطرہ پی کر انا الحق کہوایا، بعضیاں نے
تماں خالی کیے دلے کوئی راز بھار نیں بتایا۔ جنے یو پیالا پیا اُسنے

یو اسرار چھپایا۔ محمد کوں کیا یو پیالا نیں آیا، محمد دریا تھا محمد میں سمایا۔ اتناچ اشارہ دکھلایا انا احمد بلا میم۔ یو باب عاشقاں میں چل آئی یو اسرار ہے قدیم۔ یعنی احمد تی جے میم گیا احد ہوا، پاک ہوا صمد ہوا۔ یو راز کی بات ہے جو مرتضیٰ علیؓ کو دے سر بھاکر بولے بھید نہانی۔ تو کہتے ہیں اس وقت ہو ہوا تھا سب اس کوزے کا پانی۔ یو سماوے یو گنبھیری انوچ کوں سہاوے۔ کم ظرف آدمی تے یو کام کیوں ہو آوے۔ یو حوصلہ تھا توانو کوں شاہ ولایت کہتے ہیں، بزرگی انو کے بی نہایت سکتے ہیں۔ جن ولی نے ولایت کی تشریف پایا، اس کی تشریف پر شاہ ولایت کا سکہ آیا۔ ولایت بغیر از شاہ ولایت کسے نیں آتی، یو بزرگی باٹ میں نیں پڑی ہر کسی دی نیں جاتی۔ القصہ ایک رات دل پادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ نے کہاچ طنبور قانون عود منگا کو، مطربان خوش سرود بلاکر، دف دائرا چنگ رباب سوں بے حجاب سوں دو چار پیالے شراب کے پیا تھا۔ ارکان دولت، ندیم، شاعر، قصہ خواں، شہ نامہ خواں، خوش طبعاں، لطیفہ گویاں، حاضر جواباں، گل رویاں، خوش خویاں سب حاضر مجلس تھے، مجلس کیا تھا۔ جس کا راگ اسم ہے، وو عشق کا جسم ہے۔ اس جسم میں عشق کا جان ہے، اس جان میں بہجان ہے۔ اس ٹھار عاشقوں کو شک لیانا کافری ہے، بے دردی، بے روشنی، بد گوہری ہے۔ عشق کی صورت ولے پکڑنے لگے تو ہات میں نیں آتی، عاشق کوں بہوت بھاتی۔ دل کی انکھیاں

سوں دیکھے تو دیکھے بی جاتی۔ عاشق کوں آگ ہوجاے عاشق کا دل نرم، یو تو باد سموم بہوت گرم۔ راگ میں عجب ہے تاثیر، عاشق کے دل کوں یوں لگتا جوں تیر۔ بہتے پانی کوں کھڑا کرے، اڑتے جناور کوں پاڑے۔ ہے تے کوں دیوانہ کرے، ہشیار کوں مست کر پچھاڑے۔ راگ ہو بیچ میں عاشق زار زار روتا، بے اختیار روتا۔ ہانکاں مار مار روتا، پکار پکار روتا۔ سینا پھوڑ دل کو آگ لگتا، وے سنتے سنتے ہرگز جیو نیں بھکتا۔ درویشاں کوں حال آتا ہے، ہزار ہزار دل میں خیال آتا ہے۔ بیت

سرود چیست کہ چندیں فنون عشق درو ست
سرود محرم عشق است عشق محرم اوست

بارے اس وقت یکایک عین مستی میں، بادہ پرستی میں، فراخ دستی میں، اس کمال ہستی میں ایک قدیم ندیم بہوت لطافت سوں، بہت فصاحت سوں بہوت بلاغت سوں بات کا سو رشتہ کاڈ کر ایک تازے آب حیات کا قصہ پڑیا۔ وے پڑتے وقت اس قصہ کے مستی چڑی سو آپے بی ٹک گر پڑیا۔ دل کھولیا، بات سنا تھا سو بولیا۔ کہ جکوئی یو تازا آب حیات پیوے گا، دسرا خضر ہوے گا، اس جگ میں سدا جیوے گا۔

اس آب حیات کی ایک بات ہے، یو فوا آب حیات ہے۔ جکوئی دھایا، ہرگز زوراں سوں کنے نیں پایا۔ یو خدا کے ہات ہے، جس آب حیات کا جیو ہے یو آب حیات۔ آب حیات کوں جو پیے گا دنیا میں جیوتا اچھے گا، ہے

جکوئی یو آب حیات پیا، نیں تو دنیا میں عبث آیا کیا لذت دیکھیا کچھ نیں کیا عبث جیا۔ جس کے دل میں یو نیں طمع[1]۔ کیا اس کا جیونا کس جیونے میں جمع[2]۔ جس کے آب حیات سوں تر ہوئیں گے لب، حیران ہوئے گا تماشے دیکھے گا عجب عجب۔ اُن آب حیات نے اس آب حیات کا رکھیا ہے لاج، نبی ہور ولی سب اس آب حیات کے محتاج۔ اس اب حیات کی بات کا اثر جھوت دھات سوں دل بادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کے سو چڑیا، دل بادشاہ اس آب حیات کی بات پر مطلق عاشق ھوا بیتاب ھو پڑیا کام ایسا کھڑیا۔ بیت :-

ناؤں سنتچ دل ھوا بے تاب　　پاس اُنپچ میں چڑیا یو شراب

دل بھو تیجہ طالب ھوا، اشتیاق غالب ھوا۔ بات سنتے اس حال کوں انپڑیا، عاشق تھا بچارا بیگیچ سنپڑیا۔ اس فکر تے گھٹیا، بادشاھی کا سکہ سٹیا۔ عاشق تھا تمام، آخر اس حد لگن آیا کام۔ بات سنتے حال ھوا اس دھات کا، تاثیر دیکھو اس آب حیات کا۔ دل اُس آب حیات کوں مطلق منگتا ہے الحق بر حق منگتا ہے۔ ناؤں تے اثر چڑیا، نیں تو چپ ہلاک ہونا کیسے کیا پڑیا۔ اس ناؤں میں اتیا زور ہے، تو دل کے دل میں یو شر شور ہے۔ جیو کوں محبت کے رنگ میں رنگتا، تو کوئی کسی کوں منگتا۔ کوئی کچھ بی لطافت دھرتا ہے، تو انکیں کے دل میں

---

[1] طما۔ [2] جما۔

ٹھار کرتا ہے۔ پولاد کے ٹانکیاں سوں تی اپنا کھڑیا ہے تو ہر
ایک کوئی اسے منگتا نیں تو کیا منگنا مفت پڑیا ہے۔ یو بات کھیل
نیں بہوت مشکل، کسی میں کچھ خوبی دیکھتا ہے تو ریجھتا ہے دل۔
نیں تو دل جیسا دانا، دل جیسا عاقل ہور یوں ہوتا دیوانا۔ بیت

ہوا دل بہوت اب بیدل کہ مشکل وقت آیا ہے
یو دل لانے کی جاگا ہے اگر دل دل لگایا ہے

ایسی دیوانگی سوں اس دل کوں کیا نسبت، یہی اپسکوں
سنبھالیا ہے شاباش رحمت۔ دل میں تے اُٹھے جھال، کیوں کر
رکھے سنبھال۔ بیت:۔

عاشق ہے اس کوں عشق اپنا ہے   عشق جلنا ہے عشق تپنا ہے

بچارے عاشق کا دل بیگ لگ جاتا، آزما کر دل لگاتا دغا
کھاتا۔ آزمانے لگے تو سواد تٹتا لذت کم ہوتا، نیں آزمائے تو
یو بلا آتی دل دوہیم ہوتا۔ بارے یو کیسے ہے خام، عاشق پر
صبوری ہے حرام۔ صبوری کا ناؤں لیتے جیو جاوے، عاشق تے
صبوری کیوں کر آوے۔ بے صبری عاشق کی صفت، بے تابی عاشق
کی عزت۔ تلملنا عاشق کا کام، جلنا عاشق کا احترام۔ سعدی نے
بولیا ہے عشق میں ایسی چال، نہ صبر در دل عاشق نہ آب در
غربال۔ عشق بے تاب بے آرام ہووے تو خوب، عاشقی ٹک بی
بدنام ہووے تو خوب۔ بد نامی تے عشق میں کچھ انا خامی ہے، یو
بد نامی نیں عاشق کی نیک نامی ہے۔ عشق میں بدنامی جوں کھانے
میں نمک، جوں دیوے میں جھمک، جوں محبوب میں ٹھمک عشق کا

یہی ہے نشان بچار، جیتا پنہاں کرنے جاے اتنا ہووے آشکار۔
سب کا حال ظاہر ہو آیا، کون عاشق وو جو عشق کوں چھپایا۔ خسرو
شیریں فرہاد یوسف زلیخا لیلیٰ مجنوں، انو کا عشق فاش ہوا تو یو
حکایتاں چلیاں آجنوں۔ عشق کوں کوئی چھپا کر ٹھاریا ہے، آفتاب
کوں کوئی بغل میں ماریا ہے۔ آگ میں کوئی باندھا ہے گھر، غوطہ
مار کر کون رہا دریا بھیتر۔ عشق ہرگز نیں چھپتا، چھپا نہ سکتے
سوں باتاں ہیں، حکایتاں ہیں خرافاتاں ہیں۔ وو آگ! اس آگ
کوں کون دل میں چھپایا ہے، آگ کو دل میں چھپانے کا علم کیسے
آیا ہے۔ عاشق کا دیوانے ہو ناچ کام، پیلاڈ جکچھ ہووے گا سو خدا
کو نچہ فام۔ عاشق جو جیو سگتے وقت اندیشے پڑ آیا، عشق کا لذت
گنوایا۔ اندیشا عاشق کوں لہنا نیں، آتال بات کہنا نیں۔ عشق
نیں آیا ڈر، پچھیں لذت کدھر۔ اتال کیا ڈرے گا، کیا بچارا عاشق
کرے گا۔ جس میں اچھے گا فام، ایک دل کیوں کرے گا دو کام۔
رن میں گھسے پچھیں لہوا ہور تیشا کیا، عاشق ہوئے تو بی اندیشا
کیا۔ اگر جیو تے ڈرتا، تو کی عشق بازی کرتا۔ جاں نیں ڈر
وہاں دلیر، جاں ڈر وہاں خطر، ڈر میں گھر، بر میں دلیر۔ کون ایسا
عاشق ہے غازی، ہر ایک کا کام نیں جانبازی۔ عشق کھیلے نیں
سو دیوانے، عشق کا کھیل کھیل کر جانے۔ القصہ دل پادشاہ
عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ حقیقت آگاہ بہوت بے دل
ہوا دل پر کام مشکل ہوا۔ شہر سب حیران، گھر گھر
لوکاں پریشان۔ جیتے جیتنا دوڑے، سر گرداں ہو کر سب

سر پھوڑے ۔ پیشوا دبیر، امیر، خان، وزیر، کوئی کر نیں سکے اس کی تدبیر ۔ بیت

پادشاہ کے جو دل پہ آوے غم
تل منے ملک سب ہوے درہم

و لیسے میں دل بادشاہ کوں عالم پناہ کوں، ظل اللہ کوں صاحب سپاہ کوں خصوص ایک جاسوس تھا ۔ اس کا ناؤں نظر، سب ٹھاؤں اس کا گذر، سب جاگا کی معلوم اُسے خبر ۔ صاحب فراست، صاحب ہمت، خوش طبیعت، خوش صحبت، عقل بہوت دھرے، نیں ہوتا سو کام کرے ۔ کوئی نہ جا سکے وہاں جاوے کوئی خبر نیں لیاتا سو خبر لیاوے ۔ سارے شہر کی خبر دل کوں تل میں دیوے، ہر روز ہزار ہزار شاباشاں لیوے ۔ بیت :-

گھر دھنی وو چہ جس کوں گھر ہے خوب
وو چہ صاحب جسے نفر ہے خوب

سو وو نظر جاسوس دل پادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کے حضور اکر، سراکر، تعظیم کر، تسلیم کر ۔ بہوت ادب سوں ایک سبب سوں بولیا، بات کا مایا سب کھولیا ۔ کہ اے دل بادشاہ عالم پناہ ظل اللہ دل کوں دکھہ گھٹ، تقوا نکوسٹ ۔ خدا سر پر دھرتا، فکر کی کرتا ۔ بیت :-

بھائی ہے اسے نفر نہ کہیا جاے
اڑے پر جکوئی نفر کام آوے

جیتانکوں تو کستا، اس کام پر کوئی نیں دھنستا۔ اس کام پر آمال میں راضی، دیکھ میری جانبازی۔ مجھے رخصت دے اس کام کوں میں جاؤں گا، جدھر تدھر دھونڈ کو توں منگتا سو آب حیات کی خبر لیاؤں گا۔ بیت:-

کھینچیا ہے دل کوں عشق نے، اب دل کوں کچھ چارا نیں
عاشق کوں کوئی کیتا دکھے، کس تے دھنہارا انیس

تو منگتا سو اب حیات ہے تو اس کی خبر تجھ لگن آئی، اگر یو آب حیات دنیا میں تا اچھتا تو نا دیتا کوئی تجھے یو بدھائی۔ ندیم یو پڑتے وقت میں کیا غام، کہ یہاں تو کچھ ہے دام، ولے آخر ہونہارا ہے یو کام۔ بادشاہوں کا دل جگا جوت ہے سب ٹھار جیوتا ہے، بادشاہاں کے دل پر جکچہ گزرتا ہے سو ہوتا ہے۔ پادشاہاں کا دل خدا کے رہنے کی ٹھار، یہاں ٹک لیانا توبہ استغفار۔ خدا یہاں بیٹھ کر اپنا کام چلاتا، خدا یہاں بیٹھ کر دیتا دلاتا۔ باطن میں تو خداچ آیا کہتے، ظاہر خدا کا سایا کہتے۔ جاں پادشاہ کا دل جاسکتا ہے، واںتے کس کا دل خبر لیا سکتا ہے۔ جیں دریا میں انو کا دل تیرے، دسرے دل کوں قدرت ہے جو وہاں پھیرے۔ ذرا آفتاب کے انگے کیا دسے گا، ایک بول کتاب کے انگے کیا دسے گا۔ جیتا کوئی دوڑے جدھر، دنیا میں قطرہ کدھر۔ یو مراتب پاسے، جو خدا کے خلیفے کہواسے، جکوئی خلیفے کوں سمجھیا سوں خدا کوں سمجھیا، جنے خلیفے کوں نیں سمجھیا اونے کیا سمجھیا۔ جکچھ پانا ہے سو یہاں پانا ہے، دھونڈتا سو دیوانہ

ہے۔ آرسی ہات میں ہور موں دیکھنے نیں آتا، کھیسا کمر میں ہور نقد لینے نیں پاتا۔ جیتا ہے ہور جینا بسریا، دریا میں پڑیا ہور پانی پینا بسریا۔ سر میں پھول اور دماغ میں باس نیں آتی، دل میں معنا بھریا ہور بات سکھنے نیں جاتی۔ معشوق گھونگٹ کھولیا اوتے انکھیاں جہانکیا، یار لٹ پٹ ہوا یو ڈر کر پچانکیا۔ ظاہر علیفاچ کنا ہے، باطن میں جو کچھ ہے سو بات کنا منا ہے چپ رہنا ہے۔ یو پادشاہاں بہوت بڑے ہیں، بہوت بڑی جاگا کھڑے ہیں۔ انوں سوں بے ادبی سوں پیش آنا نابود کی نشانی ہے، انوں سوں بدنیتی کرنا مردود کی نشانی ہے۔ ظاہر باطن انو سوں صاف دل اچھنا، رات دیس انوں کی دعا سوں لا اچھنا۔ انو کی خدمت عظمت ہے بڑا ثواب ہے، یو عظمت بخش ہیں یہاں فتح پا آئی ہے۔ شاہاں کے وجود کا شرف ہبو دیچہ جانتا، جس میں کچھ بی بود ہے وہیچ پہچانتا۔ باوعدہ پادشاہ عالم پناہ نظر ق تقوے کی یو بات سنیا، امید کے چمن میں تے گود بھر بھر پھول چنیا۔ فرد:۔

من کے چمن میں باؤ آ پھل سکے ہے غنچہ آس کا
ڈالیچہ پر پھول ھنس پڑیا امید اب ہے باس کا

خوش ھوا جیو نیں دھیا، نظر جاسوس کوں شاباش شاباش کہیا۔ گلے لایا بہوت منت کیا، خدا کے درگاہ امیدوار ھو کر رضا دیا کہ توں جا، یو خوش خبر لے کر بیگ آ۔ کہ یو وقت بھائی بنے ھور یاری کا وقت ہے، مخلصی ھور خدمت گاری کا وقت ہے، دل داشتی ھور دوست داری کا وقت ہے۔ تاخیر نکو کر، اس کام کوں تقصیر نکو کر۔ اس

کام پر جد دھرے گا، تو خدا بی تیری مراد حاصل کرے گا۔ مقصود آپنگی بر میں، دایم خوش اچھیگی تیرے گھر میں۔ مبارک ہے جاگے تیرے نصیب، کہ نصر من اللہ و فتح قریب۔ بیت:۔

شاہاں کنے کوئی آدمی قابل اچھے تو خوب ہے
صاحب سوں اپنے یک جہت یکدل اچھے تو خوب ہے

جاسوس نظر دل پادشاہ عالم پناہ سوں وداع ہو کر قدم انگے دھر روانہ ہوا، اپنے کام کی شمع پر پروانہ ہوا۔ جوں باد کیں اوٹھیا کیں گریا، جاگا جاگا دھونڈیا عالم سب پھریا۔ جس وقت جس ٹھار گیا جب، تماشے دیکھتا عجب عجب۔ بیت:۔

سفر کی کیا ہے خبر جو لگن دو گھر میں ہے
سفر کیا سو دو جانے کہ کیا سفر میں ہے

عقل کے پیالے سوں متا ہے، جوں فارسی میں کتا ہے۔ فرد:۔

صد تجربہ شد حاصل در راہ بسہو گامے
بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

چت اس دل سوں لایا، پھرتے پھرتے ایک شہر میں آیا اس شہر کے عمارتاں جیسیاں کسی شہر میں کوئی آج لگن نیں بندھایا۔ کہ اس شہر کے آس پاس، تمام پھلواری تمام پھولاں کی باس۔ لوگاں سب واں کے ادب دار تمیز دار، نیک بخت برخوردار، شیریں گفتار، نیک نیت نیک کردار، پردیسی کوں آئے گئے کوں بہوت کرتے پیار، فرد:۔

دنیا دغاباز ہے بہوت اوباش ہور حیلیاں بھری

آدم وہی ہے جو کرے آدم ستی آدم گری

نظر، وہاں کے لوکاں تے لیا خبر۔ کہ یو ٹھاؤں کیا ہے، اس شہر کا ناؤں کیا ہے، وہاں کے لوکاں ہوے یک کونے، سب بولے۔ کہ اس شہر کا ناؤں عافیت ہور اس شہر کے پادشاہ کا ناؤں ناموس نظر اپنے مقصود کوں دل میں یاد کر ہزار ہزار کیا افسوس۔ کہ آخر یو کام کیوں ہوئےگا، اس کام کا سرانجام کیوں ہوسے گا۔ بیت:-

خدا مدد ہے اسی کوں جسے ہمت کچھ ہے

وہی مراد کوں انپڑیا ہے جس میں ست کچھ ہے

میں تو جوں تیوں وہاں تے یاں لگ زمیں چکلیا، منم کو نکلیا بہوت ہم کو نکلیا۔ اقبال خدا شوم رکھے۔ خدا یو نیم دھرم رکھے۔ اتنا کہہ کر ٹک ایک دم کو عقل سوں اپنے دل میں کچھ لیا پایا، دل کوں سمجایا وہاں کے بڑے لوکاں کوں میانے بجایا۔ ناموس پادشاہ عالم پناہ سوں جا کر ملیا، اپنے کام خاطر بہوت بلبلیا۔ ناموس پادشاہ اسے دیکھ کر اس کی ادا دیکھ کر اس کی روش دیکھ کر بہوت خوش ہوا ہنسیا ہلیا غنچہ تھا سو خوشی سوں جوں پھول کھلیا۔ فرد:-

ادب ہے جس میں تواضع ہے جس میں وو مرد ہے

وو کچھ یو جس میں نہیں ہے وو مرد سر درد ہے

دور تھا سو اسے اپنے نزدیک بسلایا، پوچھیا کہ تو کون

ہے تیرا مقصود کیا ہے تو کاں تے آیا۔ بیت :-

جکوئی کس کتے آوے غرض عرض کوے

وہی بھلا جو غرض وو اپس پو فرض کوے

لاج ستٹ کر منگتا منگھارا، دینہارا نیں دیا تو شرمندہ ہوتا بچارا۔ شرم کا کوئی منگے تو وہاں کہے ہیں دھرم شرم، بے شرم گھورے گھر منگے گا اسے منگنے کی کیا شرم۔ اسے خوش لگیا ہے منگ لینا، دلے کوی کسے کتا دینا۔ گنج قارون اگر اچھے گا تو بی دیتے دیتے سرے گا، دلے بے شرم کا منگتے منگتے پیٹ نا بھرے گا۔ ہمیں گدا، اس کا ہینچ اینیا سدا۔ شرم کیوں نیں پچھانیا، منگتا ایک ہنر کر جانیا۔ جاں گیا دہاں کچھ منگ لیا، کنے دیا کنے نیں دیا۔ کاں کا نیم کاں کا ست، بھی اپنی دہیچ عادت۔ اس بات پر یو بات بی آئی، کہ علت جاتی دلے عادت نیں جاتی۔ خوب لوکاں کو خدا ہور خدا کے خلیفے کی آس، عار آتی منگتے دسریاں پاس۔ دسریاں پاس منگتے جیو پر آتا، ایسے لوکاں تے کس پاس منگیا کیوں جاتا۔ کسی کا بیڑا پان قبول کرنے کا نیں تاب، ایک بیڑا قبول کیا تو اس میں ہزار حجاب خدا نا کرے جو مردار حلال ہونے کا وقت آئے کیں، تو بی دیکھنا کہ کس پاس منگیا جاتا ہے کہ نیں۔ خدا کا خلیفہ قسمت کرنہار ہے، اگر یاں منگے تو بارے منگنے کی ٹھار ہے۔ عیب نیں ہے منگنا اس ٹھار، بادشاہ کوں اپنا خلیفہ کیا ہے پروردگار۔ پادشاہاں پاس حق ہے سب کا منگیا جاتا ہے، خدا دلاتا ہے تو یاں تے کچھ آتا ہے۔ نہ کہ جیسے دیکھے دنیادار، منگنے کھڑے رہے ہات پسار۔ صاحب صاحب

کتے پھرتے آس پاس، جانو پوچھ صاحب اسیچکے جاکر اسیچکی آس۔
جکوئی یوں کسی کے دنبال لگ لگ پیٹ بھرے، بے حیائی پر
دل دھرے، پچھیں ہمت کا آدمی لاعلاج ہو کر کچھ بی دیتا ہے بچارا
کا کرے۔ ایک بار دو بار تین بار مبالغہ چار بار دیا جائے گا، پانچیں
بار ایسے آدمی تے آدمی بیزار ہوئے گا تنگ آئے گا۔ یو اپنی جاگا پر
تے نیں ہلتا، بقول اہل ہند چکنے گھڑے پر پانی ڈھلتا۔ کوئی بھلا
کچھ کوئی برا کہو اسے کوں کس کا کہنا اثر نا ہووے، یو بے حیائی کا
شراب پیا ہے مست ہے اسے خبر نا ہووے۔ در اصل کسی پاس منگنا
بھلے آدمی کو معلوم ہے کہ کیا بلا ہے، دل پر کیا آفت کیا زلزلہ ہے۔
بلکہ قیامت گزرتا ہے، بہوت مشقت گزرتا ہے۔ ماں باپ بھور
خدا پاس بی منگنے دل کو ملاحظہ آتا ہے، یکایک نیں منگیا جاتا ہے۔
لاج کے آدمی کوں بہوت آتی لاج، پچھیں ضرور ہوا تو لاعلاج کوں
کیا علاج۔ لوکاں کا یو خام لوکاں کی یو چال آتاں، بچارے بھلے
آدمیاں کا کیا حال۔ لوکاں بھلیاں کوں برے کر جانتے، بریاں کو
بھلے کر پچھانتے بھلے آدمی کوں جیا بہوت مشکل دل میں کیتا ہمت
دھرے، خدا سب کرے دلے کچھے بھلا آدمی نہ کرے۔ اپنا ہیرا
آپی کھانا اپنا لہو آپی پینا، تو دنیا میں بھلے آدمی ہو کر جینا۔ برے
پھسلا جانتے دغا دے جانتے، جیوں تیوں کس پاس تے کچھ لے
جانتے۔ جاں لگن بھلا آدمی ہے واں لگن خوار ہے، برے لوکاں کوں
سب کیں ٹھار ہے۔ بھلا آدمی کیوں بھاوے، گاہے قصا بیچ کوں
چھپاوے۔ یو سمجے نیں در اصلا، دکھن کا ہے یو مثلا۔ جو کوئی یو آدارا،

وو بھائی ہمارا ۔ جکوئی کرے ہٹ، مار نکالیں نٹ ۔ الٹی چلتی دنیادار
بھلے لوکاں کی ہوتی خواری ۔ نا اہل پاس جو سوال کرنا ہے، وو جیونا نیں
مرنا ہے ۔ بلکہ مرنا بہتر ہے، اپنے جیو پر قصد کرنا بہتر ہے ۔ شرم
کے آدمی کوں شرم کا آدمی اچھے سو جانتے، جنوں میں شرم نیں
وو شرم کے آدمی کوں کیا پچھانتے ۔ جکوئی جانتے ہیں اپنے ایماں سوں
الحیاء تمنع الرزق کے معنے جکوئی جانتے ہیں، حیا کے لوگ اکثر
رزق کے باب تنگی سوں گزرانتے ہیں ۔ دنیا جھوٹیاں کی ہے، مقبلاں
کی ہے، بے ایماناں کی ہے ۔ یو خوبی جانتے ہیں حق کڑوا ہے یو
کڑوا جسے میٹھا لگا وو بڑا، اس بات میں پاؤں پھسلتا ہے ہر
کوئی نیں ہوتا کھڑا ۔ اگر کسی میں بات سمجھنے کا پایا ہے، تو حدیث میں
الحق مر بھی آیا ہے ۔ اگر تو موں کا رکھنے منگتا پانی، تو غم کوں کھا
انکھیاں کے انجو پی اے سارے بھلیاں کی زندگانی ۔ اصیل بغیر اصالت
کوں پاتا ہے، بھلے آدمی کوں اصالت سنبھالنے جیو پہ آتا ہے ۔ لاعلاج
کو سکال وو کال ہوتا ہے، تو مردار بھی حلال ہوتا ہے ۔ بھلے آدمیاں
نے کس پاس منگیا نیں جاتا، انوں پر یو واقعہ فاقہ آتا ۔ بھلے آدمیاں
کا منگنا ایک اشارت ہے یا نیں تو ایک بات کرنا ہے، اتنے میں
کام ہوا تو ہوا نیں تو اس کام تے درگزرنا ہے ۔ پچھیں خدا
جلاوے گا تو جیوینگے نیں تو مریں گے، بھلے آدمیاں کا کرنا اتنا چہ ہے
یہی کیا کرینگے ۔ دنیا وو دیس کی دکھ اچھو یا سکھ جوں تیوں یاں وقت
گزر جاتا ہے، واں دیکھیں بریاں کا کیا حال ہے ہور بھلیاں کے ہات
میں کیا آتا ہے ۔ خدا بولیا سو سچ ہے، رسول بولیا سو سچ ہے ۔ وہاں

تو بھلے برے کا یوچ بچار ہوسے لگا، برا ہوسے گا سو عزت گنواسے گا
خوار ہوسے لگا، شرمسار ہوسے گا۔ خاطر لیا بھلے لوکاں کوں خدا
ہور رسول کے باتیچ کا تقوا ہے نیں تو دنیا میں جیو بی نیں سکتے
یہاں خوب سمجھ کر یہاں کی امید چھوڑے ہیں امید وہانچہ کی رکھتے
بھلے لوکاں اسی تے دنیا چھوڑے ہیں، دنیا تے دل کوں توڑے
ہیں۔ بھلے آدمی کا ٹھکے دنیا میں نا آتے، تو برے لوکاں اتی
جفا نا پاتے۔ برے لوکاں شہر میں کونچے کونچے بھرے ہیں، برے
لوکاں بھلیاں کوں برے کرے ہیں۔ برے لوکاں بہوت بھلے
لوکاں تھوڑے، بھلے لوکاں سوں بھلا ہو تیو یاری جوڑے۔
جتیا جیے بھی آخر مرنا ہے، اتے خاطر کیا کرنا ہے۔ جو دکھنی
مثل ہے مرنا مرنا چوکے نا، ایسا مرنا جو کوئی تھوکے نا۔ جنوں
تحقیق جانے کہ پیدا کرنہارا ایک خدا ہے، انو کا راہ روش
انو کا چلنت جدا ہے۔ برے لوکاں اگر خدا ہے کر جانتے، تو
بھلے ہو کر اچھے برائی کوں پچھاتے۔ کچھ خدا کا ڈر دھرتے
برے کا مال ہرگز نہ کرتے۔ خدا ہے کر جاننا بہوت مشکل ہے،
اس کی وحدانیت کوں پچھاننا بہوت مشکل ہے۔ جس تے برے فعل
دور ہوسے اسے جاننا کہ یو خدا کون ہے کر جانیا ہے، اپس کے
پیدا کرنہارے کوں پچھانیا ہے۔ دیکھتے کے آنگے کچھ کیا جاتا ہے
دیکھتے کے انگے قدرت کا مال لیا جاتا ہے۔ حکیمی کہتے ہیں کہ خدا
سمیع ہے بصیر ہے قادر ہے علیم ہے کر جانتے ہیں تو یو ہوتا نیں
یو باتاں ہیں، جاننے کی نشانی فعل نیک ہے دیگر باقی اپنی خاطر

حکایتاں ہیں۔ بارے ناموس پادشاہ کے حضور نظر راز کا پردہ پھاڑیا اس تانزے آب حیات کی بات کاڑیا ناموس بولیا کہ اس تانزے آب حیات کا قصہ ایک تاویل دھرتا ہے، اک تمثیل دھرتا ہے۔ ہر یک کوئی آکر نا سمجھکر اس ٹھار بات کرتا ہے، عقل کوں بول لگاتا ہے، فہم پر گھات کرتا ہے۔ یو بڑا ایک پیکھنا ہے، یہاں اندیشہ کر دیکھنا ہے۔ آب حیات کتے سو وو آب حیات مرد کے موں کا پانی، جو لگن یو پانی تو لگن مرد کی زندگانی۔ اس پانی کی خاطر لوکاں مرتے، کیا کیا مشقت جو نیں سو کرتے۔

یو سکندر کو نیں ملیا یک جام
زور ہور زرسوں نیں یو ہوتا کام

نظامی نے سکندر نامہ لکھا ہے۔ اس میں آب حیات کا ذ

جوں حافظ طبیعت کا تتا، یو کتا

سکندر را نمی بخشند آبے
بزور و زر میسر نیست ایں کار

یو پانی روشنائی میں ہے ظلمات میں نیں، یو پانی خدا دیوے کسی کے ہات میں نیں۔ ہیو پانی ہووے تو حیات خوب، یو پانی ہو تو سب بات خوب۔ یو پانی کے مانے، پانی دکھیا سو جانے۔ جیو اس تے پانا یوچہ پرانی ہے، دنیا میں جکچھ ہے سو یوچہ پانی ہے۔ فرد۔

دین و دنیا کی خوبی بھی نیم اور دھرم ہے
ایماں کی نشانی سو مرد کوں شرم ہے

کہ کتے ہیں الحیاء من الایمان، حضرت کا حدیث ہے
یو تحقیق جان۔ اگر اس آب حیات کی کچھ بات ہے، تو حیا
میں آب حیات ہے۔ میں بولیا نشان، آتال تو سمجھ پچھان۔
کھول کہیا اس بات کے چھپے معنے، آتال اس پانی سوں
تجے کچھ کام اچھے گا تو توں جانے۔ نظر بولیا کہ اے
"ناموس پادشاہ، عالم پناہ، صاحب سپاہ، ظل اللہ توں مرد
ہے، فرد ہے، ہمدرد ہے۔ نیم دھرم تجہ کنے رہتا ہے
توں جکچہ کتا سو سچ کتا ہے۔ مجھے تیری بات کوی شہ
مات، سونے کے پانی سوں لکھ رکھنا یو تیری بات۔ فرد:-

آدمی نیں وو جس منے کچھ ناموو ننگ نیں
آدمی نیں وو جس منے آدمی کے ڈھنگ نیں

ولے مدعا میرا کچھ اور ہے، میرے مدعے میں ہنوز
شر و شور ہے۔ وو آب حیات جو میں منگتا ہوں اسے کوں
پچھانے، کاں اچھے گا سو خدا جانے۔ بیت:-

چلیا امید کوں امید کون بو لیاوے
وو ناامید ہو آتا امید توں پاوے

"نظر" ناموس پادشاہ کوں عالم پناہ کو سلام کر، کچھ
کلام کو چلیا، نشان اس آب حیات کا کیں نیں پایا کر بہوت
تلملیا، کام تاخیر ہوا، دلگیر ہوا۔ بھی یاد کر اس دل کی تے
یادی، خدا سوں لگایا امید واری۔ جاتے جاتے تلملاتے تلملاتے
جیفے کھاتے کھاتے، باٹ میں دیکھیا ایک ڈونگر عظیم الشان،

دسرا آسمان هر یک کھودے میں اس کے چاند سورج کا
مکان، هر یک جھاڑ کی بیل اس پر جوں کہکشاں، خیال کا هاتھ
اس پو نیں اپڑتا، خیال چڑچڑ گر پڑتا۔ نظر اس کی بلندی پر
نیں جاتی، کچواتی بھی پھر پھر آتی۔ جیو نیں دهیا، اس ڈونگر
کے نزدیک گیا۔ وهاں کے لوکاں کو پوچھیا کہ اس جاگا کوں
کیا کتے هیں، یہاں کون رهتے هیں۔ بیت:

خدا کریم هے سب کوں مکر میں تے کاڑے
کسی کے مکر کے پھاندے کسی کوں نا پاڑے

انو بولے کہ یو ڈونگر هے زهد و زرق کا آشیانا، مشکل هے
اس ڈونگر پر یکایک جانا۔ ڈونگر پر ایک کہنا بڈھا اچھا هے
رات دیس، اس سے پرس هوا هے پرمیس۔ اس کا ناؤں زرق
مکر هور اس میں کچھ نیں فرق۔ نظر کو بہوت تھی طلب
کی آس، باؤ هوکر ڈونگر پر چڑیا گیا زرق کے پاس۔ اسنے
کہیا اے پیر سلام، صاحب تدبیر سلام، انے کہیا اے
جوان علیک السلام، علیک السلام۔ یو بے غرض اُسے غرض
تمام، خدا کرے تو هوے یو کام۔ بیت:

یو کاں کا وو کاں کا یو دونو هوائی
تماشا عجب هے نوی آشنائی

زرق کہا کہ یہاں توں کیوں آیا، کون تجھے یہاں لیا
کون تجھے یو باٹ دکھلایا۔ یہاں کیا هے تیرا کام، حیران
هوں میں نیں هوتا فام۔ نظر اپنے دل کی گانٹھ کھولیا،

اس تازے آب حیات کا قصا بولیا۔ زرق کہیا آب حیات کا چشمہ کتے سوں نہ کس باغ میں ہے نہ کسی کشت میں ہے وو ایک چشمہ توں کتا سو بہشت میں ہے۔ توں اس چشمے کوں ڈھونڈتا دنیا میانے، اس کا نشان کوئی کیا سمجے کیا جانے۔ فرد:-

یو غرضی ہے پوچھے بغیر نیں رہتا
یو کچھ پوچھتا وو اسے کچھ کتا

غرض اگر تجھے ہونا چہ ہے یو پانی، تو عاشق کے انجھواں میں ہے اس پانی کی نشانی، عاشق کے انکھی کا پانی کیا سے عشق کی خوے، اس پانی تے کیا عجب جو موا سو جیوتا ہوے مسیحا کا دم اس پانی تے فیض پایا، مسیحا اس پانی تے موے کوں جلایا۔ پانی کے ہر قطرے میں لاکھہ فیضاں ہیں اگر کوئی پچھانے، یوچہ پانی آب حیات ہے اگر کوئی جانے، فرد:-

جو اپنے رونے تے محظوظ ہیں دردمنداں
سو ہنسے نیں پاتے ہیں حظ یو محبوباں

چنداں کس کس لذت بھرے درداں سوں انکھیاں میں تے پڑتا ہے بُند ایک ایک، اگر تو عاشق ہے تو بند بند کا لذت دیکھ۔ اس غم میں کیوں خوشی آئی، اس کڑوائی میں کوں سکے مٹھائی۔ کانٹیاں تے پھول کی باس کون لیا ہے، آگ میں پانی ہے وو پانی کون پیا ہے وو بھنورا کاں ہے جو یو باس لیوے، وو پروانہ کاں ہے جو یو پانی پیوے، ہور اس پانی کی خبر دیوے۔ یو قطرا ہے بہوت لذت بھریا

ہر قطرے میں سو سو دریا۔ مجھے معلوم تھا سو کیا عرض، آتال توں جانے تیرا فرض۔ "نظر" ھنس کر "ذوق" کوں، چیلے کے برق کوں، بولیا ھور توں بی کتا ھے سو اس میں ایک مانا ھے، ولے یو مانا پانا ھے۔ مکو سکتے تھے ولے یہاں کچھ مکر نیں دسیا، تمام میٹھا بغیر شکر کچھ نیں دسیا۔ شاباش انجھواں کا عجب بیان کیا، عاشقاں کا خاطر نشان کیا۔ عاشقاں کے انکھیاں کے آنسو ایسیچ ھیں، جوں توں کتا ویسیچ ھیں۔ جب انکھیاں کو دیدار کی لگی حیرانی، اس انکھیاں کا کیوں نہ ھوے ایسا پانی۔ قولہ تعالیٰ، وقلوب المومنین عرش اللہ تعالیٰ یعنے مسلماناں کا دل خدا کا عرش ہے یو پانی اُس عرش میں تے آتا ہے، عاشق کے انکھیاں کے کنگوریاں پر تے جاتا ہے۔ نعوذ باللہ یو پانی اگر قہر میں آوے، دریا کوں ڈباوے۔ نوح کا طوفان، اُس پانی کا ایک قطرا کر جان۔ اس پانی کا بہوت ادب دھرنا، اس پانی سوں بے ادبی نا کرنا، اس پانی سوں بہوت ڈرنا۔ یو پانی اگر مہر کی موج آجاوے، تو میں عالم کوں گلستاں کر دکھلاوے۔ پھول کوں پھلواڑی کرے، باڑ کوں باڑی کرے، پات کوں جھاڑ کرے، کنکر کوں پہاڑ کرے۔ ذرے کوں آفتاب کرے، آتش کوں آب کرے۔ گدا کوں پادشاہ کرے، ستارے کوں ماہ کرے۔ تیرا سخن مجھے خوشی دیا، تیری بات تے میں بہت حظ کیا۔ عجب فہم دھرتا ھے، شاباش بہوت سمج سوں بات کرتا ھے۔ توں کہیا سو بات بی میری

بات میں ہے، وو دیس بی اس رات میں ہے۔ توں جو موتی سٹیا میں چھنیا، توں جو بولیا سو میں سنیا۔ ولے میرا مدعا کچھ جدا ہے، کسنتی کیا ہوئے گا آتال خدا ہے۔ یو کہہ وہاں تے اٹھیا، اس کی خدمت کے بند میں تے چھٹیا۔ اس کام پر یوں تھی قضا، جاتا ہوں کر منگیا رضا۔ اس فکر تے ہلیا، بہوت تلملیا، بھی اپنے کام کوں باؤ ہوکر جنگلے جنگل چلیا۔ اس جنگل میں دیکھتا ہے جو یکایک کوٹ نظر آیا، آسمان پر پڑیا تھا اس کا سایا، سات زمین اس کوٹ کے یک طرف کا پایا۔ ہر یک کنگورا اس کا عرش کا ہمسایا، ایسا کوٹ دنیا میں آج لگن کوئی پادشاہ نیں بندھایا جانو اپنے کچھ قدرت تے مستعد ہو آیا۔ فرد:-

عجب کوٹ اوٹ ہے کیتا بکھانوں
کہ حلقہ اژدھا مادیا ہے جانوں

اس کوٹ کنے آکر، وہاں کے لوکاں کی روش پاکر، پوچھیا کہ اس کوٹ کا نانوں کیا ہے، اس کوٹ کے بادشاہ کا ناؤں کیا ہے۔ اس کوٹ کے پادشاہ کی کیسی ہے عدالت، وہاں کے لوکاں بولے کہ اس کوٹ کا نانوں ہدایت، اور اس کوٹ کے پادشاہ کا نانوں ہمت۔ فرد:

ہدایت لگ تو آیا ہے دیکھیں کیا ہوئے ہدایت سوں
نظر نے ئی جفا دیکھیا لگیا اب کام ہمت سوں

نظر بولیا کہ شکر الحمد للہ ایتا دکھ دیکھے سو دھنا

بارے انپڑے همت لگن۔ اتال خدا همت دیوے، خدا فرصت دیوے۔ همت تے کچھ ہمت پاویں، مراد اپنی بو لیاویں۔ ہمت تے نیست هوتا هست، دنیا میں ہمت بڑی بست۔ عقل ہمت سے پکڑتی بلندی، همت کے سرے تمام ارجمندی۔ همت کاڑی کوں هووے تو پہاڑ کوں زیر کرے، قطرے کوں همت هوئے تو دریا سوں دعوا دهرے۔ ہمت تے نہنا بڑا ہوتا، ہمت تے پڑیا سو کھڑا ہوتا۔ ماں ہمت باپ ہمت، پیر ہمت مرشد ہمت۔ جکچھ ہے سو ہمت ہمت، جس مرد میں کچھ ہمت ہے اس مرد پر رحمت رحمت ہزار رحمت۔ بیت:

وہی مرد جو ہمیشہ ہمت سوں ہمدست ہے
ہمت خدا کے خزانے کی خاص کچھ بست ہے

بڑائی مفت نیں آئی، جتنی ہمت اتنی بڑائی۔ ہمت جنے گنوایا انے دنیا میں کیا پایا۔ ہمت کی صفت جوں ہے تیوں کوئی کرسی تا، ہمت کی صفت جیتا کہے بھی سرسی تا۔ مرداں کوں ہمت، عاشقاں صاحب درداں کوں ہمت، فرداں کوں ہمت۔ کیا کام آوے رس نیں سو گانڈا، جس میں ہمت نیں سو خالی بھانڈا۔ بیت:

جکچھ خوبی ہے سو ہمت کے باب ہے
ہمت ناؤں لینا بھی نئی صواب ہے

ہمت مرداں کا سنگار، ہمت صاحب درداں کا ادھار، ہمت سوں راضی آپی پروردگار۔ ہمت تعلیم خانے میں چھٹ، ہشیار اچھ ہمت نکوسٹ۔ ہمت مرداں کی سنگھاتی۔ ہمت کوں خدا

منگتا ہمت خدا کی بھاتی۔ غرض مرد کوں ہمت مطلوب ہے، بہوتیچ خوب ہے۔ القصہ جاسوس نظر ہمت بادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ، سوں جا کر ملیا کہ خدمت کرے، عظمت پاوے، نامرادی جاوے مراد آوے، محنت کا جھاڑ راحت کے پھل بار لیاوے۔ بیت:-

غرض دھرتا ہے نیں تو کیا غرض ہے یاں لگ آنے کوں
جکوئی سیوا کرے کس کی سو کچھ مقصود پانے کوں

سینا ہوا خفا، کو لگ یو جفا، خدا جانے کدھاں ہونا نفا۔ نظر کا خاطر وھاں ٹک جمیا، چند روز ہمت کی خدمت میں گمیا۔ گمتے گمتے ھمت کنے ایک دیس اس تازے آب حیات کی بات کہیا، اپنے سب واقعات کہیا۔ ہمت سن ھنسیا ھنسکر بھی رو دیا، انجھواں سوں موں دھویا۔ لہو کو پانی میں گھولیا، ھور بولیا۔ اس تازے آب حیات کی بات کنے، طاقت نیں مجھ منے۔ یو آب حیات تو ھے، یو شہد یو نبات تو ھے۔ ولے بات کتے اتچ چڑتا آدمی بے ھوش ھو پڑتا۔ رگے رگ میں لہو کو آتا جوش، یو عالم سب فراموش، یو بات جہت تند اور تیز۔ خونی خوں ریز۔ اس بات تے پرھیز حذر کر، اسے نظر خوب نظر کر، اس بات تے در گزر کر، بلکہ دسریاں کو بھی خبر کر۔ بہوت لوکاں اس باٹ میں آکر جیواں گنوائے ھیں، ایمان پر بات لیائے ھیں۔ صنعان نے تین سو ساٹھ مریدان سوں مصحف کو جالیا، سور چرایا، شراب پیا، اپس کوں کفر میں گھالیا۔ وانگہ اس خاطر اپنے جیو پر اٹھے اکیس

کوں جیوں مارے، خدا کوں بسارے۔ ایسا کیے جو آخر پچتا کر کمر بسلا لیے۔ مجنوں جیوتی اٹھیا، اپنا لہو آپی گھٹیا، مجنوں کا سینا پھٹیا۔ اس خاطر زلیخا نے کیا کری، شرم تی اکھی جیوتی نیں ڈری۔ طالب بھی بچاری سچی، کا کلوت میں آکر یوسف پر کیا کیا فتوے رچی۔ مرد کوں بے ہمتی خوش نیں آتی، جسے ہمت ہے اُسے صاحب ہمت کی صحبت بھاتی۔ توں بی یو بات سنتے کچھہ کا کچھہ ہوے گا دیوانہ ہوے گا پچ ہوے گا۔ بے تاب ہوے گا، بے آدام ہوے گا چپ عالم میں بدنام ہوے گا۔ بیت :-

شراب پیے تو بھی کوئی نہیں ہوتا مساتا
حسن شراب کہ جس دیکھتے اثر آتا

تجھہ میں نادھسی تیری سد، پچھیں کاں کی عقل کاں کی بد۔ تیٹے دل کوں جوڑ، اس بات کا دنبالا چھوڑ۔ میں کہ ہست ہوں سو اس ٹھار میرا یو احوال، اناں دسویاں کی بات کیا کہوں دسریاں کا کیا حال۔ نظر یو خبر سن بہوت گھابرا ہوا، چپ چت کا برا ہوا۔ معاملہ کچھہ کا کچھ گھڑیا، اناں بیشے میں پڑیا۔ یو پیوت ہے اسے کون نہایت کوں انپڑا اس کوں انت نیں کون اس کا انت پایا۔ کہ یو آب حیات کہ اس آب حیات کے خاطر ویسیاں ویسیاں نے یو جفا دیکھے، کیا نفا دیکھے۔ توبہ کیے پچتائے آخر بھی پھرا اپنی جاگا آئے۔ کوئی اس باٹ میں جاکر، اپس کوں پورا نیں انپڑا جبی باٹ گیا تھا اس باٹ کا مقصود نیں پایا۔ گریا پھریا، ڈریا نیں کریا۔

گرم دل بھی اگر اس آب حیات کی خبر پاوے گا، تو کیا نہایت کوں انپڑاوے گا۔ اگر دل کے اودھر دیکھتا ہوں تو دل کے فائدے کیاں بہوت باتاں ہیں، ادھر جیو کے رہنے کا کچھہ فکر کرتا ہوں تو نئی حکایتاں ہیں، میانے میاں بچارا اڑیا، بچارے پر مشکل کھڑایا۔ بیت:

نظر شہاں کنے کوئی دور اندیس ہووے تو خوب
کہ زیر کام نہووے کام پیش ہوئے تو خوب

وے عاشق کوں قایل کی بات خاطر میں کاں آتی، پند کسی کی کاں بھاتی، دوستی جاکو دشمنی لبھاتی۔ دل میری بات کاں مانے گا، اگر بولوں گا دشمن کو جانے گا۔ بیت:-

جکوئی خوبی کوں کہے اور کوئی برا مانے
نہ بول بول کہ کیا کام بیٹھے پچتانے

کہیا خوب مت سوں چت دھرنا، آتال کیا کرنا، کیا سکے کیا ہووے، جیسے خدا ہمت دیوے سو کہے۔ دل کے دل میں میری ہے آس، میں بھی انپڑیا ہوں ہمت پاس بارے یاں لگ آیا ہوں مقصود کو جگایا ہوں۔ کام ہوتا چہ بھلا، کم ہمتی کا خطر ہوتا چہ بھلا۔ دسریاں کا قصہ سناؤں گا، دل کوں بی ہمت پر لیاوں گا، دل ہے آخر یو کام کچھ کرے گا، بالذات مردانہ ہے مردانگی پر دل دھرے گا، ہرگز نہ ڈرے گا۔ دل کوں بی کہوں گا کہ کرتے تو کیا، وے ہشیار دسے جیا۔ مرداں میں ٹھاؤں اچھنا، کچھ ناؤں اچھنا۔ کہ ادے سن:

اے دل، کام کیا جائے وے کام نبھانا مشکل ۔ یو بولتا ہوں
تیری خاطر میں کچھ اعتبار کرتا ہوں، تجھے اپنے ٹھار
ہشیار کرتا ہوں ۔ بیت :-

نفر ویچ کہ صاحب کے کام پر جیو دے
اپس کے کام کوں سٹ دیوے نام پر جیو دے

کہ میں نفر تیرا، تو صاحب میرا ۔ تیرا نیم دھرم، میرا شرم
صاحب کی بزرگی نفر کی بڑائی، جکوئی نفراں خوب ہایں دایم
انو کوں ایسیچ عقل آئی، ایسیچ عقل نے انو کوں بڑھائی۔
ایسا کچھ اندیشہ اندیشکر، قدم کچھ پیش کر، ہمت کوں
بولیا کہ توں بادشاہ توں ہمت، توں فتح توں نصرت
توں صاحب ملک توں صاحب مملکت، توں صاحب دین توں
صاحب دولت، توں ہمت، مجھ مرے کام کوں ہمت دے
ہمت کی کچھ مت دے ۔ ہمت تے ہمت خوب ہے، بہت
مطلوب ہے ۔ تیرا جیو نیں رہیا توں یو بات البتہ میرا جیو
دیکھنے کہیا ۔ نیں تو توں ہمت سچے یو بات کدھر، سچ
اس بات پر کہاں نظر ۔ توں سعادت مند، توں ہمت ہمت
بلند ۔ جہاں تے ہمت ہاری، پچھیں وہاں تمام خواری
جو لگ خدا کی خدائی قائم، تو لگ ہمت قائم ہمت دایم

مجھ کیا ہے توں بیدل یو کیا عقل کرتا
ہوے سو کام میں میرے تو کی خلل کرتا

خوب خدا خاطر جوں تیری اس آب حیات کی بات توں دل

آنال دل کوں کھول۔ جو اس کے اٹھتے کیا ہوتا ہے گھڑی بھر
ایک جاگا دونوں مست ہوکر پڑیں، ایکس کے ایک گلے لگ لگ
ٹک ہنسیں ٹک روئیں ٹک چڑ بھڑیں۔ یو بی ایک تماشا دیکھیں
اس معاملے کو بے خطر لیا دیکھیں۔ یو بی ایک عالم ہے، آخر
خوشی چہ ہے کیا غم ہے۔ یک ساعت مست اچھیں اپس میں
اپے ہمہ ست اچھیں۔ دونوں بی مست، دونوں بی مے پرست
دونوں بی دانے، دونوں بی توانے۔ دونوں بی دانشمند،
یکس سوں ایک بچارے ایکس کوں ایک دے پند۔ آج لگن
عاقل تھے ایک دیس دیوانے اچھیں، یو بی ایک گلریزی ہے
دیکھیں اچھیں، جانے اچھیں۔ پیوت تلی کیوں کھڑتی، ناوں
تے مستی کیوں چڑتی۔ کوئی کہے یو بات خرافات ہے، ناوں تے
مستی چڑنا بہوت بڑی بات ہے۔ فرد :-

نفا ہے کیا جو چھپا دا کھے دل منے دھر کر
جو کام دل منے آوے وو دیکھنا کر کر

توں ہمت، توں صاحب شوکت۔ بارے ہمنا کچھ فیض
اپڑے، تیری دولت مقصود سنپڑے۔ دل کوں کھول، دو
آب حیات کاں ہے اس کا نشان بول۔ کیتا بتاوے گا، صبودی
کو تے جیو جاوے گا۔ ہمت نظر کوں بہوت کسیا، پیٹ پکڑ
پکڑ کر ہنسیا۔ کہا شاباش تجھے اس کام پر بہوت ہم ہے

---

۵ دیوانے

توں بہوت ثابت قدم ہے۔ جس کا نفر ایسا اچھے گا، اس کا
صاحب کیسا اچھے گا۔ فرد:-

نفر جیسے کتے دنیا میں وو نفر کاں ہے
نفر سبب کہواتے کیسے خبر کاں ہے

نفر ایسا اچھنا جو صاحب کا نام کرے، اپنا کام کرے، نفر
وو جو اپنے کام تے صاحب کا کام اگلا جانے، نفر وو جو صاحب
نہیں کہے لگ صاحب کا خیال پچھانے۔ نفر کوں بہوت عقل
کا سکت اچھنا، نفر بہوت عالی ہمت اچھنا۔ جاں ایسا صاحب
ایسا نفر، واں کام فتح و ظفر، اتال کیا ہے ڈر۔ جکوئی ہے دانا،
جکوئی سمجتا ہے بات کا مانا۔ وو نفر کوں دیکھ صاحب کا مقدار جانتا ہے
کہ اس نفر کا صاحب اتینچہ عقل اتینچہ فام کا ہے، اتینچہ تدبیر اتینچہ کام کا
ہے۔ نفر کوں کیں مقصود کوں بھیجے تو بہوت فکر کرنا، عاقل لوگاں بہوت
تماشے کیے ہیں۔ بہوت ڈرنا۔ جو کوئی دانایاں دانشمند کہواتے، با تینچہ
میں بات کوں سمجھ جاتے۔ عاقلاں نے عقل سوں ملک گیری کیے ہیں، اجالا
پاڑے ہیں، روشن ضمیری کیے ہیں۔ جو عقل ہور فکر پر آئے ہیں، تھوڑے
کوں بہوت کر دکھلائے ہیں۔ تدبیراں کیے ہیں، ملکاں لیے ہیں۔ اگر عقل
کوں ٹک ہمت کی چاشنی دیا جائے، تو بی کچھ کام کیا جائے۔ جتیا عقل
جتیا گیان ہے، توکل بھی میانے میان ہے۔ مرداں کوں ایک عقل ہے
کہ اس کا ناؤں دیوانگی مردانگی، مرداں کوں وو بہوت بھاتی، وو عقل
اڑے وقت پر کام آتی۔ یو عقل نیں سب کیسے، مگر خدا دیوے جیسے
بعضے لوگاں ایسے لوگاں کو دیوانے کتے، انو کیا جانے کتے۔ در اصل اپس

میں نیں ہے اتنی سمج، کیا سمجھینگے دانے دیوانیاں کے رچ۔ انو چپ باتاں
کرتے آکر میانے، آخر بھلے برے کے یار سو دانے دیوانے۔ تدبیر رچ سوں
اچھے تو سواد ہے، کام سمج سوں اچھے تو کچھ سواد ہے۔ جس تدبیر میں رچ
نیں، واں عزت کوں کچھ سچ نیں۔ ایسی تدبیر کا پایا قائم نیں اچھتا، دائم
رہے گا کر جانتا ولے دایم نیں اچھتا۔ دشمن کو زیر کرنے پیش ہونا یا زبر۔
دشمن تل تل کی لیتا ہے خبر۔ آج کیا کھایا کیا پیا، آج کس سوں کیا بات
کیا۔ آج کیا تدبیر کرتا ہے، آج کیا قصد دھرتا ہے۔ آج کس کنے تے
کیا لایا۔ آج کسے کیا دیا۔ آج کہاں بیٹھا کہاں سوتا، آج گھر میں کیا
اندیشا ہوتا۔ یوں بی ہیں یہ مثالٹے۔ لی دیتہ ؟، نزدیک کے لوکاں کوں
باند لیتا۔ یہ غافل بچارا خبر نیں دھرتا، جکچھ اپس کوں بھاوے سو کرتا۔ یو تو
سب کوں بھلے کر جانتا، سب کوں مانتا۔ اس کا تو سب پر اعتبار، ولے بعضے
نزدیک کے لوکاں چ دشمن کے خبردار۔ نیچے دشمن پورے دھتیارے، تو انوچہ
دشمن کوں خبر انپڑاں ہارے۔ دنیا ایسی ہے جو اس دنیا خاطر لوکاں نے
ماں باپ کو مارے ہیں، سگے بھایاں نے سگے بھایاں سوں عداوت سارے
ہیں۔ دنیا ماں، دنیا باپ، دنیا بھائی، آخر یہ دنیا کسی کی ہو نیں آئی۔
دنیا کے لوکاں بہوت مست بہوت بے خبر، خدا رسول انو کوں کدھر،
انو کا ماں باپ انوں کا خدا رسول سو زر۔ رام جو جان کر راون پہ آئے۔
گھر کے بھیدی تے لنکا جاوے۔ رام جو جان کر راون پہ آیا، مایا دے کر
بھائی کوں بھائیچہ مارنے فرمایا۔ یہ دنیا ہے سگے بھائی کوں یاں پتیایا

نا چاہئے، نفر چاکر تو بے گانہ نفر چاکر پر یکایک کیوں پتیارا آوے۔ دنیا میں ہر ایک کام کوں وسیلا بہوت ہے، دنیا دغابازہ ہے دنیا میں مکر بہوت حیلا بہوت ہے، ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ سوں کچھ کام دھرتا ہے، تو اس کے نزدیک کے لوکاں کوں بی کچھ دے کر اپنے چاکر کرتا ہے اس کے بندے جو اپنے ہوے چاکر، تو کام دنیا کا بند بیٹھا ہے آکر۔ جو اس کے ارکان دولت اپس سوں کئے قول و قرار، پچھیں انو کے پادشاہ کے دل کو پھراتے کیتی بار۔ اول کے دانا لوگ بھی یو پنچ فکراں ڈھونڈتے تھے اپس میں اپسے بچار، بہوت کاماں ایسے تدبیراں سوں کیے جہاں انو کوں کچھ مشکل پڑیا اس ٹھار۔ دنیا تماشے کی ٹھار ہے، دلے جکوئی عاقل ہے وو اپنی جاگا بہوت ہشیار ہے۔ درو دیوار تے بچنے کی جاگا ہے، اپنے جیو کے یار تے بچنے کی جاگا ہے۔ فرد :-

بہ شمع خانہ ہم اسرار خوانی پارہ کم کن
ز نامحرم چہ غم داری حذر از یار محرم کن

جوں توں اکیس کوں اپنے جیو کی بات پتیا کر کتا کہ یو میرے جیو کا یار ہے، تیوں اس یار کوں بی ایک جیو کا یار ہے، اس کا بی اس یار پر اعتبار ہے، یو راز کسے نا بول سی اگر خاطر قرار ہے۔ اس بھروسے پر یو تیری راز کی بات جا کر اس اپنے جیو کے یار کنے کتا، ایسے یار کر پتیایا ہے جیو نیں رہتا۔ جہاں جیو پتیاتا، واں ہر یک بات کنے کوں دل میں کچھ ملاحظہ نیں آتا۔ یو پنچ یار کوں یار یار کوں یار کنے کتے بھیتر کی چھپی بات بھار جاتی، تدبیر کا بند تو ٹیا یک آدھے وقت نیں سو کنے کی بلا آتی۔ یار کوں یار کتے نفر سنیا چاکر سنیا، ایک بات پر چار باتاں نہ راست بنیا۔ ایسیاں

باتاں سنتے، بھلے آدمیاں کے نقشاں جنتے۔ ہجوم ملتا چوندھرتی، پچھیں دو خلوت میں کی مخفی بات کہ نچے کوچنچے بازاریں بازار بھرتی۔ اس بات کا یو ہے حجہ، اس حجڑ کا اسے نیں خبر۔ یو حیران ہوتا، پریشان ہوتا۔ کتا دا ے یو بات تو میں خلوت میں فلانے سوں کہا تھا، وو بی ایک بھانے سوں کہا تھا، یو بات بھار کیوں ٹپی، یو بات غیر ٹھار کیوں ٹپی۔ تو اپنی بات کوں اپے نیں چھپا سکیا جب تو دسرا تیری بات نا چھپا کر کسے بولے تو کیا عجب۔ الکیں کا مایا لینا، ولے اپنا مایا کسے نا دینا۔ جتنا سکنا اتنا اپنا مقصود اپنے دل میں رکھنا۔ دل کا یار، سو پا کے پروردگار۔ جنے ہر کسے پتیایا، اونے دغا کھایا۔ اگر کوئی کسے پتیا کر اپنے راز کی بات بولے تو اسے یوں چھپانا جیوں اپنی شرم، تو اسے کتے ہیں نیم اسے کتے ہیں دھرم۔ ہزار جیو کا یار اچھے تو بی کوئی اپنی شرم دکھلاتا ہے، اپنا شرم دکھلانا کسے خوش آتا ہے۔ ایسا کام ہرگز کسے بھاتا ہے۔ امانت میں خیانت کرنا بھلے آدمی کا کام نیں، یو کام دانایاں کا ہے نادان کوں فام نیں۔ جکوئی دنیا دار ہیں سو دنیا کا کام خوب فام کرے ہیں، کہ دنیا میں دوست تھوڑے دشمن بھرے ہیں۔ دشمن اگر چھٹی ہے تو بھی عداوت سر چڑے گی، غفلت میں ایک آدھے وقت دغا دے کر لڑے گی۔ چوں فارسی میں کتا ہے، فرد:

دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد
دشمن نتواں حقیر و بے چارہ شمرد

بارے کہانی کہی ساری رات، آخر وہیچ بات۔ کہ دشمن گزرتا ہے سو مزد کوں گزرتا ہے، اپس کے بَل میں سپڑیا تو کچھ کرتا ہے۔ مرد یوں رہنا کہ دشمن اس کے رہنے کی دزاچہ کوں دیکھ ڈرے، اپنے حد سوں اچھے

---

۱۵ دغا

زیاستی فکر نا کرے۔ مرد یوں رہنا جو خدا بھی شاباش شاباش کہنا۔ دانے
جو رکھتے دانے دیوانے، وو ایک ضرور کے وقت کام آنے۔ وقت جیسے
کتے وو ضرور کا ہے، یو اندیشہ بہوت دور کا ہے۔ سب باتوں کا یو چہ مانا۔
کہ دانے دیوانے لوگ ملانا۔ بہوتاں کوں تھوڑے مانے، سو دانے دیوانے
خدا چہ کوں بڑا جانے سو دانے دیوانے۔ دانے دیوانے لوگ بلا، آپی بی
بزرگی سوں بی دسریاں کوں بی بزرگی سوں جلا۔ یو مکری دغابازاں کام
کیا آتے، ہے لگن کھاتے نیں تو نکل جاتے۔ اپنی عزت کی نیں شرم،
سو دسریاں کا کیا رکھیں گے نیم دھرم۔ دانے دیوانے چھوڑ جانے نیں جانتے
بھی کچھ حیلا مکر میانے نیں جانتے۔ انو کا دل بہوت کڑوا، لینے دینے کی بی کچھ
نیں پروا۔ بعضے لوکاں مزوری کرتے، صاحب کے کام پو نظر نیں ہر کسی
کی شرم حضوری کرتے۔ مزور کی ٹکڑے روٹی پو نظر، بعضے کا ماں کے آسے
کیا خبر۔ مزوراں میں کاں ہے بڑا فام، ایسے مزوراں تے کیا ہوے گا کام۔
جکوئی آکر دولت پو کھڑے، دانے دیوانے ملے تو ہوے بڑے۔ خدا جانے
کس کے سر یو اثر پڑیا ہے، بڑے ہونا کیا باٹ میں پڑیا ہے۔ آدمی جاگتا
نیں سوتا ہے، آدمی جس پیے میں پڑیا سو ہوتا ہے۔ مشقت ٹالی نیں جاتی،
ہمت خالی نیں جاتی۔ ولے شرط ہے جوں ہمت اچھا، سکت کا گت اچھا،
عاشق ناؤں کے ہو کر خدا پاس ٹھاؤں منگنا، بھگے تو ناؤں منگنا۔ مرد وہیچ
جو اپس کوں پچھانیا، جنے اپنے ناؤں کی لذت جانیا۔ القصہ ہمت نے
نظر کوں، اس خوش خبر کوں، خلوت میں لے جا کر اپنے نزدیک
بسلا کر، سمجھایا مقصود اس کا پایا۔ بیت:۔

جنے یقین سوں جیو اپنے یار سوں لایا   جکوئی ثابت ہو آیا مراد اُنے پایا

کہا خوب توں مرد سد ہے، ہور اس کام پر بہوتیچ بجد ہے۔ تو قصا کتا ہوں سن، کہ انپڑے اس آب حیات کے چشمے لگن۔ کہ شوق ولایت میں، بے نہایت میں، ایک بادشاہ ہے، ظل اللہ ہے، عالم پناہ ہے، صاحب سپاہ ہے، حقیقت آگاہ ہے۔ عشق اس کا ناؤں ہر دل میں اس کا ٹھاؤں۔ سب سوں جوڑیا کسی سوں نیں توڑیا۔ کیتا کریں گے بیان، اگر ملیں گے ہر دو جہان۔ عشق آپ بہاوتا، عشق مدماتا۔ عشق خدا کوں انپڑاتا، عشق خدا کہواتا۔ عشق کونہ چھپیں کی فکر نہ انگے کا اندیشا، عشق سرمست بے پروا اس کا ریشا ریشا۔ عشق کس تے نہ ڈرے، عشق خوشی بہاوے سو کرے۔ بیت:۔

دو شاہ عشق ہے جو سب جہان اس کا ہے

ستارے چاند سورج آسمان اس کا ہے

عشق آگ ہے جاں جاوے واں جالے، عشق کی آگ کوں کون سنبھالے۔ عشق کا جیو حسن، اس جیو ہیں لاکھ لاکھ گن۔ عشق جھاڑ ہے حسن پانی، حسن تے قایم عشق کی زندگانی۔ عشق حسن پر والہ و شیدا، عشق حسن خاطر ہوا پیدا۔

عجب شراب اہے حسن جس میں سب ہستی

کہ اس شراب سوں عٹرق ہے عشق کوں مستی

اس کا کام ناز، اس کا کام نیاز۔ یو مستغنی وو محتاج، یو سب شوخی وو سب لاج۔ عشق ہور حسن دونو جوڑا، کوئی بہوت سمجیا کوئی تھوڑا۔ عشق حسن خاطر حسن عشق کی خاطر ہوا آشکار، اس دونوں جہ کا ہے شور گھریں گھر ٹھاریں ٹھار۔ عشق عاشق معشوق حسن ناری، عشق کی معشوق

دایم سنواری سنگاری القصہ اس عشق بادشاہ کوں، عالم پناہ کوں ظل اللہ کوں، ایک، بیٹی ہے بہوت مقبول، بہوت خوش اصول بہوت معقول، بہوت خوش رنگ، بہوت خوش ڈھنگ، نور میں سور نیں اس کے سم، نازک نرم جوں پھول جوں ابریشم، بالاں کہناں دیکھتے انکھیاں کو گھیوے آکر کہناں، سدہ چھوڑ دیوانے ہوکر پھر ناں۔ بیت :-

گھر میں تے ہنستے نکلے انگن منے پھولاں جھڑیں
عاشق ہوکر چاند اور سورج دروازے پر آکر پڑیں

یو نوا نور نوا آفتاب، اسے دیکھنے کا کسے تاب، عالم عالم اس کی خاطر خراب، ہر دل میں اس کا اضطراب۔ ہر طرف عاشق ہزار مجنوں ہزار فرہاد، سرمست دلربا بے پروا بے داد۔ بیت :-

گل کے رنگ کیاں چمن میں شایاں ہیں
لالے نیں جانو آفتاباں ہیں

ناؤں اُس کا حسن، کتے بولوں اُس کے گن۔ القصہ کوہ قاف کے اُدھر ایک شہر ہے اس شہر میں ایک باغ ہے، کہ بہشت اس باغ کے رشک تے داغ ہے۔ جس کے پھول دیکھتے جیو آوے، اس باغ کوں بہشت سوں کیوں تشبیہ دیا جاوے۔ صحن اس کا موتیاں سوں بھریا جوں تاریاں سوں گگن، بہشت اُس کے ایک باغ کے کونے کا چمن۔ ملایک آرزو دھرتے ہیں اس باغ میں آنے، حوراں ترستیاں ہیں اس باغ کے پھول

کا طرہ لانے ۔ بیت :-

بلبل ھوکر نالے بھرے جینے چمن سیراب ھو

پھولاں کے خاطر جا پڑے کانڈیاں اپر بے تاب ھو

مجنوں لیلیٰ نالیا، اپس کوں بہت سنبھالیا۔ آخر دیوانہ ھوا اس باغ کے پھولاں باس تے، فرھاد کوہ میں آہ بھرتا ھے اجنوں اس باغ کے شیریں پھلاں کے آس تے۔ زلیخا جو پھرتی تھی یوسف کے آس پاس، سو اس باغ کے پھول کی پائی تھی باس۔ بیت :-

جدھر تدھر بھی حسن ھے جو دل جھلاتا ھے

کدھر کدھر کی بلا عاشقاں پہ لیاتا ھے

جس دل دبا شہر میں یو دلارام باغ ھے، اس دل دبا شہر کا ناؤں دیدار، اس دلارام باغ کا لقب رخسار۔ اس باغ میں ایک چشما ھے اس چشمے کا ناؤں دھن، من موھن جگ جیون۔ بھوتیچ میٹھا جوں نبات، اس چشمے میں ھے توں منگتا سوں آب حیات۔ اس چشمے پر جاوے گا، تو وو آب حیات پاوے گا۔ ھور وو حسن نار، دل کا سنگھار، جس پر بھولیا سب سنسار۔ فرد :-

لالے دیے سینے پو گل پھل پھل کے تیرے گال پر

دریا میں تے ھنس آینگا عاشق ھو تیری چال پر

عشق کی بیٹی لطافت کی بی بی، بہوت ناز سوں، بہوت ساز سوں۔ لٹکتی، ٹھمکتی، جھلکتی، رخسارے کے پھل باڑی میں، اس پھولے پھل واڑی میں ناز غمزہ، عشوہ ادا، حرکت دلربائی

خوش نمائی، لطافت ایسیاں، چاند جیسیاں، سگھڑ سہیلیاں سوں مِل مِل، ایسیاں رنگیلیاں چھبیلیاں سوں مِل مِل، دایم تماشے دیکھتی پھرتی تھی، جا بجا دیکھتی پھرتی تھی۔ بیت:

آئی ہے دھن چمن کے انگن میں پھول پھرتا ہے پھول کے بن میں

ایسا خیال کتی ہے، دو آکر اس چشمے میں تے ہمیشہ آب حیات پیتی ہے۔

ہمت یو بات کہیا، گم ہو رہا نظر سنیا، بے سد ہوا، سر دھنیا۔ دونوں ہوئے بے ہوش دونوں کیے اپس کوں فراموش۔ نہ یو دیکھتا اُس کے اُدھر، نہ اُس کی اُس کوں خبر، دونو مست دونو بے سد ہو پڑے، بادے کتے وقت کوں دونو ہشیار ہوئے دونو اُٹھہ کھڑے۔ دونوں حیران، دونو پریشان۔ ایکس کا ایک دیکھے موں، کہے عجب تھا یو جنوں نظر دل پر فکر کی کسوٹ بنیا، ایسا تماشہ نہ کوئی دیکھیا نہ کوئی سنیا۔ یو قدرت کا کام، یو حیران ہونے کا مقام۔ ہمت کہیا میں کہیا سو آنگے آیا، بادے الحمد للہ جوں تیوں توں اپنے مقصود پایا۔ بیت:۔

سب کسی کوں خدا مراد دیوے
اس کے محنت کی اس کوں داد دیوے

اتال تجھے میں کیا کہوں، نکہوں تو چپ بی کیوں رہوں۔ توں تو بہوت دانا بہوت عاقل ہے، دلے ہشیار دل ربا شہر دیدار کوں انپڑنا بہوت مشکل ہے۔ باٹ میں جنس جنس

کی محنت حائل ھے، اس دریا میں کہیں غرقاب کہیں ساحل ھے۔ کیا واسطہ انگے ایک شہر ھے اس شہر کے ناؤں سنگسار توبہ استغفار۔ دل کوں واں بہوت اکراہ، لاحول ولاقوت الا باللہ۔ ایک دیو ھے پادشاہ روسیاہ گمراہ بدکار، اس کا ناؤں رقیب نا برخوردار دل آزار، پلشٹ مردار، ھیچ کارا، بے بہوا۔ فرد:۔

عشق کے دروازے پر سب کس کوں سر دھر نانچہ ھے
جو عشق فرمائے اسے اختیار ھوکر نانچہ ھے

ولے عشق پادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ کے ھات میں ھے اس کا اختیار، عشق پادشاہ کوں اس جنس کا آدمی بی ھے درکار۔ پادشاہ ھاں نیں اچھتے پر کم، پادشاہاں کنے جنس جنس کا اچھتا آدم۔ عشق بادشاہ کے فرمان تلے رقیب سر دھرے، جکچھ عشق بادشاہ فرمائے سو رقیب کرے۔ دلربا شہر دیدار کا نگہبان، اغیار کوں واں نیں دیتا آن۔ ھرگز کس تے نیں ڈرتا، جکوئی آتا اسے منع کرتا۔ اس کے ڈرتی نظر بھر کنے نا پاوے، انداز کس کا جو کوئی واں آوے۔ جکوئی آتا اس سوں جھگڑتا، کتا ہوکر لڑ لڑ پڑتا۔ جاں ایسا آدمی اچھے نت، کتا دکھنے کی وھاں کیا حاجت۔ نہ بھلے تے ڈرے گا نہ برے تے ڈرے گا، ایک رقیب ھزار کتے کا کام کرے گا۔ بیت:۔

باغ میں مالی کیوں کسے چھوڑے
بن رضا آئے تو کمر توڑے

توں اگر اس شہر سنگسارتی، اُس بے اعتبار ٹھارتی، خلاصی پاوے گا، ہورنخہ لے جاوے گا، تو دلربا شہر دیدار میں جاوے گا۔ یاد اچھو وہاں میرا ایک بھائی ہے، ایک مائی جائی ہے۔ قامت اُس کا نام، استقامت اُس کا کام، دلربا شہر دیدار میں اُس کا مقام۔ قبول صورت، مدن مورت۔ بلند بالا، بھو تیج آلا۔ دل کوں لگے، جیو کوں ٹھگے۔ سُد چھینے، بد چھینے فراق کوں سُلگاوے، اشتیاق کوں آنگے لاوے۔ بے تابی کوں پالے، آرام کوں جالے، قرار کوں بے قرار کرے، انتظار کوں پیار کرے۔ صبوری کوں لوٹ لیوے، اضطراب کوں قوت دیوے۔ بیت:۔

یو دنیا میں حسن نیں یک بلا ہے
کہ عالم اس بلا پر مبتلا ہے

قامت نیں وہ ایک آفت ہے، عاشقاں کے دلاں کا ضیا ہے اُس قامت کوں اُس قیامت کوں تیری سفارش خاطر ایک کتابت لکھہ دیتا ہوں، تیرے قصے کی حکایت لکھہ دیتا ہوں۔ میرا ناؤں لے، یو کتابت اس کے ہاتھہ دے۔ البتہ تجھہ سوں کچھہ محبت دھرے گا، مروت کرے گا، تجے کام آے گا وہاں کے روش سمجائے گا۔ فرد:۔

ایکس پو مہر دھرنا خوب ہے کچھہ
مروت کس سوں کرنا خوب ہے کچھہ

جس وقت توں وہاں تے بھی قدم انگے دکھے گا اے یار،

تجھہ پر نئی نئی قصے گھڑیں گے اس ٹھار۔ فرد :-

نفا ہے تیونچہ جفا بھی اسے سفر میانے
خدا کسے نہ لے جاوے بُرے شہر میانے

القصہ جوں ہمت نے نظر کوں اُس پُر ہنر کوں، اِس چنچل نظر کوں، اس آب حیات کا نشان دیا، خاطر نشان کیا۔ نظر ہمت کنے رضا منگ کر، امنگ کو بہوت محبت سوں، بہوت مرد سوں، چکود ہوکر، شرم حضود ہوکر، بھی مشرق کے ملک کے اُدھر رُخ کیا، توکل کے ہات میں ہات دیا۔ نظر کوں پکڑیا اُچاٹ بھی اپے اور اپنی باٹ۔ کیتک دیس چلتے چلتے، تلملتے تلملتے اپنے دل کوں تقوا دیا، سمجھایا۔ ایک دیس اِس بیت المال اس شہر سگ سار میں، اس پلیشٹ ٹھار میں، باٹ وہیچ تھی لاعلاج ہو آیا رقیب بادشاہ کے لوکاں، اس روسیاہ کے لوکاں دیکھے کہ یو آدمی اس شہر میں نوا آیا۔ پالتی ہے جاسوس ہے، بھید ہے چور ہے آیا اس شہر کا کیا مایا ہے۔ بیت :-

بُرے شہر میں ہر گز خدا کسے نہ لے جائے
اگر ہزار بھلا ہے بی اس کوں کون پتیائے

دل میں سب یوں جانے، اس کا مایا پانے۔ پکڑ کر، جکڑ کر، رقیب بادشاہ روسیاہ بد کردار کنے کتے جنے مل کر لیائے، احوال اس کا سب سمجھائے۔ رقیب نے روسیاہ نے بے نصیب نے بولیا تو کہاں کا ہے اس جاگا تو کیوں آیا، اس شہر کی باٹ تو کیوں پایا، تجھے کون دکھلایا۔ نظر عاقل تھا سمجھیا کہ یو طرفہ وقت

ہے، کام بہوت سخت ہے۔ یہاں عقل نا بسرنا، اندیشکو کچھہ کام کرنا۔ بیت :-

عقل اچھنا وقت اوپڑنے کا کچھہ کرم ہونا
اگر فولاد ہے تو بی ضرورت کوں نرم ہونا

رقیب روسیاہ کوں، اس گمراہ کوں، خواہی نخواہی، وقت میں قصود تھا۔ سلام کر کچھہ کلام کر چپ نہیں رہیا، کیا کہ میں حکیم ہوں بہوت معتبر ہیں، سب حکمت تے باخبر ہوں، سوتی پاؤں لگ علم ہوں سو لصوں، بے جان کوں دیوں گا جان، شاگرد ہے میرا افلاطون ارسطو، بو علی، ہور لقمان، دنیا میں عقل کچھ بی جو دھرتا سو وو چہ عرب، مجلس میں سمجھ کر بات کرتا سو وو چہ خوب۔ میں جانتا ہوں کیا تمانوں کا بھایا، جو مجھے اس ملک میں لایا۔ اگر حکمت پر میں ہیان دھروں گا، تو ماتی کوں سنا کروں گا۔ گر کسی کوں سنا بھایا ہے تو مجھے داس کونے آتا ہے۔ بغیر پٹ بغیر آس، پیتل کوں کر دکھلاؤں گا سنے تے خاص۔ رقیب بے نصیب، بے دوش بے ترتیب، سنے کا طالب تھا، اشتیاق بہوت غالب تھا۔ بولیا کہ الحمد للہ یو توں نیں آیا ہے، الحق کہ یہاں تجے خدا لیا یا ہے حکمت کے علم میں نادر ایسا، بہوت دیساں پھیں مجھے ملیا تجھ جیسا۔ بیت :-

خدا سنبھالے بڑی ہے طمع کی دشواری
جہاں بہوت طمع بہوت ہے وہاں خواری

بہوت طمع تے بہت ہے زیاں، بہوت طمع تے عزت کوں نقصان،
بہوت طمع تے رہتا نیں مان۔ بہوت طمع تے آدمی دین گنواتا، بہوت طمع
تے آدمی کا ایمان جاتا۔ طمع تے آدم کوں بہشت میں تے کاڑے، طمع
تے آدم پو یو بلا پاڑے۔ جس کے بڑیاں پو طمع نے یوں لیایے خواری
انو کے فرزنداں سوں کیا کرے گی وفاداری۔ طمع کا آدمی سر نیں اُچاتا،
جاں جاتا وہاں سر نواتا۔ جس کے سر پو طمع کا بھار، اس کا سر دایم تلار،
بے مغز خالی سر، بہو نیچے پو پڑتا پھرتا پھر پھر۔ طمع تے بڑائی جاتی،
طمع دار کوں بڑی بات کاں آتی۔ نہنا کام کیا قبول، بڑائی کہاں تے
آئے گی وصول۔ بے طمعی تے خدا کا وصال، بے طمعی تے ہوتا صاحب
حال۔ سواد نیں رہتا جاں طمع آتی، بے طمعی سب کسے بھاتی۔ جاں
طمع آئی واں خدا سوں بی کچھ سواد نیں اچھتا، طمع تے دایم پریشاں
کدھیں دل شاد نیں اچھتا۔ نہ یاستی طمع نہ خلق کوں بھاتی نہ خدا کوں
بھاوے خدا پاس بی اتنا تا منگنا جو خدا بی واز آوے۔ بیت:-
طمع داری بری ہے اے عزیزاں   نہیں کچھ خوب اے صاحب تمیزاں

طمع داری سے آتی یار خواری   طمع داری میں نیں ہے رستگاری
طمع داری کے سر تے جو اُٹھے ہیں   وہی ایسے بلایاں سوں چھٹے ہیں

یوں لیے تو لینہارے کا دل شاد کیا اچھے گا، واز ہو کر دیے تو ان
دینے میں سواد کیا اچھے گا۔ بغیر منگے وو دین ہارا ہے، نیں دیا بی کس کو
کیا چارا ہے۔ اس کی لوڑ لوڑنا، اپنی خوشی اس کی خوشی پو چھوڑنا۔ کسی
پاس تے زور سوں کوئی لیتا ہے، دین ہارا ہے سو اپیچ دیتا ہے۔ اگر

زوراں سوں کچھ لیا جاتا، تو کام اس جگا پر نا آتا۔ جکوئی کھوایا بندا، اُنے
خدا اپر چھوڑنا دھندا۔ جکچھ دیا اُنے اس پر شکر کرنا، غرض خواری تن
پیٹ نا بھرنا۔ بڑا نیں ہوتا دیتی طمع کی خواری، طمع تے یو نہتا ہوا نیں
تو اُسے کیا دھاڑ ماری۔ جکوئی مرد ہے بے طمع وو بڑا ہے سدا اُس کا
خاطر جمع۔ دنیا دو دیس کی ہے تھوڑے پر بی گزرتا ہے، بہوت پر بی
گزرتا ہے، ولے جکوئی مرد ہے وو عزت پر نظر کرتا ہے۔ جیو ہے
گنگیج کسے ایک کسے چار، آجر وقت کوں برابر ہیں مسکیں ہور دنیا دار۔
اگر کوئی حق دوست مومن راست اچھے گا، اس وقت بلکہ دنیا دار تے
مسکین کا مراتب زیاست اچھے گا۔ مرد کی نظر ہمت پر ہے، مرد کی نظر
عزت پر ہے۔ مرد کوں مرد جانے، مرد کوں مرد پچھانے۔ عزت کا نا کرنا
ہوس، عزت سوں جتنا ملیا اتنا اچ بس۔ بے عزتی پر آئے تو لئی ملتا
لئی ملایا جاتا، ولے مرداں کے انگے وو مردار ہے مردار کوں کون کھاتا
ہر اکیس پاس کون منگ لیتا، منگنیچہ پر آئے تو ہر کوئی دیتا۔ دیتا تو خدا
کا دینا یا خدا کے خلیفہ کا دینا، باقی کیا بچارے باقیاں پاس کیا لینا۔ اُنو
بی ہزار مشقت سوں ملائے کر آس، یو داس تلین کے پر داس۔ یو باندی
تلین کی باندی، کیا ہوا جو اُٹھکے ملا کر نا باندی۔ اگر کوئی بجھ کے اچھے یا
حیف نیں جکوئی اپنے جیسے پاس منگے۔ مردار بی ٹبی جاگا تی کچھ لے سکتے
ہیں، مردار بی کسے کچھ دے سکتے ہیں۔ عزت خدا کوں آیا، عزت رسول
کوں آیا، عزت مسلماناں کا مایا، جنے عزت کوں سمجیا اُنے خدا کوں پایا۔ اس
معنی پر یو آیت آئی ہے مصحف میں جدہاں تے اچھا ہے دین کو وللہ العزۃ
لرسولہ وللمومنین۔ جکوئی ہر ایک پاس تے کچھ منگ لیے، ہر ایک

جاگا سر فراے نہتے کتے سو اس پہ بڑے ہوئے، اتاں اسے بڑائی کاں
تے آتے۔ ایک سرائیتیاں کا بچار، کس کس کا وچارے گا اٹکار۔ یک
صاحب چھوڑ اتنے صاحب کیا، وہی صاحب اس کا جنے اوسے کچھ دیا۔
ایسے کوں دھیان کہاں ایک صاحب پر، یو پچاس صاحب کا ایک نفر۔
ایسے کوں ایسے باتاں کا کچھ عار نیں، ایسے کا ایک جاگا پہ ایمان قرار نیں۔
اتی یں جائے ننگ، نام، ایسے آدمی کو پیکاں سوں غرض پیکاں سوں کام۔
عزت حرمت کی کیا ہوس، پیکے ہات میں آے تو بس۔ کوئی برا کو یا بھلا،
تلین مونڈی کیے ہور لکھند[1] کلا۔ دل قرار رکھ عاجز نکو ہو نیٹ، اگر ماٹی
لے گا تو بی بڑی ڈھیگ پہ ہات سٹ۔ خدا گھٹ کیا ہے کاہے کوں گھٹنا
جیو گیا تو بی ہمت نہ سٹنا۔ مرداں جیو کے طمع تے بی چھوٹے ہیں، سر گیا
بی مارتے اٹھے ہیں۔ اپنے نیم تے نا جانا، مرے بی ہات ہلانا۔ بڑا ہوا بڑے
کام پہ اختیار اچہ، دنیا یکدم کا جیونا، بے خبر نکو ہو ہشیار اچہ۔ جس وضا
سوں یاں لینا ہے، اس وضا سوں واں خدا کوں جواب دینا ہے۔ یہاں
تیری ہمت کا یو اصول، وہاں تجھے خدا کیوں کرتا قبول۔ یہانچہ کا کام نیں
کر سکیا فام، وہاں بی تو اچھوں لئی ہے کام۔ یاں کی آرزو پہ اتیا مشکل،
وہاں بی لئی لئی جاگا ترسے گا دل۔ برا ہے عورت ہور سینے کا درد، جکوئی
یاں ایس کوں سنبھالیا سو بڑا مرد۔ عورت کی بات عشق ہے پیغمبراں
پہ گزریا ہے بہرحال، پرایا مال تو کیا اچھے گا کہ کوئی اس پہ کرے گا
خیال۔ واڑی موچھیاں آیاں تو کیا مرد ہوے، چار عورتاں بھایاں تو

---

[1] اکھند

کیا مرد ہوے ۔ ایسے مرد عورتاں سے بہتر راسک راس ، ایسے مرد پیکے کے پچاس ۔ خبردار کہواتے اور بے خبر ہیچ ، صورت آدمی کی اور سیرت کچھ کا کچ ۔ یہاں گیان کوں بہوت بڑا جنجال ہے ، آدمی ہوکر آدمی کوں سمجھنا تمام اشکال ہے ۔ بادشے رقیب بے نصیب کا طمع تے سینا گیا تھا چکلیا ، نظر کے حضور موں میں تے یوں نکلیا ۔ کہ تیرے باتاں سن میں رہا ہوں آس کر ، اتال جوں توں کہا تیوں سنا راس کر ۔ بیت :-

سینکا چٹ پڑا ہے آدمی کوں   کہ غم کرتا اہے سب بے غمی کوں

نظر جواب دیا کہ اس سنے کی ترکیب کوں کچھ کچھ داروان کا موپ درکار ہے ، معدن اس داروان کا دلربا شہر دیدار ہے ، ہور گلشن رخسار ہے ۔ رقیب بدبخت بے نصیب بولیا اگر سنا راس کرنا میسر ہے ، تحقیق اکسیر ہے تو بہتر ہے ۔ دلربا شہر دیدار ہور گلشن رخسار بھی نزدیک بلکہ نزدیک تر ہے ، خدا قادر ہے جو کچھ تو منگتا سو سب حاضر ہے ۔ ہمیں تمیں ملکر جائیں ، جو کچھ مستعدی ہونا شہر دیدار تے لیائیں ۔ اُنے بی کہا خوب ، انے بی کہا خوب ، انے بی کہا بہوت خوب ، مطلب پر آیا مطلوب ۔ بیت :-

زباں یک تھی دونوں کا دل جدا تھا
سمجتا حال ان کا سو خدا تھا

رقیب بدبخت ، گمراہ دل سخت ، ہور نظر دل کا دولت خواہ دونوں مل کر ، ایک دل کر ، دلربا شہر دیدار کے اودھر چلے ، دل میں کوڑ کپٹ موں پر دونو بھلے ۔

اگر کوئی مرد ہے یا استری ہے دنیا میں سب دغا بازی بھری ہے

مصلحت سوں چلتا دنیا کا کارخانہ، کیں سچا بول کیں جھوٹا بہانہ۔ ولے جھوٹے کوں سب کوئی پتیاتے، سچے کی بات کوئی خاطر نیں لیاتے۔ جھوٹا دنیا میں بہوتیچ بھاتا، سچے کوں کتے کچھ کام نیں آتا۔ جھوٹا نیں ہوئی سو بات کاڑے، جھوٹا دو میں عداوت پاڑے۔ جھوٹا کافر بے ایمان، جھوٹا بدبخت بدگمان۔ جھوٹے کی بات کوں نیں کچھ بند، جھوٹا سچیاں کے گوہاشاں کا اسپند، جھوٹے کے منہ میں دایم گند۔ جھوٹے کوں کیں عزت نیں، جھوٹا کافر محمد (ص) پیغمبر کا امت نیں۔ حضرت کہے ہیں یو سچ نبی کے رتی، کہ "الکذاب لا امتی" جھوٹے کوں لاٹنا، جھوٹے کی جیب پچھاڑ کاٹنا۔ جھوٹا شیطان کا سالا، جھوٹے کا دین دنیا میں موں کالا۔ جھوٹا اپنے دل تے باتاں جوڑے، جھوٹا لوکاں کے گھراں پھوڑے۔ جھوٹے کی میں کیا کہوں بات، خدا پناہ دیوے جھوٹا ہے شیطان کی ذات۔ سچے کوں ہیچ کتے، کچھ کا کچھ کتے۔ سچے کے باتاں کوں کون مانتا، سچے کوں کتے یو کیا جانتا۔ سچے کوں سچا جانے، جھوٹا سچے کوں کیا پچھانے۔ سچا جھوٹے تے دغا کھاوے، سچے کوں جھوٹے کی صحبت کام نا آوے۔ شیطان تے ڈرے تیوں جھوٹے تے ڈرنا، جھوٹے کے موں پر لعنت کرنا۔ بیت:-

جھوٹے تے کام نہ آسی بڑا نکامی ہے
جکوئی جھوٹ کتا بہوت وو حرامی ہے

سچے پر ہنستے مسخریاں کرتے، سچے کوں اڑاتے، سچے پر بولاں دھرتے سچے میں نیں ہے جھوٹی بازی، سچے سوں خدا رسول راضی۔ لعضے ناپاکاں پیغمبر کوں بولتے تھے کہ یو دیوانہ ہے ساحر ہے، یو بات چھپی نیں ہے ظاہر

ہے ۔ اتال دسریاں کوں بولے تو کیا عجب، اس جاہلاں کی ذاتیچ ایسی ہے
سب کہ حدیث ہے کہ " الصدق ینجی والکذب یہلک " سچے کا دل پاک
جھوٹے کے دل میں شک ۔ یعنے جھوٹ ہلاک کرتا ہے اور سچ دیتا ہے نجات،
یو رسول تے آئی سو ہے بات ۔ خدا نا روزی کرے اہل کوں نا اہل کی صحبت،
یو بہوت بڑا عذاب، یو بہوت بڑی محنت ۔ یا عاقل سوں بیٹھنا مل، یا
محبوب سوں لانا دل، جکچھ ہوے حاصل ۔ یا بکیلے اچھنا ہور اپے کہنا ہور
اپے سننا اپنے بین، یہاں بی حدیث ہے کہ " السلامۃ فی الوحدۃ
والآفات بین الاثنین ۔ " یعنے اکیلے اچھنے میں سلامتی ہے اکیلے اچھے تو
گیان کوں بل ہے ۔ جہاں دو تین سٹے وہاں بڑا کچاٹ وہاں بہوت خلل ہے ۔
دانا کی گھٹ کچھ ہور ہے، ناداں کی ہٹ کچھ ہور ہے ۔ فارسی میں کتا ہے
صحبت کہ بعزت نبود، دوری بہ ۔ جاں عزت نا اچھے گی واں کیا سواد
دیوے گا بیسنا ۔ یوں بی کتا ہے، مصرع ۔ " اے وائے براں صحبت لا دین لا دنیا "
جکوئی دانا ہے دیکھ یو بات کچھ پایا، کچھ سمجھیا کچھ سنیا ۔ ناداناں میں بیٹھ
عبث بولنا عبث سننا اوقات ضایع کرنا دانا کا کام نیں، دانا کوں ہر
گھڑی ہر جاگا ہزار کام ہے ناداں کوں کام نیں ۔ یو عمر ایسی نیں ہے جکوئی
اسے گذرانے، لہو و لعب کر جانے ۔ کام کے آدمی کوں یاں کام کرنا ہے،
کیا کام ہے سو فام کرنا ہے ۔ تنہائی دانا کا خلاصا ہے، تنہائی دانا کا خاصا
ہے ۔ تنہائی میں دانا کوں بہوت حاصل ہے، تنہا ویچ رہے جکوئی واصل
ہے، کامل ہے ۔ نادان تے یک تل تنہا رہا نا جاسی، ناداں کوں ہرگز تنہائی
نا بھاسی اگر توں دانا ہے ناداناں سوں نکو مل، خلل میں پڑے گا دل،
کام بہوت ہوے گا مشکل ۔ گدگڑا ہوے گا تیرا صاف پانی، جمعیت تیری

ہوے گی پریشانی۔ ننھے عقل کے آدمی سوں بڑے عقل کے آدمی نے بہوت بات کیا تو بہوت زیاں ہے، اس کی بی عقل ننھی ہوتی بڑی عقل کوں نقصان ہے۔ شربت میں نمک گلاے تو کیا سواد دے گا، گلاب میں چھاچھ بہاے تو کیا باس لیدے گا۔ ایسے سوں بات کرنا جس کے بات سوں اپنی بات کوں کس چڑے، بات توت بگڑے یات کوں رس چڑے۔ بڑی عقل میں ننھی ملے تو یوں ہے خانجی، جوں شراب میں تاڑی جوں دودھ میں کانجی۔ فارسی میں بی دیسے ہیں دانایاں نے یو بد، فرد:-

پسر نوح با بداں بہ نشست خاندان نبوتش گم شد

عاقلاں تے اول تے باندے ہیں یو قاعدہ، نادان سوں تھوڑی بات بولنا بہوت فائدہ۔ دانا نادان کی صحبت سوں بیزار ہے، دانا کوں نادان سوں بولنا عار ہے۔ جوں فریزق کتا ہے، مصرعہ: کہ تا من باشم سخن با حمق نکنم، عار بغیر کوں گذران سکتا یو جنم۔ جنے دانائی کا لذت پایا، اسے نادان کا صحبت ہرگز نیں بھایا۔ القصہ وو رقیب ناپاک، یو نظر سیناچاک اس مصفا دلکشا قامت کے بستان میں، ایسے نادر مکان میں، بادے دونو آئے، دیدیاں کوں دور تے شہو دیدار کا تماشہ دیکھلاے۔ بیت:-

خدا مراد دیتا اس کوں جس کی ہے ہمت عالی
عجب ہے اس وقت اس آدمی کی خوش حالی

قامت جو نظر کوں رقیب کے سنگات دیکھا، چودی سوں اس کے احوال کی بات پوچھیا۔ فرد:-

چھپے کچھ رمز ہوو نزدیک اغیاد انکھی سوں بات کرنا عاقل اس ٹھاد

نظر اپنا قصہ قامت کوں بولیا، ھمت نے مکتوب لکھیا تھا سو قامت کے آنگھے کھولیا۔ قامت اس مکتوب کا مضمون خاطر لیایا۔ بہوت محظوظ ھوا بہوت خوشی میں آیا۔ قامت کوں یک غلام تھا، سیم ساق اس کا نام تھا۔ اُسے بولیا کہ نظر کوں کدھر توبھی پنہاں کر، جیو دان کر مشکل اس کا آسان کر کہ رقیب جتنا ڈھونڈے تو بی اسے کیں نا پاوے، رقیب کے ھات میں نظر پھر نا جاوے۔ رقیب کے ھات تے نظر دیکھیا ھے بہوت جفا، ھمنا تے اُسے یوچہ نفا۔ بیت:-

مراد وو جو اسم اپنا اُچا دے   کہ جوں تیوں کچھ کسی کے کام آدے

قامت تے، خوبی کی علامت تے، یو بات سن سیم ساق غلام نے، دل کے آرام نے، نظر کوں فرش فرح بخش کے آسرے چھپایا، جیکوئی نہ پاوے اس کا مایا۔ فرد:-

خدا نہ روزی کرے کس کوں بندہ بندی کا
خبر نہ اچہ لیوے اس بچارے بندی کا

رقیب دیکھتا ھے جو نظر نیں، جدھر ڈھونڈتا ھے بی کدھر نیں۔ کہیا سنا داس کرتے سو دھتیارے ھیں، ایسے دھتیاریاں کوں توچہ لوکاں مارتے ھیں۔ دنیا میں کون سنا داس کرتا۔ ھمیں عبث کئے تھے سننے کی آس اتا۔ سنا یوں ھوتا تو سب کوئی کرتے، یوں کی لوکاں بھوکے مرتے۔ نرجیوں کوں جیو دینا ھور سنا داس کرنا، جاں ایسی بات ھوے واں بہوت ڈرنا نہ دو کا عالم سے نا قونا کہا جاے، دلے ھمیں تو اس طلب تے بہوت ادب پاے۔

نظر آخر گیا اپنے قول پر نیں رھیا، دغا دیا دغاباز تھا دغابازی کیا
اس کا مکر اسے نہ تھا فام، اسنے تو کیا اپنا کام۔ فرد :-

رقیب بند کیا تھا سو باد سے بند تی ٹٹیا
ہوا خلاص بچارا یو اس کے بند تی چھٹیا

رقیب گمراہ، روسیاہ، حیراں پریشاں، سرگرداں، فکر میں
چو کیا، عقل تے گریا، آخر کچھ تدبیر نیں دسی، لاعلاج ناخوش
ہو کر اپنے شہر اُدھر پھریا۔ فرد :-

اُمید سٹ کو رقیب آج نا اُمید ھوا
خدا کیا جو نظر پر نظر یو بھید ھوا

نظر رقیب کے ہات تے خلاصی پایا، خوش ہو کر بھی قامت
کنے آیا۔ دل کا مدعا کھولیا، بولیا۔ کہ تیری ہمت تے تیری دولت
تے رقیب کی محنت تے آسودا ھوا، تیری مہر، تیری مروت کا
مجھے آزمودا ھوا۔ توں مجھ پر لئی شفقت لئی پیار کیا، مجھ پر تو
لئی اپکار کیا۔ یو کام کرنے تو نچہ سکے، خدا تجھے سلامت رکھے۔
مجھے لگیا ہے شہر دیدار کا خیال، رضا دے اتال۔ بہوت ضرور
ہے یو کام، یو ضرور میرا خدا اچہ کوں فام۔ قامت کہیا اے واللہ
بسم اللہ، بصحت و سلامت خدا تجھے تیری مراد کوں اپڑاوے
جکچھ توں منگتا سو خدا تے پاوے۔ بیت :-

دنیا میں مل کر بچھڑنا یو بہوت مشکل ہے
لگیا ہے دل ستی دل مل رہنیچہ پر دل ہے

بہوت استقامت سوں، نظر قامت سوں، وداع ہو کر، تسلیم

کر کر، سو پو ہات دھر کر، اپنے ٹھارے ہلیا، چلیا۔ سو دیکھنے
اس شہو دیدار کوں، اس رنگ بھرے گلزار کوں اس لطافت کے
لالہ زار کوں، اس نوے روپ کے نوبہار کوں۔ لذت سب محبت
ہور پیار میں ہے، جیسے سواد کتے دیدار میں ہے۔ بیت

جکوئی عاشق ہے اُس کوں ہوا بلا دیدار
کیا دلاں کوں بچاریاں کے مبتلا دیدار

عشق دیدار تے پکڑتا زور، عشق کوں دیدار تے لذت ہے کچھ ہور۔
جن عاشق نے سمجھیا ہے کچھ عشق کی گت، جوں تیوں اُسے دیدار بہوت
ہے غنیمت۔ دیدار دیکھے تو دل میں آتا پیار، دیدار دیکھے تو دل کوں ہوتا
قرار۔ عاشق جو منگتا اپنا پیو، دیدار کی خاطر دیتا جیو۔ یار میں لطافت ٹھار
ٹھار ہے، ولے جکچھ ہے سو دیدار ہے۔ دیدار سب خوبی کا سنگار ہے،
دیدار دیدیاں کا اُدھار ہے۔ دیدار سحر منتر ٹونا، عاشق کوں دیدار ہونا۔
جو عاشق دل معشوق پر وار دیا، آخر دیدار دیدار کو پکار دیا۔ خدا کا بی دیدار تیچ
دیکھنا ہے، وہاں بی کچھ جھلکار تیچ دیکھنا ہے۔ دیدار دیدے ہور دل
کا آرام، عاشق کوں دیدار تیچ سوں لگیا ہے کام۔ دیدار میں حسن جلوہ
دیتا ہے، دل لیتا سو دیدار تیچ لیتا ہے۔ دیدار تیچ کی لذت دل پر بلا نیاتی،
دیدار تیچ کی لذت دل کوں اس بلا میں بھاتی۔ بہوت کر اُسیچ تے حسن کوں
چھپاتے ہیں، بہوت قید کر محافظت میں لیاتے ہیں۔ اگر حسن سب نے تنک
نکلتا باہر، عاشقاں میں ہوتا ٹھارٹھار، خوناخون مارا مار۔ حسن آفتاب
ہے پردے میں تے اُجالا پاڑتے، حسن کا حکم لاجواب دل میں تے
عشق کوں میدان میں کاڑتے۔ اگر حسن پر پردا نا کرتے، تو ایک عاشق

نا چھوتا سب لڑ لڑ مرتے۔ جاں اپنے اور غیر ہوا، وہاں حسن پہ پردا ہوا سو بہوت غیر ہوا۔ جس کا حسن اسم ہے، بہوت بڑا طلسم ہے۔ اس طلسم تے کوئی چھوٹ نیں سکیا، جکوئی بڑا سو ٹوٹ نیں سکیا۔ عشق کے دریا کا طوفان سو حسن، عاشق کا دین ہور ایمان سو حسن۔ حسن کوں اپسے چھپانے نیں آتا، سب میں اپس کوں دکھلاتا۔ چھپاتے چھپاتے ہزار پردے پھاڑیا پردے میں تے اپس کوں بھار کاڈیا۔ خوبی کیا چھپی رہتی ہے، محبوبی کیا چھپی رہتی ہے۔ جکوئی خوب ہے اسے اپنی خوبی چھپانے نیں بھاتا، خوبی چھپانے خوباں کوں ہرگز نیں آتا۔ ہر کوئی منگتا ہے کہ اپنی خوبی کوں دیکھے، ہر کوئی منگتا ہے کہ اپنی محبوبی کوں دیکھے۔ خوبی خوب ہے دکھلانے خاطر، نا کے چھپانے خاطر، اپس کوں اپے دیکھ کر حسرت کھانے خاطر، ولے بعضے خوباں خوبی اپنی کسے نیں دکھاتے ہیں، جتنا سکے ہیں اتنا اپنی خوبی کوں چھپاتے ہیں۔ حسن کوں نیں چھوڑتے جو پھرے بازار کے بازار، حسن کوں قید کیے ہیں ٹھار کے ٹھار۔ انو کا ریشا کس کے نظر نیں پڑیا، سر تیچ انو کوں خدا نے شرم سوں گھڑیا۔ اصیل عورتاں اپنے مرد بغیر دوسرے مرد کوں اپنا حسن دکھلانا گناہ کر جان تیاں ہیں، اپنے مرد کوں ہر دو جہاں میں اپنا دین ایمان کر پچھان تیاں ہیں، جوں خدا سوں مانتے تیوں اپنے مرد کوں مان تیاں ہیں۔ جو مرد راضی تو خدا راضی رسول راضی، جو مرد راضی تو دین دنیا میں عورت کی سرفرازی۔ جتے نخریاں میں انگڑی، مرد کا دل ہات نیں پکڑی۔ اپنی چاترائی کچھ کام نیں کی، نکامی کچھ کام نیں کی۔ وہی عورت بھلی، جو کوئی مرد کے کہے میں چلی۔ بیت:

نفا دیا ہے بشارت جفا یو چیز ہوا
سٹیا ہے غم نے عداوت طرب عزیز ہوا

القصہ بارے ہزار مشقت سوں، ہزار محنت سوں، شہر دیدار کوں آیا، نظر کا جیو بہوت خوشی پایا۔ اس شہر دیدار میں دیکھیا رخسار عجایب گلزار، مگر نوی بہشت پیدا کیا ہے پروردگار۔ جھاڑاں ڈالیاں سب پھولاں سوں بار، پھولاں سب نادر سب اچنبا سب اوتار: بیت:-

صفت اس باغ کی گو کوئی سناوے
عجب کیا رشک جو جنت کوں آوے

مقبول وہاں ہر پھول پھلتا، پاتیں پات جیو بہلتا۔ عاشق دیکھ وہاں جیو کھوتا، ہر پھول میں لاک طلسم ایک ٹونا۔ رنگ اس کا کوے انکھیاں سوں ہم آغوشی، باس اس کی تمام دادوسے بے ہوشی طوبیٰ سوں دعوا کرتی ہر جھاڑ کی ڈالی، اس نادر پھولاں سوں بھریا ہے چمن کیں نین خالی۔ عاشق ہوا سو سمجھیا یو ماتا۔ جنے یو پھول دیکھیا سو ہوا دیوانا۔ عاقلی پڑی، دیوانگی کھڑی، ہشیاری اتری، مستی چڑھی۔ کیا لطافت کیا ناز کیا چھب، جنے یہ تماشے دیکھیا اُسنے بھی دھا عجب عجب۔ کمر کوں دیکھیا کہ بال تے باریک دیکھتے وقت نظر ہوتی تاریک۔

نظر حیرت تے یاں گم ہو کر جاوے
کمر دسیتچہ نیں کسوں بات پاوے

موٹھی میں کیوں پکڑے بچارا، جدھر دیکھے ادھر باؤ بارا۔ نظر کوں ایسے جاگا پڑتے گذرنا بہوت مشکل ہوا، نظر حیران پریشان فکرمند بے دل ہوا: بیت

نظر کوں ٹھار نیں کس ٹھار جاوے
وقت مشکل خدا کچھ کام آوے

نظر خواد آوارا، کچھ نیں دستا چارا، عاجز ہوا بچارا۔ قضا یوں ہوا، خدا کا رضا یوں ہوا۔ جو دیس میں حسن نار، اوتار خوش دیدار خوش گفتار، خوش رفتار، دیدیاں کا سنگار، دل کا آدھار، پھول ڈالی تے خوب لٹکتی، چلنے میں ھنس کوں ہٹ کتی۔ راویں تے میٹھی بولے بات، آواز تے قمری کوں کرے شہ مات، کنول کے پھول کے پنکھڑیاں جیسے ہات۔ چمن میں پھول شرم حضور، لاج تے آسمان پر چڑے چاند سور۔ مست ھتی تے مغرور ماتی بھاتی، کسے خاطر نیں لیاتی۔ بال جانو کالے ناگ، گال جانو عشق کی آگ: بیت

یو موھن دھن عجائب موھنی ہے
سورج اس کے درس کا درسنی ہے

جوبن الماس تے گھٹ ادھر یاقوت تے اعلے نیٹ۔ اس کیاں انکھیاں جانو لالے، جانو شراب کے پیالے۔ داتاں دیکھ موتی کے دانے، گھرے گھر پھرتے دوانے: بیت

عجب پری ہے سو اس پر جو حور عاشق ہوے
مسیح دیکھ کے گم ہوے سو عاشق ہوے

سو اس دل ربا نار کوں، دیدیاں کے سنگھار کوں، چتر چوساد کوں ایک سہیلی تھی، بہوت چھبیلی تھی، رات رنگیلی تھی۔ ناؤں اس کا لٹ، سانولی نیٹ۔ رنگ کوں کالی، گھنگروالی

قامت تے گلزار کا، ہور شہر دیدار کا، تماشا دیکھتی تھی، جا بجا دیکھتی تھی، آب و ہوا دیکھتی تھی۔ تماشے سوں جیولائی تھی، آسائش پائی تھی، سو اس وقت دھوپ کی گرمی تھی، اپنی نرمی تھی، کمر کے چھاؤں تلے آئی تھی۔ آپس میں یکایک نظر پر اس کی نظر پڑی، بیٹھی تھی سو بھبک کر اٹھ کھڑی۔ بیت:

آشنا آشنا کوں جانیا نیں آشنائی کوں کوئی پچھانیا نیں

نظر کوں پوچھی تو کون کدھر تے آیا، اس باغ کی خبر تو کیوں پایا۔ تیرا خاطر نیں جمع، تجھ میں بہوت دستی طمع۔ پریشان سا دستا، حیراں سا دستا کچھ گنوالیا تیوں دستا، کسی کی چوری کیا تیوں دستا۔ دونوں حیراں دونوں سرگرداں، سکتے نیں ہیں اَیکس کوں ایک پچھان۔ نظر کی ماں تھی ہندوستانی، سیاہ پیشانی، باپ تھا ترکستانی۔ لٹ سوں لٹ پٹ ہوکر یار نیٹ ہوکر، آشنائی وہم شہری کا اظہار کیا، اس وقت بارے اپنی دستگیری کوں ٹھار کیا۔ جیب لگاکر بالیں بال، بولیا اس کنے سب احوال۔ بیت:۔

مہر عاجز پہ ہر کسے آتی کہ خدا کوں بی عاجزی بھاتی

کہ یاں لگ آکر یوں پڑیا ہوں، کیا کروں تدبیر بہیں اڑیا ہوں۔ یو پل صراط کی باٹ ہے، بہوت یاں آنا آٹ ہے۔ اتیا کچھ مجہ پر کھڑیا، ولے ایسا مشکل مجھے کیں نیں پڑیا۔ لٹ کوں اس کی پریشانگی پر، اس کی حیرانگی پر، اس کی سرگردانگی پر مہر آئی، آ گلے لائی، کہی اے بھائی۔ خدا ہے کچھ غم نکو کر، خوش اچھ

خدا کوں نکو بیسر، تقوا کم نکو کر، یو بول بول لٹ بہوت لنبی بہوت
بڑی، وہاں تے پیچاں کھاتے کھاتے کمر پڑ چڑی۔ وہاں تے
دو چار تار دست نظر کوں کمر پڑ لیائی، کہی آتال تیری خوشی کدھر
جاتا ادھر جا بھائی۔ نظر لٹ کوں بہوت بھلی کر جانیا، بہوت اس کا
اپکار مانیا۔ ہمت منگیا، رخصت منگیا۔ لٹ نے پیار سوں اپنے لٹ
میں تے چٹ کاڑ کو تھوڑے دی بال، کہیں تجھے کام کچھ مشکل پڑے
تو یو آگ پر جال۔ میں حاضر ہوں گی اس ٹھار، پیلاڈ کام کرنہار
پروردگار۔ شعر:

خدا کا کھیل کچھ سب تے جدا ہے
جسے کوئی نیں مدد اس کوں خدا ہے

ڈرنکو، اس وقت پو ہمت نیسر نکو۔ لٹ سوں وداع ہو کر
نظر وہاں تے شہر دیدار کے ادھر، چلنے سو کروں قدم کیا خوش،
ہوا ہور غم کم کیا۔ بارے بیگیچ شہر دیدار میں، رخسار کے
گلزار میں، عجائب نادر ٹھار میں آیا، آسودہ ہوا راحت پایا۔ انکھیاں
نرگس زلف سنبل رخسار لالا، قد پھول کی ڈالی، دہن غنچہ
سو بال کالا بالا۔ جوڑا طاؤس گلا قمری بچن میں طوطی رسکے،
تورسے، تن تھونرا چال کبک ادھر عین شکر خورے۔ گلے میں
چاروں طرف گوہراں، جانو میٹھے پانی کے لڑیاں۔ انگلیاں نیکھڑیاں
ہات کا پنجا کنول، جوبن سو امرت کے پھل۔ جدھر دیکھتا ہے
ادھر خوشی ہور انند، جدھر دیکھتا ہے ادھر ناز ہور چھند۔ بیت:

نظر اپنی مراد کوں انپڑیا   تھا یو بیدار داد کوں انپڑیا

یکایک وھاں کیتیک حبشی بچے نظر کے نظر پڑے، بچے کچے نظر کے نظر پڑے۔ جتنے اتنے بہوت سہانے، جانو تل کے دانے۔ باتاں بولتے اتنیچ سن میں، چالی ایسی جیسی جن میں۔ اتنے، وے سب فتنے۔ ہر ایک تیز تند، جانو شراب کا بند۔ چنگیاں تے گرم، ہم دل جالیں ہم چرم۔ صورت اس تل کا، جانو قطرا زہر ہلاہل کا۔ بیت :

تل نہیں ہیں حسن کے دیدے ہیں
جیو لینے کوں بہوت سیدے ہیں

نظر پوچھیا کہ تمیں کون ہیں کیا نام دھرتے ہیں، کیا کام کرتے ہیں۔ انو بولے کہ حسن نار، عالم کے دلاں کا ادھار، دل ربا شوخ چشم دل شکار، حبش ہور زنگبار تی، بہوت پیار تی منگائے تھے۔ سو ایک تل دھرتی ہے، تل اپنے پو بہوت دل دھرتی ہے۔ وو تل آفت ہے بلا ہے، عاشقاں کے دلاں میں اس کا غلبلا ہے۔ ساحر ٹونے میں وو ایک، جیو کا جھوٹے مار دل کا چور پایک۔ عاشقاں پو کرتا ظلم، سب عاشقاں ہوتے یہاں حیراں ہور گم۔ جیں عاشق کو اُنے مار دیا وو عاشق نکیں داد منگیا نکیں پکار دیا۔ بہوت چھبیلا بڑا ہٹیلا۔ ہمیں سب اس کی غلاماں ہیں، عاشقاں کے دلاں کے داماں ہیں۔ اس باغ کی نگہبانی کرتے ہیں، چمنے چمن پانی دیتے پھرتے ہیں۔ جھاڈ پات پھل یہاں کا ہے ہمارے حوالے، یو پھل جھاڈاں سب پانی دے دے ہمیں پالے۔ بیت :

دو آشنا یو بچھڑ کر ہوئے سو بے کانے
یکس سوں ایک مل یکس کوں ایک نیں جانے

نظر کوں ایک بھائی تھا بہوت خوش فام، غمزا اُس کا نام۔ نہن پن تیج جدا پڑیا تھا، ایسا کچھ قصا کھڑیا تھا۔ آخر حسن کی خدمت اسے روزی ہوئی فیروزی ہوئی۔ بیت:

جکوئی کام کوں چاہتا ہے کام پر اچھتا
ولے وو کام ہوئے لگ بھی بہوت ڈراچھتا

القصہ قضارا یوں ہوا جیوں وقت کہ نظر رخسار کے گلزار کا نظارا کرتا تھا، دل پارا پارا کرتا تھا، خدا کیا کرے گا کر استخارا کرتا تھا۔ غمزا نرگس زار میں اس عشویاں کے گلزار میں مست پھرتا تھا، ولے شعور دھرتا تھا، سب ٹھار نظر کرتا تھا۔ نظر کوں نظر سوں دیکھا غمزا انیں پچھانیا، کوئی بیگانہ ہے کر جانیا۔ ہڑبڑا اٹھیا، اپنا لہو آپی گھٹیا۔ ہور لہوا اس پر اُچایا، کہ تو کون ہے کیوں اس باغ میں آیا۔ غمزا مست، غصے سوں ہمہ دست، نظر کوں مارنے خاطر نظر کی انکھیاں باندیا، تن پر کے کپڑے اُتار دیا، منگتا تھا کہ مارے ولے نیں مار دیا۔ کچھ دل میں بچار دیا۔ نہن پن میں نظر ہور غمزے کی ماں نے کچھ فکر کی تھی، دونوں کوں دو لعل دی تھی، بازو کوں باندنے، مہر محبت سوں ناندنے۔ دنیا کوں کیا پتیانا ہے، کہ ایک وقت ہے زمانہ ہے۔ کچھ ہوئے تو ایکس کوں ایک پچھانے، ایکس کوں ایک جانے۔ غمزے نے نظر کے بازو کا وو لعل

پچھانیا، جانیا کہ یو تو اپنا بھائی ہے، اپس میں ہور اس میں
کیا جدائی ہے۔ بہوت رویا گلے لایا، بہوت عذر خواہی کیا۔ بیت:

جکوئی بچھڑے پچھیں نہینچ ملنے پاتا ہے
خدا ملانے کوں منگتا تو یوں ملاتا ہے

بولیا یو قصا کسے تھا نام، خدا کے ایسے ہیں کام۔ بہوت شق
سوں بہوت حرمت سوں۔ غمزے نے نظر کوں اپنے گھر لے
کر گیا دلاسا دیا، جوں تواضع کرنا تھا تیوں تواضع کیا۔ القصہ
حسن نادر نے گلعذار نے انکھیاں کے سنگار نے دل کے ادھار نے
سنی کہ غمزے کا بھائی جو نہن پن تے بچھڑیا تھا سو ملیا غمزے
کے دل کا غنچہ جوں پھول کھلیا۔ بیت:

جکوئی طالب ہے اس کوں طلب انپڑتا ہے
طلب میں ثابت ہوتا ہے تو سب انپڑتا ہے

حسن نادر چتر چوسار، صاحب صورت صاحب دیدار، دوسرے
دیس غمزے کوں بلائی، کہی میں سنی ہوں کہ بہوت دیساں
بچھڑیا تھا سو ملیا ہے تیرا بھائی۔ کیا نام دھرتا ہے، کیا کام کرتا
ہے۔ غمزا بولیا کہ میرے بھائی کا ناؤں نظر، عجب خود سے
باخبر۔ بولی کہ کیا ہنر جانتا ہے۔ بولیا کہ لعل مانک ہیرے
رتن خوب پچھانتا ہے۔ بیت:

خوبی اچھتی ہے خوب کے سنگات   خوب ادمی کتے ہیں خوبچہ بات

حسن ناؤں دل بزود دلدار، جیو کے ادھار پاس بڑے مول کا
بہوت تول کا، عجب ایک جوہر تھا، کہ کسی بادشاہ کے خزانے

میں دیسا جوہر نہ تھا۔ کہ جو پڑتا اس جوہر کا جھلک روشن ہوتے ساتوں فلک۔ بولی کہ موے دل میں بہوت دیساں تے یو تھا، جبولیتی تھی جا بجا، کہ کوئی مرد خاص پیدا ہووے جوہر شناس پیدا ہووے، کہ جوہر کوں جانے، جوہر کی قدر کو پچھانے۔ بیت:

آدمی کوں آدمی کی طلب گر آئے
آدمی جیسا منگے وو دیسا پائے

بارے الحمد للہ ایسا جوہر شناس آدمی آیا، خدا نے اسے یہاں لایا۔ یو بات ہوئے پچھیں غمزے نے نظر کوں دستوں دلیں حسن کے حضور لایا۔ نظر آیا، نظر کا درویش حسن کوں بہوت بھایا۔ نظر کی نظر حسن پو پڑی، حسن کی نظر نظر پو کھڑی۔ سلام علیک علیک السلام، جیوں دنیا کا رونق تھا تیوں چلیا دنیا کا کام۔ بیت:

چتر تھا گیا ییک مجلس کوں فام
دیجھا کر اپنا دل چتر کا ہے کام

حسن دھن، من موھن، جگ جیون، جیں علم کی جوں جوں پوچھی بات، نظر تیوں ایک ایک بات کوں کہا سو سو دھات چھبیلی نار، رنگیلی سحر کار، وو بات سن ہوی شہ مات۔ حسن دھن خوش طبع خوش فام، جیو ہور دل کا آرام بات تے دکھیا کا دکھ جاوے، میں دکھتے دل ملے، خوشی آوے۔ خوانے دار کوں بلائی فرمائی کہ وو سنگ خوش رنگ، تراشی صورت ہے، من موہتا ہے جا، بیگ لے کر آ۔ خوانے دار بیگہ دھایا، جو صورت حسن دھن

من موہن منگی سو لے کو آیا دکھلایا۔ نظر کی جو اس صورت پر
نظر پڑی، حیران ہوا عقل گم پڑی۔ بیت:

یو گوہر دیکھ کر گوہر پچھانیا جو اس گوہر میں جوہر تھا سو جانیا

کہیا من ہرن مورت، یو آشنائی کی صورت، مجھے بہوت
بھائی ولے یو صورت یہاں کیوں آئی۔ یو پاک صورت، استاد مرد
مغرب ہور شام کے پادشاہ کی ہے، عالم تمام کے بادشاہ کی ہے
یو اس کی صورت ہے جس کی صاحبی سب پو چلے، یو اُس کی صورت ہے
جس کے حکم تے زمین آسمان ہلے صورت بہوت عاقل، اس
صورت کے صاحب کا ناؤں دل۔ بیت:

صفت دل کی کیا ہی حسن کے پاس لگایا دل کی آخر حسن کوں آس

نظر جاگا جاگا کے پردے کھولیا، چھپیاں چھپیاں باتاں
بولیا۔ حسن یو سواد بھریاں باتاں سن، یو کھریاں باتاں سن، کچھ
فکر دل پو لیائی دل بگھلائی۔ عاشق ہوئی، دل پو تی اُڑ گئی دوئی
بیت:

حُسن پو دل بھلیا دل حسن اوپر پڑیا اب کام مشکل حسن اوپر

دل پو عشق چھایا، ناز نیاز پو آیا۔ حسن کوں دل کا لگیا
دھیان، دل حسن کا ہوا پران۔ حسن کا ذکر ہوا دل، حسن پر
وقت کام ہوا مشکل۔

غزل گفتن حسن از فراق دل: غزل

سہیلی یاد بچھڑیا ہے مجھے وو یار یاد آتا
بسر نیں سکتی یک تل دیانے وو سو بار یاد آتا

جہاں میں دیکھتی ہوں وہاں مجھے اس کا پچ مود ستا
وہی بستا ہے دل میں وو چہ ٹھاڑے ٹھار یاد آتا
مرے یو دیدے تا دیدے کدھیں ٹک دیکھیں گے دیدار
مجھے دیدار دے آنک مجھے دیدار یاد آتا
مری انکھیاں میں پھرتا ہے ترے مکھ کا خیال آکر
ترے رنگ روپ پر بھولے ترا رخسار یاد آتا
کھڑے قد کی بلا لیوں گی نظر بھر دیکھوں گی جیں دلیں
ترے نیناں ترے سیناں ترا گفتار یاد آتا
سٹی ہوں سدہ میں اپنی کہاں کی بدھ رہے مجھ میں
نمجھ خوشبوئی خوش لگتی نمجھ سنگار یاد آتا
ترے دیدار کا میں دھیاں دل میانے پکڑ رہی ہوں
نمجکوں پھول خوش لگتا نمجھ گلزار یاد آتا
کھانا نیں بھاتا، پانی نیں بھاتا، دل کی خاطر حسن کا جیو
جاتا۔ بیت:

حُسن پر اندھارا ہوا سب جہاں حُسن پر پڑیا ٹوٹ کر آسمان

عشق کے پھاندے سنپڑی، باتا نچہ سن اس حال کوں
انپڑی گمان جو اسے تھا سخت، پانوں سوں پڑنے کا آیا وقت۔
عشق عاجز عشق توانا، عشق دانا عشق دیوانا۔ عشق اپنے رنگ میں آپی کھلتا
عشق اپس پر آپی بھلتا۔ عشق کے چالے کون سنبھالے۔ عشق چندر عشق بھان
عشق دین عشق ایمان۔ عشق حاکم عشق سلطان، عشق تے روشن زمین عشق تے روشن
آسمان، عشق تے روشن ہر دو جہان۔ عشق تے عاشق مغرور، عشق تے معشوق

نے پکڑی ظہور۔ عشق روشن سب میں بھرپور، عشق اجالا عشق نور۔ عاشق
ہور معشوق کے من کا مایا سو عشق، اس دونوں کو ڈھنڈلایا سوں عشق
ہلاک ہوکر غم سوں، یکسکوں ایک بھلاتے ہم سوں۔ کیا پرس کیا
نار، عشق میانے میان آیا پچھیں کہاں کا قرار۔ عشق لگے بغیر دل لگتا
نیں، عشق کا لذت ایسا ہے جو ہرگز دل بھکتا نیں۔ عشق میں جتنا دکھ،
عاشق کوں اتنا سکھ، جاں دو جیو ہوتے ہیں راضی، واں دل کی کھلتی
ہے بازی۔ جیو کے دریا میں پیار کا طوفان ماریا، کنے دل جیتیا کنے دل
ہاریا، عاشق اپنے کوں سنوارتا کہ تا معشوق دیکھے معشوق کوں خوش
آوے، معشوق کوں بھاوے۔ معشوق اپس کوں سنوارتی کہ تا عاشق کوں
رجھاوے، عاشق کا دل بہلاوے، عاشق کوں اپنے پھندے میں
بھاوے۔ معشوق ناؤں ہے، ولے معشوق میں بی تمام عاشق کی صفت
ہے۔ عاشق ناؤں ہے ولے عاشق میں بی تمام معشوق کی گت ہے۔ عاشق
معشوق دو نام، ولے دونوں کا ایک کام۔ سب کوں ایک وضا سوں
گھڑے، ولے ناتوں جدا پڑے۔ عشق ایچ ہے جو دونوں جاگا جلوا دیا
ہے کیں ناز کی صورت پکڑیا کیں اپس کوں نیاز کیا ہے۔ ایک عشق ہے
جو دونوں کوں بے آرام کیا ہے، ایک عشق ہے جو دونوں کوں بدنام
کیا ہے۔ ایک عشق جو اتنے کام کیا ہے، دونوں بی عشق پر عاشق ہیں یوں
کوں قام کیا ہے۔ عاشق روتا معشوق بی روتی، عشق کی بات گھر گھر ہوتی۔
معشوق اپنی مشتاقی دل میں چھپاتی، عاشق کی بے تابی ظاہر ہو آتی۔ عاشق
اوتالا بہوت گرم، معشوق کوں حایل ہوتی شرم۔ اپسکوں اپیچ بجھاتا،
اپسکوں اپیچ لگ جاتا۔ فارسی میں کتا ہے کہ بیت:

عشق است بیکہ در دو جہاں جلوہ می کند
گہ از لباس شاہ گہ از کسوت گدا

عشق کدھیں صاحب کدھیں غلام، ایک شخص کے یو دو نام۔ عاجزی اور استغنائی، یو ایک صفت ہے عشق کی جو دو صفت ہو آئی، اگر توں بی عاشق ہے تو یاں سمجھ رے بھائی۔ بارے حسن بھن جیو کا جیون عجائب رتن گلرو غنچہ دھن، نظر کوں خلوت کر گھر میں بلائی، نزدیک بسلائی۔ عشق سوں سینا جانی انکھیاں میں۔ تے انجھوں ڈھالی۔ سبحان اللہ یو عشق ہے اگر یکسکے دل کوں زیرو زبر کرے گا، پانی کوں خون جگر کرے گا، تو آخر دوسرے کے دل میں بی گھر کرے گا، آگ ہے جالے گا اثر کرے گا، مستی بخشے گا بے خبر کرے گا۔ بیت:

عشق تی عاشقاں مراداں پائے — عشق آخر مراد کوں اپڑائے

رموز راز ہوے گا، ناز نیاز ہوے گا۔ بھوے بغیر بھلایا نہ جائے، ڈھونڈے بغیر پایا نہ جائے۔ بات ایکیچ، کتا کنا۔ کچھ ہے سو ثابت پنا بیت:۔

ادھر تی ناز توں کرتا ادھر وو کرتی ناز
دو ناز خوب نہیں دونوں بھی ہونگے واز

معشوق نے ناز کرے تو عاشق نے نیاز جوڑنا، نہ کہ عاشق بی ناز کر کر معشوق کا دل توڑنا۔ دو نازاں بیا ہے، دو نازاں میں بڑا غلبلا ہے۔ سارا بھانڈا بکھر پڑ، جاں دو نازاں واں توڑا توڑ۔ معشوق کا نا منگنا بی ایک پیار ہے، دل توڑیا تو نا منگنا بی کیا درکار۔ ہے۔ جو لگن نا منگنا

ہے میانے میان تو لگن اس میں منگنا بی ہے تحقیق جان۔ معشوق نیں منگتا تو بیگی نکو کر دل نکو توڑ، جتنا وو توڑے گا اتناں تو جوڑ۔ عشق زور لگیا سو چھٹتا کیوں، تو نیں توڑتا سو ٹٹتا کیوں۔ معشوق کا نیں منگنا عین ناز ہے، اس ٹھار عاشق کا کام نیاز ہے، اس کے نیں منگنے تی تو اتیا کی راز ہے۔ عاشق ہے تو معشوق کا ناز سوس، تو نیں سوسیا یو نہیں سمجھیا تو ہزار افسوس۔ کہ آخر استغنائی عاجزی کا پنیے گی لباس، نا اُمیدی اُمیدتی ہوئے گی خاص۔ معشوق کا ناز دھات ہے، اگر کوئی عاشق سمجھے گا تو یاں بات ہے۔ القصہ حسن دھن موہن جگ جیون دل کھوتی، دل پرجو عاشق ہوئی تھی سو نظر کنے سب اپنا احوال بولی۔ سمجھائی کہ اے بھائی جیوں توں دل کی صفت کر مجھے دل پر عاشق کیا ھے، تونچہ اتال اس کے ملنے کی بی فکر کر خدا تجھے فرصت دیا ھے۔ مجھے دل پو عاشق کرنے تجھے آتا، دل کوں مجھ پر عاشق کیا تو تیرا کیا جاتا۔ بیت:

جو دل کا یار اچھے کوئی تو کئوں میں بات اسے دل کی
کہ آسانی کچھ اللہ یٹے کرم کر میرے مشکل کی

جکوئی چتر ھے جکوئی جان ھے سو تجھے پہچانتا ھے، توں یو کیا سو وو بی کرنے جانتا ھے۔ تونچہ ھے مجھے دل کو ملانے کا ضمان، تونچہ ھے میرے ہور دل کے میانے میان۔ اتنا کیا سو تونچہ ھے، یو کام سب تجھ سونچہ ھے۔ محبوب خوب نیں کہیں ایسے دنیا منے، سو دیچ چاند دونو مل اس تادے کوں جنے۔ نظر بولیا اے حسن دھن، جگ جیون من ہرن من موہن،

محبوبی کی روشنائی، نازاں کی صفائی جیواں کی پیادی، دلاں کو آرام دین ھادی۔ دیدے مشتاق تیرے دیدار کے، عاشقاں امیدوار تیرے پیار کے۔ یو ھور کچھ نیں دل ھے، دل ھات لینا بھوت مشکل ھے۔ دل بادشاہ دل آپ بھاتا، دل سوں دل بغیر دل ھلے ھات نیں آتا۔ بیت:

کہے کوئی دل کو کیوں اپنا سینے میں چھپ کے یو دل ھے
تجھے آسان دستا ھے مجھے یو بھوت مشکل ھے

دل توٹے جو دل کوں دل ملا جانے، جکوئی دل سوں دل ملاوے دل کوں پچھانے۔ اول تی دل کسی سوں جوڑ نکو، وو توڑے گا تو توں توڑ نکو۔ عشق کرتے سو دیوانے ہج پوڑ، دل لگا توڑتے سو سخت دل بجز کوڑ۔ عشق میں معشوق کے جفاتی کچواتا ناں، دل پو اپنے دریغ لیاتا ناں۔ عشق کا وفاچ بول ہے، وفاچ بول ہے۔ یاں اپس کوں بے دل نا کرنا، کام اپس پو مشکل نا کرنا۔ عشق ایسیچ چالیاں تی پایا رواج، عاشق کوں سو سے بغیر کیا علاج، ہر جفا کوں فراغت ہے، ہر رنج کوں راحت ہے، کیا واسطہ کہ یو عشق ہے عاشق کا یو حال کرتا ہے، تو کیا معشوق تی گذرتا ہے۔ معشوق میں عشق نیں سنپڑتا، معشوق کوں عشق دیوانے نیں کرتا۔ معشوق ڈانواں ڈول نیں ہوتے، معشوق گھانگرا گھول نیں ہوتے۔ معشوق بی عشق کا سواد لیتے ہیں، معشوق بی عاشق خاطر جیو دیتے ہیں۔ معشوق بی زار زار روتے ہیں آہ بھرتے ہیں، معشوق بی عاشق خاطر لئی کچھ کرتے ہیں۔ اتنی طاقت کاں ہے اس میں جو بچھڑ رہ سکے، بچھڑے کا دکھ سہ سکے۔ معشوق کا دل

لے دل ہو کر کاں جاتا، عشق آپیچ لٹ پکڑ زوراں سوں کھینچ لیاتا عاشق کے عشق کوں پاکر، معشوق پاواں پڑتے آکر۔ معشوق بے پروا صاحب ذات، عاشق کا جو عشق پورا دیکھتے تو وہ عاجز ہو کرتے بات، اگر وہ اپنی بے پروائی پر آوے، تو عاشق کا گھڑی میں جیو جاوے۔ توں عاشق تجھ میں کیتا نیاز اچھنا، کیتا اتیاز اچھنا۔ توں تو یوں آنا پیش، جوں بادشاہ انگے درویش، جوں صاحب انگے غلام، ہزار ہزار تسلیم ہزار ہزار سلام۔ اس کا حسن تیرے دل کا اُجالا، اس کا عشق تیرے پینے کا پیالا۔ معشوق کا جفا سوسٹنے عاشق کوں عار نیں، عاشق کوں معشوق بغیر آرام کی ٹھار نیں۔ عاشق کوں معشوق بغیر سر تاج نیں، عاشق معشوق کی ہلے رضائی کرناچ نیں۔ عاشق اپس کوں کیا خاطر میانے لاوے، وہی خوب جو معشوق کوں بھاوے۔ عاشق جو ثابت ہوا اپنے ٹھار، معشوق آپیچ آتی ہے بے اختیار۔ معشوق جکچھ کرے تو عاشق کے چاڑ تجھے معشوق کی کیا پڑی تو عاشق ہے اپنی نباڑ۔ بیت:

معشوق بے نیاز ہے بادشاہ پری   معشوق سوں نکو کرو ہرگز برابری

معشوق بے نیاز صاحب ہے وہ جکچھ کرے گا سو اسے سہاتا، توں عاشق خریدی بندا تجے دل توڑ لینا کیا کام آتا۔ دل توڑنا تو کیا دل توڑیا جاتا ہے، دل توڑیا ہوں کر جیب موں میں تی بول آتا ہے۔ یو عشق ہے اس تی جیو کیا بچے گا، جتنا توڑنے جائے گا اتنا لگے گا۔ اگر عاشق میں ہے عشق کی نشانی تو عاشق پر معشوق آپی ہوتی دیوانی۔ یو سن، ایک عشق اس میں ایتے گن۔ بارے اسے من موہن تو جو کتی ہی کہ میں دل پر عاشق ہوئی ہوں مجے دل سوں ملا، میرا دل غنچہ ہوا ہے

دل پھول کر کھلا۔ دل بہوت ہے بڑا، دل پر کون رہ سکتا کھڑا، دل بہوت آلا
کہ کہیں ہیں قلوب المومنین عرش اللہ تعالےٰ، دل یعنے خدا کا عرش مسلماناں
کا دل، جکوئی دل کو انپڑیا وو خدا واصل۔ بعضے کہتے ہیں کہ حضرت
کوں بی معراج دیپچ پہ ہوا تھا، یو راج کاج دیپچ پہ ہوا تھا۔ دیدار کوں
دیپچ میں دیکھے، پروردگار کوں دیپچ میں دیکھے۔ جو باتاں خدا کوں بھاتیاں
تھیاں، سو باتاں دیپچ میں تے آتیاں تھیاں۔ بعضے کہتے جو روح جسم
سو آسماں پہ جاتا اس جسم کوں روح سوں مفارقت لازم نیں آتا۔ جو جسم
روح ہوکر آسمان پہ چڑھے، اس جسم کوں شکست ترکیب نیں وو
کیوں خاک میں پڑے۔ حضرت جو دل پہ آنے سکے، جو خطرا دل میں
تے آتا تھا اس خطرے کا ناو جبریل رکھے۔ بعضے کہتے کہ یوں نیں بزرگاں
کئے تھے، کہ حضرت روح سوں آسماں پہ گئے تھے انو نے تحقیق یوں
کہے ہیں، ہمنا خبریوں دیے ہیں۔ شرع کے لوگاں کہتے کہ نا یوں نیں
حضرت اسی جسم سوں آسمان پہ گئے تھے، اسی قسم سوں آسمان پہ گئے
تھے۔ جو جبریل خدا کے پاس تے خبر لیاتا تھا، تو آدمی کی صورت ہوکر
آتا تھا۔ جاں اسرار، جاں راز کی ٹھار اس کے پیشتر حضرت جانے ہور
پروردگار۔ یو بات عقل کی حد آنگے ہے، نقل کی حد تے آگے ہے۔
جتنا ہے اس ہر دو جہاں کی منزل میں، اتنا ہے سب دل میں۔ وہی ہوا
عاشق ہور وہی کھلیا، جس پہ پردا کھلیا۔ دل میں جانے ہور دل کو پانے
کی بات جدا ہے، دل میں خدا ہے۔ یہی دیدے یہاں دیکھتے سو دیدے
دل میں جاویں، تو دل کا دیدار پاویں، دیدار ہور دل، دونو ایک
ہویں مل، دل دیدا دیدا دل۔ یو بی من عرف نفسہ فقد عرف ربہ،

کا مقام ہے۔ اپس کوں دیکھنا اپس کوں سمجھنا عارف ہور عاشق کا کام ہے۔
یو اپنا دیکھنا ہے یہاں اپس کوں اپے دیکھنا ہے۔ یو حضور کا جلوہ ہے،
یو اپنے حسن کے غرور کا جلوہ ہے۔ جکوئی یہاں آتا ہے وو کچھ خدا کوں
پاتا ہے۔ نکیں کوں کتے پوچھیا کہ توں خدا کوں کیوں جانیا، کہا دیکھیا
دلے نیں پچھانیا دیدا ہوے تو دل میں جاناں، جیو ہوئے تو پیو کوں
پانا۔ جیو کے جیو کوں پانا دل کوں دیکھنا عجب تماشا ہے، سر تے
پاؤں لگ سب تماشا ہے۔ باپ کے صلب یں تے جو قطرے ماں کی
رحم میں آیا تھا، ہور جیو اس میں سمایا تھا، ہور ابی اسمینچ ہے، وو لے
یہاں سمجنے میں پیچ ہے۔ وہی قطرا جو وجود پکڑ کر بھار نکلیا، وہی قطرا یو
عمارت اپس پو سنوار نکلیا۔ وہی قطرا ہے ہور دیکھتا رہتا، وہی قطرا ہے
جو بولتا بھالتا۔ وو قطرا جیو کا وجود، جس جیو میں معبود۔ وو قطرا اجھوں
انکھیاں میں تازا، یہاں دم مارنے کیسے اندازا۔ عارف کی شناس
وو نچہ ہے، اجھوں اس قطرے کی پاس وو نچہ ہے۔ ایک قطرا ولے
ہزار دریا اس میں۔ خدا نے قدرت عجائب کچھ کریا اس میں۔ اس
قطرے کا کون پایا مایا، آسمان زمین اس قطرے میں سمایا۔ خوبی دیکھ
انکھیاں ہور دل کا ستر ایک۔ جو کچھ کرتیاں سوں آنکھیاں ہور
دل، اسے سمجنے عاشق ہونایا بہوت عاقل، یو بات بہوت باریک، بہوت
مشکل۔ اس بات کے مانے، نعوذ باللہ نادان کچھ کا کچھ جانے۔ دانا
کوں فکر سہ چڑے، نادان ہنس پڑے۔ اتنے پو بی کیا چپ رہیں گے،
کیا جانے کیا کیا کہیں گے۔ یو رمز نکات بولتا ہوں، خدا کے راز کی
بات بولتا ہوں، یو عاشق ہور عارف کے سنگات بولتا ہوں۔ کہ عارف

عاشق عاشق عارف ہے بالذات، وو پاوے گا یو بات۔ اس
قطرے میں جیو ہور جیو تو مرتا نیں، وو قطرا تا قیامت جیسا کا ویسا
ہے اس قطرے کوں کوئی تحقیق کرتا نیں۔ کیتا کہوں اس بات کے
مانے، اس تے اگے خدا جانے۔ غرض یو جیو ہور سب دل میں ہے
ہزار ہزار عالم ہر ایک منزل میں ہے۔ اے حیر سبحان، انسان کوں
نہنا نکو جان، اگر خدا کوں پچھانتے منگتا ہے تو انسان کوں پچھان۔
جند کا جسم سو بند ہے، بند میں جند ہے۔ جنے اپنے باپ کے بند کوں
دیکھیا، اونے اپنے جند کوں دیکھیا۔ اپس میں جائے گا تو اپس کوں دیکھے گا
اپنی ماہیت معلوم ہوے گی اپنے نفس کوں دیکھے گا یو تن جا تہارا ہے
اُسے آتا لیچہ تے کر جیدا، جیو سوں توں جاناں سو خدا۔ اتی جو یو سب
خدائی ہے، انساں کوں خدا نے ایسا بڑا پیدا کیا ہے کہ یو خدائی
اس میں سمائی ہے۔ ادھر ادھر دیکھ کر کیا ہوتا عجیب، اپس میں دیکھ
کہ تجھ منیچ ہے سب۔ یوں دیکھے تو سب ٹھار خدا ہے، ہر یک ٹھار
یک لذت جدا ہے۔ اگر کوئی سمجھنہار ہے، تو جاں خدا نیں وو کون
ٹھار ہے۔ اگر خدا آفتاب ہو آیا تو ہمنا کیا حظ، اگر چاند ہو کر دکھلایا
تو ہمنا کیا حظ۔ آدم کی صورت میں اگر کوئی خدا کوں پاوے تو سواد
ہے، آدم میں جکچھ ہے سو دیکھیا جاوے تو سواد ہے۔ یہاں خوب
اندیشہ دیکھ اگر تجھ ہے نظر تجھے ہے نگاہ، کہ خدا اپے بولیا ہے کہ
اینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ ایک راز کی بات کتا ہوں سن کہ وو بات
جداچ ہے، اس آیت کے معنے یوں ہے جدھر توں دیکھتا ہے اودھر
خداچ ہے۔ اگر تجھ میں کچھ شناس ہے اگر تجھ میں ہے کچھ دید،

تو مصحف میں یوں بھی آیا ہے کہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔
خدا شہ رگ تے نزدیک تر ہے، ولے کیا فائدہ کہ آدمی بے خبر ہے۔
آدمی جس کام میں جیو لاتا ہے، خدا ناامید نیں کرتا کچھ بی پاتا ہے۔
بے خبری دور کر خبردار اچھ۔ دنیا دو دیس کی ہے ہشیار اچھ۔ آنے
ہمنا اس خاطر پیدا کیا ہے کہ اُسے سمجیں اُسے یاد کریں اس کے ہوویں
نکہ غفلت سوں جیویں غفلت سوں کھاویں، غفلت سوں پیویں، جنم
اپنا غفلت سوں کھوویں۔ جکوئی اُسے سمجھیا ہور اس کی یاد میں رہیا
دو انسان، جکوئی یو دو کام تیں کیا وو حیوان۔ حیوان بی کھاتا پیتا ہے،
حیوان بی جیتا ہے۔ اگر لہو لعب سوں جیے، بس ہزار حیف ہے کچھ نیں
کیے۔ خالی ہات آنا خالی ہات جانا، واں خدا ہور رسول کوں کیا مونہہ
دکھلانا۔ بحسب ظاہری پانچ وقت کا نماز کرنے کا جوں شرط ہے، تیوں
نماز کے پچھے بی ہزار جنس کی عبادت ہے۔ وو ل عبادت کیے تو خدا کا
دیدار رسول کی شفاعت ہے، لاکھ لاکھ عنایت ہے۔ نماز کوں کھڑے
رہے تو دل کوں پاک کر کھڑے رہنا دل پر ہور کچھ نا لیانا، جو لگن نماز
کرتے ہیں تو لگن خداچ یاد آنا۔ اگر یو بھید کوئی پایا ہے، تو لاصلوۃ
الا بحضور القلب" بی آیا ہے۔ نماز میں جکچھ پڑنا ہے سوں جانو خدا
سو باتاں کرتا ہے، یو ادب کی جاگا ہے یہاں زیاستی کا مان سب دبرنا
ہے۔ نماز یوں کرنا، کہ نماز کرتے وقت یو دنیا اس کے وہم میں نا گزرنا
الحمد للہ ہور قل ھو اللہ جکچھ پڑے سو اس کا معنا سمجکر پڑھے تو
بہوت حاصل ہوتا ہے، دل ادھر اودھر نیں جاتا اس کے مینیج میں اچھتیا
ہے دل خدا سوں واصل ہوتا ہے۔ اس وقت یوں جاننا کہ وحدہ لا

لاشریک لہٗ خدا ایک ہے، حاضر ہے، دیکھتا ہے، میں اس کی عبادت
کرنے آیا ہوں، بندا ہوں عاجز ہوں اس کی درگاہ اپنی عاجزی لیا یا ہوں۔
کہ وو دل کا مالک ہے دل تے خبردار ہے، بے عیب پاک پروردگار ہے۔
جتنا سکنا، اتنا دل کوں اس باتاں میں رکھنا۔ اوس چیز پر جو مقصود کا
خطرا دل پر آتا بے اختیار، آخر اس خطرے کا علاج ہونا ہے اسی ٹھار۔
تو اس ٹھار خاطر خوب خوب اچھنا کہ سب مقصوداں بر آویں، بلکہ اپس
تے دسرے کچھ مقصوداں پاویں۔ اگر اس وقت تجھے دنیا کوں بسرنے
کیں نہ ملی ٹھار، تو یاد کر گور کا عذاب قیامت کا پوچھ بچار۔ ادھر
اُدھر نکو جا، دوزخ ہور بہشت تو بی خاطر میں لیا۔ ماں یا باپ مرتے
وقت دیکھا اچھے گا تو وقت تو بی یاد کر، کہ اُس وقت یو دنیا کیوں دستی
تھی ہور کیا گزرتا تھا تیرے اوپر۔ شاید یوں تو بی نماز کے وقت دنیا
ٹک فراموش ہوئے، بے ہوشی تیری جاے صاحب ہوش ہووے۔ جنے
خدا کوں تحقیق جانیا، ہور رسول کوں برحق مانیا، نماز کرنا اس کا کام
ہے، نیں تو بھئیں پر سر رکھنا ہور آیت پڑنا یو یک رسم عام ہے۔
یعنے نماز کرتا ہے نیں نماز کرتا ہے، خدا کوں داز کرتا ہے۔ اگر اوس
دو باتاں پر کوئی استقامت پکڑیا ہے تو نماز میں اُس کا خاطر قرار اچھے گا
نیں تو دل تمام خطرا خطرا ہو کر سو ٹھار اچھے گا۔ جکچھ ہے سو خدا
ایک ہے کر جانا نچہ ہے رسول کوں رسول برحق ہے کر مانا نچہ ہے۔
تا رسول کوں سمجھے نا خدا کوں پچھانے، یو کیسی مسلمانی ہے کون جانے۔
یک گھڑی دنیا کا دھندا چھوڑ خدا کی عبادت میں رہیا نیں جاتا۔ وو
دنیا جو تمام عمر چھوڑے ہیں اجھوں بی چھوڑتا چ دل پر آتا، جکوئی

صاحب ہے دنیا دلاتا ہے اس سوں دل جوڑنا، اسے ہرگز نا چھوڑنا جس تے سب کچھ پانا، اس کی عبادت میں ہور خطرے کوں کیوں میانے میان لیانا۔ جکوئی صاحب دل ہیں انو کے دل اس گل میں نا بھاسیں انو کے دلاں پر ایسے خطرے ہرگز نا آسیں۔ خدا بغیر دل میں تے سب کاڑرے، پچھیں خطرے کیوں آتے آڑرے۔ اگر اس کے دل پر کچھ باقی اچھے گا تو ہور خطرا آوے گا، اس کے مشغولیت میں خلل بھاوے گا۔ انسان نے اتنا تو حاصل کرنا ہے کہ بارے نماز کیے لگن اُسے خدا بن کچھ یاد نا آوے، اس دنیا میں آے کوں کچھ بی اپنا کام کرنے پاوے۔ چپ تا چیز ہونا جاوے کھانے پینے کا لگیا ہے، مرنا جینے کے جینے کا لگیا ہے۔ اگر پتھر پر تدل سر پھوڑے گا، تو بی کوئی تجھے جیو تے نا چھوڑے گا۔ جیوتا ہے لگن مرنے کا کام کر، کچھ کرنے کا کام کر جیو تے تے کچھ حاصل کرنے منگتا ہے اگر، تو آخر مرنا ہے مرنے کوں نکو بسر، بلکہ جیو تیچ مر۔ خداچ کا یاد خداچ کا ذکر، جکوئی جیو تیچ موا اُسے مرنے کا کیا فکر۔ اس دنیا میں مر رہنا، اپنا کام کر رہنا۔ اپنا کام آپ سوں کیتا بچارے، کیا حاجت ہے جو اسے ہور کوئی اُتارے۔ جکوئی جیونے خاطر پکارے گا، عزرائیل اُسے آکر مارے گا۔ بوڑے کوں کنے پکاریا ہیں، دوئے کوں کوئی ماریا نیں " موتوا قبل ان تموتو " حدیثاں بی یوں آئی ہے، اس جیو تے کے منے سمجائی ہے کرتے کا سوں اتیں کرتے ہور نیں کرنے کہا سوں کرتے حفظ نے کا سو یاد رکھنے ہور یاد رکھنے کا تمو صبر کرتے یک یہ حدیث نقیری دل صاحب رکھنا، دنیا کا کچ ٹ دل تے دھونا۔

تقوے قرار رکھ خاطر جمع کرنا گھابرے نہ ہونا آئینہ صاف اچھے گا تو خدا کے نور کا جھلک اوس میں پڑے گا، دل روشن ہوے گا بہوت بلندی پر چڑے گا۔ خدا کے حضور کھڑے رہ کر ایک جیو سوں اپنا دل کھولنا جکچھ اپنا مدعا اچھے گا سو نماز میں خدا سوں بولنا۔ نماز میں خداچ سنگات اچھنا، خداچ سوں بات اچھنا خدا سوں اختیاری کرنا خدا کوں اپنی بے کسی دکھلانا زاری کرنا۔ جو نماز کوں جائے تو یو جاننا کہ اپے خدا کے حضور جاتا ہوں اُنے فرمایا سو سو اوس کی فرمودگی بجالیاتا ہوں۔ خدا کوں حاضر ناظر کر جاننا، آفرینندہ قادر کر جاننا۔ کہ اُنے پیدا کیا ہے، جیو دیا ہے۔ اُسے سمج کر جنے اس کی عبادت کیا وو بہوت بڑا، ایسے سمج کے گنج میں تے جنے کچھ لیا وو بہوت بڑا۔ اول اس دنیا کے بود کی یک ذرا خاطر میں نا لیانا پچھیں عبادت کرنے خدا کے حضور جانا، تو دیکھنا کہ دل کہاں جاتا ہے، ہور کیا صفا پاتا ہے دل پہ کیا کیا خدا کا تجلیات آتا ہے، اس پانچ وقت ظاہری نماز کے خارج جو عبادت ہے سو شغل ہور ذکر، یو بہوت دور اندیشی یو بڑی فکر۔ یو مرداں کا کام ہے، یو صاحب درداں کا کام ہے۔ یو خدا کے خاصے عین خدا کے خلوت میں محرم، بے یاد ہرگز خالی نیں انو کا آتا جاتا دم۔ اپے ہور اپنا خدا، باقی دل تے سب کیے جدا۔ انو کا ہمراز انو کا محرم اللہ، چڑتا دم لا الہ اُترتا دم الا اللہ جو لا الہ الا اللہ کا سمج دل میں ثبوت پایا، خاطر میں بی خوب آیا، خدا نے یاں کچھ سمجایا۔ پچھیں چڑتا دم اُترتا دم بی اللہ اللہ کہتا آتا ہے، بندا خدا سوں یار ہوتا ہے بندا خدا کوں بھلتا ہے۔ جیوں شراب کی مستی چڑتی، تیوں محبت کی مستی چڑتی، بندے ہور

خدا میں یاری بڑتی بڑتی عاشقیت ہور معشوقیت آکر کھڑے رہتی، ناز ہور نیاز کیاں باتاں کتی۔ محبت زور ہوتا، کام کچھ ہور ہوتا۔ جکوئی اس ٹھار محبت کا بیج بوتا ہے، رہتے رہتے بھیگے ہور اس کیڑے کا قصا ہوتا ہے۔ منصور یہانچہ آکر بولیا مطلق، کہ میں ہوں منیچ ہوں انا الحق۔ یو بندے ہور خدا کا وصال ہے، یو عشق کی کمالیت کا وصال ہے۔ عشق ایسا ہے کہ عشق تے ایسے کاماں بہوت ہو آتے، بعضے عاشقاں دکھلاتے، بعضے عاشقاں چھپاتے۔ بعضے کتے دکھلانے میں سواد ہے بعضے کتے چھپانے میں، ہریک کوں یک قسم کا وقت تھا ہریک زمانے میں۔ بعضے عاشقاں یا عارفاں عشق یا عرفاں کے زور سوں خدا کہوائے، بہوت خوب تھے عاشق تھے عارف تھے سہائے، یونچہ ہے تو کہوایا جائے۔ اما انا اللہ یعنے منیچ خدا ہوں یو بی وصال تو ہوے، یو بی کمال تو ہوے یو بی حال تو ہوے۔ دلے میں ہور خدا یو دو ہوے اس نہایت یگانگی سوں یو بی دوئی کا مقام ہے، دوئی تو واں لازما نیں آتی جاں عشق تمام ہے، دوئی دور کرنا یو تو عشق کا عین کام ہے، انا اللہ کا معنا عشق کتا سو عاشق کوں قام ہے۔ جو عشق انا کہنے پر آتا تو عاشق پورا مقصود پاتا۔ سب آپیچ ہوتا، انا اللہ میں کا دوئی بنا دور ہو جاتا۔ یہاں اپنا اپیچ یار ہے، وحدہ لاشریک لہ کی ٹھار ہے۔ یہاں اپنا عشق اپس سوں دھرتا، یہاں اپنی پرستش آپے کرتا یہاں فوداعلیٰ فود ہے، یہاں آپیچ سب جاگا بھرپور ہے۔ حضرت جو خدا سوں ملنے گئے تھے معراج کی رات تو پڑھے میں تے یوں آئی بات، کہ صبور کر خدا نماز کرتا ہے، یعنے اپنا شغل اپس سوں دھرتا ہے۔ وو نماز کتے سو

یو نماز ہے اگر کوئی پچھانے گا، جکوئی محرم راز ہے سو جانے گا۔ جو تحقیق
ہوا اپیں آپ، نہ اُسے ماں نہ اُسے باپ۔ احد ہوا لم یلد ہوا ولم
یولد ہوا، اُحد تے گزریا بے حد ہوا۔ جو کوئی اپنا عشق اپس سوں
دھرتا، دو دسرے کی نماز کیوں کرتا۔ اسے اپنی عبادت سے فرصت
نیں یک تل، یوں آپس سوں آپی گیا ہے ل۔ تحقیق یو نچہ ہے، جیوں
کہا گیا تیو نچہ ہے۔ اما یک انا اللہ وال عشقی ہے دو یک انا اللہ وال
عرفانی ہے۔ اگر یو دونوں حاصل ہیں تو نرہے سعادت تمام شادمانی ہے۔
اگر یہ عشق ہور عرفاں ذرا یک ہے ولے ہوے دو ٹھار، عاشق مست
ہے عارف ہشیار۔ انا اللہ کے مقام پر ہم عشق میں ہم عرفاں میں جکوئی
کامل ہے دو ہمیشہ کھڑا ہے، ولے انا پہ آنا ہور بشریت بالکل اس تے جانا
یو مشکل یو کام بہوت بڑا ہے۔ اگر کوئی عاشق یا عارف اس ٹھار یو
سمج کر کرتا ہے کچھ فرق تو انا پہ آنا پچھاوے وقت بے اختیار میسر ہوتا
ہے۔ الحال کالبرق۔ تمام بشریت کس تے گئی ہور کس تے جاتی،
نہایت دو، ہوتی، یک وقت یک تل اس حد لگن آتی۔ تو یو انا پہ آنا
ہور یو انا کہوانا یو اپس تے اپیچ کچھ آتا ہے، نہ یہاں اپس کا بھاتا ہے۔
اگر یو آپے میانے آوے اور اپس کوں یوں کہواوے، نعوذ باللہ
کافر ہوے یا مردود ہو جاوے۔ انا پہ آنا بہوت مشکل ہے، انا کا تمام
علم کیسے حاصل ہے۔ واللہ باللہ تا اللہ محمد، (ص) نے یہانچ کہیا
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نیں تو کیا محمد کون یو حال نہ تھا، یو
وصال نہ تھا یو قال نہ تھا۔ بشریت مطلق جانہار نہیں پہنچ، یو درست نیں
پہنچ۔ انا کے مقام بغیر جتیے مقام ہیں دو سب حال ہے، یو وصال ہے،

قرب کا انداز ہے معشوق کا ناز ہے ۔ ہمت کا امداد ہے، عشق کا اتحاد ہے ۔ جو لگن بشریت اس میں باقی ہے، تو لگن انا اللہ کہنے کے مشتاق ہے ۔ بشریت کی دھن، آنا اللہ لگن ۔ اللہ کا عشق یاں لگ اپڑتا ہے کہ یو انا اللہ کہتا ہے، پچھیں رہتے ، رہتے یو یکھادے وقت انا کے مقام پو آتا تو انا اللہ بی کہتا رہتا ہے ۔ انا کے مقام پر جو آتا ہے سو لی مع اللہ کے وقت کا ماتا ہے ۔ یاراں ہو انصاف کرو، دل کوں صاف کرو بہوت نکو لاف کرو ۔ کہیا مانو، اپس کوں پچھانو ۔ یا نا جان کر یا مستی سوں یا دیوانگی سوں لئی کچھ کہیا جاتا ہے، ولے جیکوئی سمجیا وو بی اپنی جاگا پو آتا ہے ۔ عربی میں یوں دیے ہیں خبر، کلام السبحانیں لا تعتبر۔ اما جوں ابتدائی، رسول خدائی، ذکر اشغال کا قاعدہ آتا ہے، تیوں بیان کیا جاتا ہے ۔ کہ انسان انا اللہ ہوا اچھو یا انا ہوا اچھو اول تو واجب ہے اپس کوں یہاں جبرنا، ولے بلا اختیار خدا خدا بولیا جاتا ہے اُسے کیا کرنا ۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ انا بی معشوقیت کے کمالیت کا مقام ہے، جس کوں سمج میں سمج ہے جس کوں تمام ہیں فام ہے، اُسے یو فام ہے ۔ اگرچہ خدا سوں مل خدا ہوا ہے عشق رکھیا نیں جدائی، اما اتنا ہوئے پر بی بشریت سوں مل چلتی ہے خدائی ۔ انا اللہ و انا کا تو لگیا ہے دھندا، ولے جو بشریت کی احتیاج میانے میان آسے تو وو خدا سو خدا یو بندا سو بندا ۔ بیت :

گشتم تمام جمع و پراگندگی کجاست
سرتا بپا خدا شدم و بندگی کجاست

اما جو ابتدائی، رسول خدائی ہوا ہے سو روا ہے ۔ بندا اگر خدا ہوا

تو خدا کے کام کرنا، خدا کے کام اگر بات نیں ہوئے تو اسے بندا ہوں کر کام کرنا۔ قطرا دریا تے واصل ہوا دریا قطرے کوں حاصل ہوا۔ ولے یو کیا اپے بالذات دریا ہے، دریا قطرے میں بھریا ہے۔ عجب قطرا ہے وو جس میں دریا بھرتا، قدرت دیکھو قطرے کوں دریا کرتا۔ تو دریا میں دریا سماتا، قطرے میں دریا کیوں آتا۔ جنوں یاں کھڑے ہیں، انوں بہوت بڑے ہیں۔ انسان جو اس مقام پو آتا ہے، تو لئی کچھ کہیا جاتا ہے۔ یو سب عشق ہور عرفاں کا زور ہے، میادا توں جانے گا کچھ ہور ہے۔ یو بات تحقیق سب دو تگہ ہے جو یاراں جانے، اما ٹک ولے ہے درمیانے۔ ایکچ تھا سواد کی خاطر ایک کے دو ہوئے یعنے یو تھے سو دو ہوئے۔ لا الہ الا اللہ کا ذکر اول چند روز زبان سوں کرتے ہیں، خاطر قرار رکھ دل کوں ٹھار رکھ بہوت دہیان سوں کرتے ہیں۔ جو یو ذکر اُسے خوب وضا سوں بھیدسے، یو فکر اُسے خوب وضا سوں بھیدسے، اس ٹھار پر آیا، محبت حاصل ہوئی یہاں کا لذت پایا۔ بعد ازاں اللہ کے اسم کے، اس قسم کے، ذکر کرتے ہیں کہ زبان کوں اس ذکر کا اثر نیں اپڑتا، زبان کہاں ہے کہ زبان کوں خبر نیں اپڑتا۔ جاں اس ذکر کوں ٹھار ہے، واں زبان بیکار ہے۔ اس جاگا پر فکر کرتا کہ یو بے زبان ذکر کرتا سو کون ہے، اپس میں اسے ہزار ہزار فکر کرتا ہے سو کون ہے۔ یو ذکر اس حد لگن اپڑتی ہے کہ ذاکر مذکور ہوتا ہے، ظلمات سب نور ہوتا ہے۔ لطافت آتے ہی کثافت سب دور ہوتا ہے، غایب حضور ہوتا ہے۔ خالی سب بھرپور ہوتا ہے۔ جو بے زبان بولتا وو تو بیچون بے چگون

سہے، بے شبہ بے نموں ہے۔ سنتا ہے ہور کان نیں، بولتا ہے ہور زبان نیں۔ جکچھ وو کتا ہے سو ہمیں کرتے، اگر مرد کتا ہے تو مرتے۔ دوڑتے ہیں جدھر وو دوڑاتا، آتے ہیں جدھر وو لیاتا۔ ہمنا چارا نیں ہمیں بچارے جکچھ وو فرماتا سو کرل ہارے۔ وللے کدھیں ہماری بی بات سنتا ہے، ہمارا بی دل ہات لیتا ہے، ہمنا سوں بی مل چلتا ہمنا بی دلاسا دیتا ہے۔ غم کے وقت یاری کرتا، خوشی کے وقت دلداری کرتا۔ آپڑے کوں کام آتا، مرنے کی جاگا تے بچا لیاتا۔ خوش دل کرتا ہے، مراد حاصل کرتا ہے۔ وو بے چون بے چگون بے زبان بات کرتا ہے۔ سو اسے بی بے صورتی سوں نور کی صورت ہے، بہوت پاک بہوت لطیف مورت ہے۔ اتنی نازکی ہے جو دکھلائی نیں جاتی، جیتا کہے بی کہنے میں نیں آتی۔ اگر کہے تو بی کوئی یکایک پتیاسی نا، یو دریا کسی قطرے میں آسی نا۔ بیج میں جا کر جھاڑ کوں کون دیکھیا ہے، کنکر میں گھوس کر پہاڑ کوں کون دیکھیا ہے۔ تارے میں آسمان کیوں سمانا، ذرے میں آفتاب کیوں دیکھیا جانا۔ محال یو حال خدا کرے تو چہ ہووے، اس حال وصال خدا کرے تو چہ ہووے۔ یو بات جو آتی سو خدا تے آتی، جان تے آتی وو خدا۔ یو خوب چھپاں جان تے بات آتی وہاں جاتی۔ باتیچہ میں جو بات دھونڈیا سو ہوا سرگرداں، ہور عام خاص سب ہور عالم سب یاں حیراں۔ ہور جس پردے تے یات بھار پڑ آتی، سو روح "قل الروح من امر ربی" جیسے امر خدا کتے یو روح کا مکان، تو چہ روح تے بات ہمنا پڑ آتی تو ہمیں بولتے کہ ہمیں انسان۔ بعضے وقت یوں ہوتا

ہے کہ عالم غیب کا مدد ہوا روح ہور انسان اپس میں اپے بات کہتے
ہیں مل، ولے یو بھید کوں سمجا بہوت مشکل، کیسے ہے دل، کون ایسا
کامل واصل۔ اس غیب کی ہویت میں تے بات، ہزار ہزار جنس کی آتی
انسان کوں خدا عقل دیا ہے تو ہر یک بات ہر یک جاگا سمج کر کہی جاتی
وہاں تے جو کچھ آیا ہور اُنے بھار بھایا، تو مجذوب ہوا دیوانہ کہوایا۔
بے سد بے ہوش ہوا، کیا کتا کیا نیں کتا فراموش
ہوا۔ بے بند ہوا بند چھٹیا، آدمیاں میں تے اُٹھیا۔ یو
لا ادبانی درگاہ، یاں کیا فقیر کیا بادشاہ۔ گناہ ہور ثواب
سب بھار ہے، دل میں خدا چ کی ٹھار ہے۔ ولے عارف کوں ضرور
ہے یو تحقیق کر جانے، نفسانی خطرا ہور رحمانی خطرے کوں سو پچھانے
نفسانی شیطانی خطرے کوں سر بھار کاڑنے نا دینا، اس خطریاں
کوں بہوت قید سو رکھنا، جاگا نازک ہے پردا پھاڑنے نا دینا۔
نعوذ باللہ اگر یو نفسانی خطرے بھار نکلے، نڑری پر پاون دے
گلا چکلے۔ گنہ گار یو خطرے کرتے ہیں، شرم سار یو خطرے کرتے
ہیں۔ اگر مرد ہے توں صاحب حال، تو اس نفسانی خطریاں کوں
سنبھال۔ تیرے رہزن سو یو چہ ہیں، تیرے دشمن سو یو چہ ہیں۔ دشمن کوں
پتیانا خوب نیں، انو میں مل جانا خوب نیں۔ یو چ بچار کے وقت بلا
تجھ پر بھائیں گے، اپنے میانے تے نروالے ہو جائیں گے۔ اس وقت
کیا توں انو کوں پکڑنے پاوے گا، کدھر دہونڈے گا کہاں تے لیاتے
جاوے گا۔ کام بہوت کبل، اگر توں عاقل ہے تو دیکھ چل۔ جھاڑ پہاڑ
خاک بارا، آتش آب چاند تارا، ابھال آسمان آفتاب، یو چھپے

نیں حجاب۔ اگر کس پر کھلے ہیں ہور کس تے دیکھا جاتا ہے، تو دانش
کے انکھیاں سوں خدا سب میں ہے بلے چونی بے چگونگی کی وضا سوں
دس آتا ہے۔ دیکھن ہارا ہووے تو دس آوے، دھونڈھن ہارا ہووے
تو پاوے۔ پیر مرشد تو بولنے کا بولتا ہے، ولے اس کا طلب اس پر کھولتا
ہے۔ جس طالب کا مطلب کمال ہے، دو خالی تیں البتہ اس پر کچھ حال
ہے۔ اگر پتھر سو برس پانی میں اچھے گا پھوڑے تو پتھر سوکھا، کوڑا آدمی
اوپر چکنا دستا درونے میں سب روکھا۔ جنے ریجھیا وو بہتر بھیجیا۔ جس
طالب کوں طلب کا زور ہے اسے پیر مرشد کا صحبت اثر کرتا ہے، جس
طالب کوں طلب کا زور نیں پیر مرشد کیتا بی کہو کیا فائدا کچھ یاد نیں اچھتا
سب بسرتا ہے۔ جوں حافظ کہتا ہے کہ۔ بیت

گوہر پاک بباید کہ شود قابل فیض
ورنہ ہر سنگ ودد لولوئے مرجاں نشود

جو طالب جس ٹھار ہے، سب اس کی طلب کا یار ہے۔ طلب پاندیا
دروازہ کھولتا، طلب بلاتا طلب بولتا۔ طلب مطلب کوں انپڑاتی، وہی
طالب جس پر طلب تمام آتی۔ لا الٰہ الا اللہ کی ذکر یوں ہے اللہ کے
ہے جو لا کہتے ہیں تو زمین ہور آسمان کوں فنا کر جاننا، اپنا وجود جملہ
جہان کوں فنا کر جاننا۔ جو طالب اس شغل کے دنبال ہوا، یو تصور اس
کا کمال ہوا پیچھیں اسے دستا سو اوپر کا چھلٹا سب دور ہوا، بھیتر
یو بے زبان بولتا سو رہا، جو یو بی اس لا کے سنگات فنا ہوا، بعد ازاں
اس بولتے کوں جو بلاتا وو رہا۔ الا اللہ کے کہتے سو وو یہ ہے،
طالب کوں اتنی مشقت اس ٹھار تو چہ ہے۔ عشق عشق کر عاشقاں

کوچے کوچے پکارتے ، منصور انا الحق کہا اگر انا العشق کہتا تو ہرگز
اُسے نا مارتے ۔ خدا شاہد تھا ، معنا واحد تھا ۔ بندا جو اپس کوں تمام
دور کیا ، نور کیا ۔ پیچھیں بندے میں خداچ رہتا ہے ، نیں جانتا سو
کچھ کا کچھ کہتا ہے ۔ خدا اپس کوں خدا ہوں کر بولتا ، خدا ہوں کر
بولنے بندے کوں کاں ہے سکت ، یو بولتا سو ہور کوئی ہے کون سمجتا
یو گت ۔ کیسے قدرت ہے جو یہاں لگن آوے ، ہور خدا بندے کا
بھید پاوے ۔ یو "الانسان سری و انا سرہ" کا ٹھاوں ہے ، یہاں
جدائی کی جاگا نیں خدا ہور بندے کا ناؤں ہے ۔ ایک جھاڑ ایک ڈالی ،
سمج اکر دوئی ڈالی ۔ جھاڑ ڈالی کوں جدا کر نکو جانو ، ڈالی تے جھاڑ سہاتا
ہے پچھانو ۔ پھول پھل سب ڈالیاں کوں آتے بار ، پھول ہور پھل ہور
ڈالی جھاڑ کا سنگھار ۔ عارفاں جیتے نشانیاں دیتے ناداناں چپ اپس
کوں جدا کر لیتے ۔ دل میں دوئی آنی ، ڈالی نے جھاڑ تی جدا کر جانی ۔
ایک جھاڑ اُسے کیتاں ڈالیاں من ، ہر ایک ڈالی میں جنس جنس کے
گن ۔ اس ڈالیاں میں بی رنگ رنگ کے پھلے ہیں پھول ، پھول کتا
میں ڈالی تے آیا ، ڈالی کتی میں جھاڑ میں تے آئی ، سب جھاڑ ہے نکو
بھول ۔ بندے کوں اگر خدا کوں انپڑنے کا طلب ہے ، تو اسے بی پیر مرشد
بھی یک سبب ہے ۔ جتے جاں انپڑیا ہے سو یک سبب سوں انپڑیا
ہے ، اپنے طلب سوں انپڑیا ہے ۔ انسان کے دل میں جو خطرا آکر دوئی
پاڑتا ہے وو خطرا اگر دور کرے تو تمام اپس کوں نور کرے ۔ ذات
کوں انپڑے ، بات کوں انپڑے ، کل کائنات کوں انپڑے ۔ بندا بندگی
تے جدا ہووے ، آپیچ خدا ہووے ۔ اول وو دیکھ تھا وو دکا دہیں ہوا

دہیں کا چھاچ ہوا تمام، چھاچ میں مشقت کرتے کرتے کچھ نکلیا اُسے مسکا رکھے نام۔ جو مسکا آگ کی آنچ کھایا، ہور صورت پایا گھیو کہوایا۔ دود اپس کوں گنوایا۔ بندا یو نچہ اپس کوں گنوائے، تو خدا کہواوے۔ اگر خدا میں فنا ہونے منگتا ہے تو توں اتنا جان، اپنے نا اچھنا میانی میاں۔ آخر دود یچ جموے تو دہیں ہوتا ہے، دود یچ چھاچ مسکا گھیو ہو کر کام کیں کا کیں ہوتا ہے پچھیں اس گھیو میں یک سیاس ہے کہ اُسے دودچہ کہتے ہیں، بندے میں خدا نوچہ کہتے ہیں۔ اپس کوں پاک کر خدا سوں انپڑنے میں ہنر ہے، نہ لوگاں سوں لڑنے ہور جھگڑنے میں ہنر ہے اگر مرد ہے تو اپس سوں جھگڑ، دسریاں کا دنبال نکو پکڑ۔ اپس سوں جھگڑے گا تو ہاتھ میں آئے گا دل، کسی سوں جھگڑے گا تو کیا حاصل۔ ہر یکیں کوں یک جاگا رکھے ہیں سیچے جھگڑنے سوں کیا غرض، یو خدا کے کاماں ہیں لڑنے سوں کیا غرض۔ اُسے کوئی داں رکھیا ہے تو دو واں رہیا، تجھے اس سوں لڑ و لگر کون کہیا۔ خدائی کے دعوا کرتا، نیں ڈرتا۔ آدمی نے خدا کے کاماں سمجکر چپ رہنا، کسے کچھ نا کہنا۔ سیچ اپنے خدا کے ادھر ڈھلے ہیں، برے کوئی نیں سب بھلے ہیں۔ سب میں عشق ہے سب میں عشق کی مستی ابلتی ہے، خدا کی خدائی یوں چلتی ہے۔ جو آیا سو کچھ کچھ بولیاچ، آخر پردا کھولیاچ۔ بشریت کے منزلاں جیتاں یو چل کر آیا خدائیت کے منزل تلک، دل تلک۔ اتنے منزلاں پر بھی نکھادے وقت اُسے گذر بی ہوتا ہے، خدائیت آئی تو کیا ہوا بشریت بی اس میں اچھتی ہے، جاتی نہیں، بشریت بی یک قسم کی خدائیت ہے، دل کا

طلب کدھیں اس پہ بھی ہوتا ہے۔ یو راج ہی اس کا تمام کاج، اس
سوں آج نہیں اچھتا، چنداں بشریت کا محتاج نہیں اچھتا۔ یو ہور ہے
اس کا خاصا منزل ہے کئیں، یو اگر ہے تو ہے نئیں تو نئیں۔ بادشایاں
رات دیس تخت پہ یچ نہیں بیٹھتے اچھتے ہیں، اپنے محلاں میں بی سیر کرتے
ہیں، سب انوچہ کا ہے اگر دل منگیا تو اُدھر بی رغبت دھرتے ہیں۔
واصل پہ کامل پہ اس بات تے کچھ قصور نہیں آتا، بعضے لوگاں
اندھلے ہیں، یوں تماشا اُنو تے دیکھیا نہیں جاتا۔ یو نادان اپیچہ
رہیں گے پکار پکار، اندلیاں ہور احمقاں کے باتاں کوں کیا اعتبار۔
اپنی خاطر کوں پکارتے، جھک مارتے۔ یوں بادشاہاں کی باتاں کا داب
ہے، مفلوکاں کوں سننے کا کاں تاب ہے۔ یکھادسے وقت چار حرام
خوراں حرام خوری پہ آتے ہیں تو پادشاہاں بی آزار پاتے ہیں۔ ولے
بھی پادشاہ سو پادشاہ سر زور، مفلوک سو مفلوک حرام خور۔ جو عاشق
کوں عشق جوش میں آکر، خروش میں آکر جالتا ہے، اُچھالتا ہے۔ اگر
جوں عشق کمال کوں انپڑیا تیوں عرفان بھی کمال کوں انپڑے، تو
ہزار مشقت سوں جوں تیوں سنبھالتا ہے۔ عاشق بدمست ہو کر
بھرے شیشے کوں نہیں چھوڑتا، جیتا مست اچھو، جیتا بے خبر اچھو
ہوشیاری کوں نپٹ نہیں چھوڑتا۔ ہم ہوشیار اچھتا ہم مست،
یو حال ہر کسی نہیں دیتا دست۔ مستی اپنی اپس میں سما کر رہنا، نہیں
کہنے کی بات جاں نا کہناواں نہیں کہنا۔ عشق چھپیا نپٹ یو خلاصا ہے
اُس کی ہستی کا، ولے فرق اس میں مستی ہور بدمستی کا۔ جو بدمستی
آتی، جیبہ پر لیاتی۔ جو عشق ہور عرفان میں یاری ہوتی، تو مستاں اس کوں

عین ہشیاری ہوتی۔ جاں عشق ہور عرفان ہوتے یک وجود، واں عالم آکر کرتا سجود۔ یو عشق ہور عرفاں کا وصال ہے، اما محال در محال ہے، بڑے نصیب اُس کے جس پر یو حال ہے۔ اتنے پر بی عشق پادشاہ ہے اگر جوش میں آیا چہ تو آیا چہ، نیں سمایا تو نیں سمایا چہ جو یو اپنی دادی پہ آتا ہے، تو سب علم اُس میں سماتا ہے۔ غرض ایسے مست کوں عرفان کمال درکار ہے، نیں تو ایسے مست کوں کچھ کا کچھ کرنا کیا بار ہے۔ عشق میں اتنا چہ منا، محرمت کی بات نامحرماں کنے نا کہنا۔ نہیں تو عشق ہے، عشق کا سخن کہیا جاتا ہے، نہیں کہے تو کیا رہیا جاتا ہے؟ اگر یو بات جیسے کتا ہے اُسے فام ہے، تو اس بات کہنے میں بہوت آرام ہے۔ نکیں کے درد دل کوں یک انپڑتا ہے[1]، نکیں کی بات کا اثر یک کوں چڑتا ہے۔ دونوں مست، دونو ڈلتے، راذاں کے پردے کھلتے۔ نکیں ستے یک فیض پاتا، خدا خوش رسول کوں بھاتا۔ زاہد کوں نکو پلایو شراب، نہیں تو توں ہوئے گا خراب۔ خلوت میں جو کوئی آتے ہیں، ایسی باتاں سونچ مارے جاتے ہیں۔ خلوت میں کا پیالہ بھار کے لوگاں کوں پلانے جاتے، پچھیں جیسا اپی کرتے ویسا پاتے۔ اس مستی میں آکر آپے سد نا دھرے، تو کوئی کیا کرے۔ ہر یک بات سمج کر کتا ہے، ایس میں ایسے گرج کر کتا ہے۔ منصور محبت میں مست ہوا، "انا الحق" اس کی مستی کا اُبال تھا، نہ کہ جوں یو ناداناں سمجھتے ہیں کہ منصور کوں کچھ دو خیال تھا۔ اُنے حق بولیا، لوگاں اسے ناحق مار جیک مارے، دنیا میں احمق بہت ہیں، نا سمجھ کر ایسے کام کرن ہارے۔

---

[1] داد

یو محبت کے پیالے کے چاکے تھے، یو محبت کی بے خودی کے اُلالے تھے۔ بندہ اگر انیں کوں سمجھ کر خدا کہے تو پتیانے کی بات ہے، یا جھوٹ ہے یا دیوانہ ہے یا مستی کی دھات ہے۔ دیوانے کوں، جھوٹے کوں مست کوں سمجھا جاتا ہے، نہ کہ دیوانے پہ جھوٹے پہ خون لازم آتا ہے۔ بہوتاں نے اس محبت کے باٹ میں اپنا سر بجائے اپنی جرأت دکھائے ولے قبول پڑیا سو منصور کا سر اُس سر میں تھا کچھ سر۔ یو وو درگاہ نہیں کہ یہاں کسی کا سر قبول پڑے، سر تیا بلند ہوئے تو اس بلندی پہ چڑے۔ بیت:

تا کہ از جانب معشوق نباشد کششے
کوشش عاشق بیچارہ بجائے نرسد

کہتے ہیں، کتیک طالباں اپنے مرشد کوں پوچھے، اپنے سد کوں پوچھے، کہ ظاہر کی صورت تماری دیکھتے ہیں اپنی باطن کی صورت ہمنا کوں دکھلاؤ۔ وو مرشد کامل تھا، واصل تھا، صاحب دل تھا۔ بولیا کہ تمہیں جاں عاشق ہوتے ہیں وہاں دونوں میں جو عشق ہور محبت ہے، تازہ و نیاز ہور لذت ہے، راحت ہور مشقت ہے، دو میں ہوں منجے دیکھو، منجے سمجھو، منجے پاؤ۔ ولے ہر ایک نادان تے ہر ایک ناقص تے یو بات ٹک چھپاؤ۔ یو "انا العشق" کا مقام، عاشق جانتا ہے، عابد کوں یو کاں قام۔ قول جانتا اُس کا وو جانتا کہ تیرے پر عاشق ہیں تمہیں دونوں بھی میرے پہ عاشق ہیں۔ میں ترساتا میں تپاتا، میں آگ لاتا، میں جلاتا، اس جلنے میں کیا ہے سو دیکھ، اُس تلملنے میں کیا ہے سو دیکھ۔ وو جلنے میں سبے ہور جلتا نہیں۔ وو تلملنے میں ہور تلملاتا نہیں۔

اے عاشق! اے مرد! اے نیک! تو کئیں دیکھتا ہے تو اُس دیکھنے میں کیا ہے سو دیکھ، اس دیکھنے میں بی ایک شخص دیکھتا تو کیسے خبر کچھ نہیں، سب یہانچہ بے خبر ہو جاتے، وہاں کا کسی میں اثر کچھ نہیں۔ وو وو چہ ہے، جیکچھ ہے سو یو چھ ہے۔ بعضے سب کوں ذاتیچ کر جانتے، سب کوں ذاتیچ کر پچھانتے۔ ولے یہاں بات ہے، یہاں برد یہاں شہ مات ہے۔ جوں ہمارا وجود ہے ہمارے سنگھات، تیوں ہے یو ذات ہور صفات انکھی کوں دیکھ سکتے تو دیکھتی، ہات کوں کچھ لیا سکتے تو لیاتا، پاؤں کوں بیٹھ سکتے تو بیٹھتا، اُٹھ سکتے تو اُٹھتا جدھر جا سکتے اُدھر جاتا۔ ہات ہور پاؤں ہمارے ہیں ہمنا سوں ہیں ولے وو ہمیں نہیں، یو سب ہمارے فرماں بردار ہیں ہمارے حکم باج کئیں جا سکتے نہیں۔ اس وضا سوں، صفات تابع ذات ہے، جوں ہمیں ہور ہمارا ہات ہے۔ یوں کہتے ہیں سب کہ "الانسان بنیان الرب"۔ جدھر ذات لے جاتا، اُدھر صفات بی آتا۔ بندہ سو صفات خدا سو ذات۔ عشق کوں خدا نزدیک عقل کوں خدا بہوت دور، عقل غائب ہے کر جانتی ہے عشق جانتا ہے کہ حاضر حضور۔ جو عشق کا غنچہ پھول ہو کر کھلے گا، تو اُس پھول میں باس ہے سو خدا البتہ ملے گا۔ بات کا عالم بہوت بڑا عالم ہے، کور باطن کوں اس عالم میں گزر کم ہے۔ یو اپنے دل کا ریش دیکھنے کا جاگا ہے، یو خوب اندیش دیکھنے کا جاگا ہے۔ اگر کوئی جیب دیکھے گا آسمان کیا سمجھے گا بچارا، جو بات نا آسی میانے میاں۔ بات خدا کی ذات میں ہے، ظاہر باطن سب بات میں ہے۔ جو کوئی بات میں آیا اُنے خدا کوں پایا۔ یو زبان سو بولتے ہیں سو بھی باتچہ ہے، ہور دل پہ جو خطرہ آتا ہے وو

بھی باتیچہ ہے، یو بات ہور جاگا انپیچہ ہے۔ جو بات نہیں آئی چھپیں چھپی سب خدا خدائی۔ حیوان کا بھی یو چہ حال ہے، ولے وہاں خطرے کا چاں ہے۔ ہور جیتی بھیتر کی ہے ذات، وہاں خطرا ہے نہ بات۔ بھیتر ہے جاں گگن، وو تمام سن۔ زمین بہت بڑی اس میں بی ہور ولی سمائے ہیں، جائیں گے بھی تھا کیچہ میں ہور تھا گیچہ میں تے آئے ہیں۔ اسیچ میں تے نکلے ہور اسیچہ کا نکلایا کھاتے، آخر جائیں گے وہانچہ ہی سکتیں آتے نہ کتیں جاتے۔ اما خدا کی شان ہور شوکت ہور الفاف کی جاگا سو آسمان۔ اگر اپس کوں کچھ مشکل پڑے تو دل سوں آسمان پر جانا، اگر خدا سوں عشق بازی ہے، ہم رازی ہے، خدا باج ہور طالب نہیں ہے، خدا سوں محفوظ ہونے منگتا ہے، تو خلوت دل ہے دل میں آنا۔ سب چھوڑے باج دل میں رہیا نہیں جاتا، یو اسرار ہر کسی سکتے کہیا نہیں جاتا۔ اس بات میں جیباں کے پاؤں کو پڑے ہیں گھٹے[1]، دلیچہ میں اچھنے خاطر یو عالم سب سٹے۔ کہتے ہیں کہ بات میں بات آتی ہے، تو بات کہی جاتی ہے۔ وہی حسن ہور دل کا گفتار، جو بات سکے کتے چھوڑی تھی اس ٹھار۔ القصہ:-

نظر بولیا کہ اے بن کی پری، اے نادر سندری، اے دنیا کے سرگ کی اپچھری اے گنونتی گن بھری! توں دل لائی ہے، تجے جھوت بڑی ہوس آئی ہے۔ توں حسن تجے دل سوں دل لانا سہاتا ہے، دل کوں بھی حسن بہوت بھاتا ہے۔ ولے میں کیوں تجے دل سوں ملاؤں، میں دل کوں کیوں تیرے کنے

---

[1] گھٹے۔

لیاؤں، میں تجھے کیوں دکھلاؤں۔ یکایک کیوں لیایا جاتا ہے، کیوں ملایا جاتا ہے۔ فرد:

میرے کہنے تے آتا ہے جو میں لیاؤں
وو دل کیا اپنی بھاتا ہے جو میں لیاؤں

دل کوں تیرے کنے لیانا ہے، سو خون جگر کھانا ہے، یک پادشاہی کوں اُٹھانا ہے، یک پادشاہی میں خلل بھانا ہے۔ کچھ عقل، کچھ تدبیر، کچھ ہنر کرنا ہے، عالم عالم کوں زیر و زبر کرنا ہے۔ سر کا خطرہ ہے، جیو کا ڈر ہے۔ عقل پادشاہ عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ، حقیقت آگاہ، جو دل بادشاہ صاحب سپاہ کا باپ اُنے دل پادشاہ کوں تن کے کوٹ میں اسیر کیا ہے کیں نا جاوے کر تدبیر کیا ہے۔ نہ کدھر جان دیتا، نہ کدھر آن دیتا۔ کہ دل عاشق ہے، جان ہے، کیا جانے کیا کرے گا کر، دل میں گمان ہے۔ دل کریں تو اس باپ جفا ہے، وے بڑے جو کچھ کرتے ہیں اُس سیں بہت نفا ہے۔ فرد:

جو کوئی بند میانے کس کے سپڑے
خدا بن حال کوں کون اس کے انپڑے

اُس باپ کے حکم میں گرفتار ہے، اپنے بھاتے میں نیں، بے اختیار ہے۔ دل ہزار ہزار دھاگا پھرنے تلملتا، دلے وو باپ ہے کیا کرے گا باپ سوں کچھ نیں چلتا۔ ما، باپ، مجازی خدا اُنو کے حکم سوں کیوں ہوتا جُدا۔ اُنو دنیا میں لے آئے، اُنو پرورش کیے، اُنو بڈھاسے۔ اُنو سوں بے ادبی کیوں کریا جائے۔

اُنو خوش تو خدا رسول راضی، اُنو خوش تو ہر دو جہاں میں فتح باندی۔ اُنو کوں اپس نے راضی رکھنا، اُنو کی دُعا لینا، اُنوں سوں ادب سوں چلنا، انوں کوں دعا دینا۔ یو بہت ادب کی ٹھاؤں ہے، تو یچ لگن خوبی ہے جو لگن سر پر انو کی چھاؤں ہے۔ ماں باپ کی مہر دوسرے میں نا آسی، یو مہر کوئی دوسرے میں نا پاسی۔ بڑا مکہ بڑا مدینہ سو ماں باپ، صبا اُٹھ انو کاموں دیکھے تو جھڑتے سب پاپ۔ اگر خدمت میں اپنا جنم کھوے گا، تو بی ما باپ کا اُترائی کوئی کیا ہوئے گا۔ ما باپ کی رضا میں چلتا ہے سو وو ادب دار، بہوت نیک بخت برخوردار۔ ولے اے نار، اس ٹھار بھی ایک بات ہے، وو تیرےچ ساتھ ہے۔ اس درد کا دارو سو توں تجھ ہے۔ اس دریا کا اُتا رو سو توں تجھ ہے۔ اس زخم کے مرہم کا مایا تیرے پاس ہے، اُس داغ کے ریش کا پھایا تیرے پاس ہے۔ اُس بیمار کوں شفا تجھتے آنا ہے، یو نقصان نفا تجھتے پانا ہے۔ اُس اُمید دار کی اُمید توں بر لیانا، اس غم کش کوں خوشی توں دکھلانا۔ وقت پر اکیس کوں کام آنا بہوت بڑا ثواب، پیاسے کو پانی پلانا بہوت بڑا ثواب۔ پڑے کوں اُٹھا کر کھڑا کرنا بڑا دھرم ہے، بھٹے کوں بڑا کرنا عین کرم ہے ایسا کوئی ٹیک[1] ہے جسے نیکی پیاری نہیں، نیکی دنیا میں ضائع ہو نہاری نہیں۔ نیکی جس ٹھار پڑیں گی، اُس ٹھار نکلیں گی، نیکی پھتر پر سٹیں گے تو پھوٹ کو بہار نکلیں گی۔ نیکی سب ٹھار کرتی یاری، نیکی قیامت کی

---

[1] کون ہے۔

چھیڑا نہاری ۔ نیکی دشمن کوں دوست دار کرتی ، نیکی سوں جن نے بدی کیا تو بگیچ اُسے خوار کرتی ۔ جتیے دنیا میں آکر گئے ، سو بیگیچ کرو گئے ۔ نیکاں نے نیکی کرنا ، دنیا میں نیکی نا بسرنا ۔ مجے یو قام ہوتا ہے کہ توں ٹک کرم کرتی ہے تو سب کام ہوتا ہے ۔ کیا واسطہ کہ آج برساں ہوئے ہیں ، قرنا گذرے ہیں جو دل کوں آب حیات کی پیاس لگی ہے ، پیاس پکڑیا ہے ، محبت داسک داس پکڑیا ہے ، بہت آس لگی ہے ، اُس آب حیات کی خاطر بہت حیران ہے ، پریشان ہے سرگردان ہے ۔ نشان پوچھتا ٹھاریں ٹھار ، کوئی نیں ہے اس آب حیات کا نشان دینہار ۔ جو کوئی غم میں سپڑ کر اسیر ہوتا ہے ، خداچہ اُس وقت آ دستگیر ہوتا ہے ۔ اگر کوئی توں نزدیک کا آدمی دیوتگی میرے سنگھات ، ہور وو جیوں آب حیات کاں ہے سو بولے گی بات ۔ تو میں جا کر ، سمجھا کر ، دل کوں تل میں رام کروں گا ، تیری خاطر یو کام کروں گا ۔ تیرا بی کام ہوتا ہے ، اُسے بی آرام ہوتا ہے ، میرا بی نام ہوتا ہے ۔

کسے ہے عقل اپنی ہور کسے ہے اپنا فام
بہوت عقل سوں کیا ہے نظر یو دل کا کام

حسن دھن من موھن ، جگ جیون اک غلام دھرتی تھی کہ غلام اک پل میں مشرق ہور مغرب میں پھر آوے ، آسمان زمین عرش و کرسی کی خبر لیا وے ۔ بیگی میں بہوت مشہور ، باد اس کی نام حضور ۔ صورت نویسی کے کام میں تمام ، خیال

اس کا نام - چترچوسار، حسن کا آئینہ دار هر ایک کام میں اس کا آڑ تھا، تعریف تے کچھ پیلاڑ تھا۔ بیت:

دل کوں کوئی جا کو بیگ بولو بات
دل ملیا ہے اتال آب حیات

بادے حسن دھن، من موھن کنے ایک یاقوت کی انگشتری تھی، اوس آب حیات کے چشمے پر مہو کری تھی۔ حسن حور نے انکھیاں کے نورتے، دل کوں بلانے خاطر وو انگشتری دی خیال هور نظر کے ہات، اپنے جیو کی جو کچھ تھی سو بولی بات که آب حیات کا یہ مہر نشان ہے، لے کر جاؤ، دکھلاؤ هور دل کوں جھ لگ جیوں تیوں لے کر آؤ۔ که وو طالب ہے، آب حیات کا اشتیاق اُسے غالب ہے۔ آب حیات کی یو بات سن بہوت آرام پاوے گا، البتہ آوے گا۔ بیت:

حسن یوں منگتی ہے جو دل کوں بھلائے
دل بھولا بھولیا سو کیوں نا آئے

خیال هور نظر حسن کنے تے رضا لے کر، دعا دے کر تن کے شہر کوں چلے، دونوں عاشق دونوں چلے۔ کیتک دیساں کوں چلتے چلتے تن کے شہر میں آئے، دل پادشاہ صاحب سپاہ، خلل اللہ کا دیدار پائے۔ نظر یو خوش خبر لیا، تسلیم کر گزریا۔ سو قصا بیان کیا، حال حقیقت جو کچھ تھا سو سب عیاں کیا۔ فرد:

دل خوشی میانے آج بہوت آیا
دل نے مقصود آپ نے پایا

دل نظر کوں اپنا ہم راز کیا، بہوت سرفراز کیا۔ ہزار ہزار شاباشی دیا، گلے لایا۔ کہیا کہ مرداں جو ہیں سو ہمت کرتے ہیں، جیوں بولتے تیونچہ کرتے ہیں۔ ہمت دھرے تو یوں دھرنا، کچھ کام کرے تو یوں کرنا۔ فرد:

خبر معشوق کا جو کوئی لیاوے
وو بی معشوق آدھا کیوں نہ بھاوے

دل رو رو کو، ہنس ہنس کر پوچھ پوچھ بات پوچھیا۔ کیتک وقت لگ یونچہ پھر پھر کر پوچھ بات پوچھیا۔ اُس کا بس ہوئے تو سارا دیس ساری رات، پوچھتا اچھے پوچھ بات۔ جیتا نقل کہے کھول کھول، دل کہے کیوں کیوں پھرا بول پھرا بول۔ عاشق کنے جو معشوق کے موں کی بات آتی ہے، وو ایک بات لاکھاں پاتی ہے، اس کی لذت کیاں کہوں کہی نہیں جاتی ہے۔ من ذاق عرف یعنی چاکھی سو جانے، نہیں چاکھیا سو کیا پہچانے۔ نظر سوں اس دھات بول یو بات بول حسن دھن، من موہن، محبوبی کا گلشن جگ جیون کے خیال کوں، اس خبر دہندۂ وصال کوں انگے بلایا بہت خاطر داشتی کیا، بہت سمجھایا، تقوا دیا۔ آخر خیال ہور نظر، دونوں مل کر یک، دل کر، وو یاقوت کی انگشتری کا نشان کہ اُس پری نے، ان حور تی عالی استری نے ان گنونتی گن بھری نے دی تھی سو دل کے ہاتھ میں دیے، خدمت اپنا مجرا کیے۔ دل وو انگوٹی دیکھ چوم چاٹ سر چڑایا، کہیا بارے کام یہاں لگ آیا، میں اتال اپنی اُمید پایا۔ یو باتاں ہوئے

پچھیں، یو حکایتاں ھوے پچھیں، نظر نے، صاحب ھنر نے،
جیو کے جگو نے، خوش خبر نے بولیا کہ اے دل بادشاہ، صاحب
سپاہ عالم پناہ ظل اللہ حقیقت آگاہ اپتی مشقت اپتی محنت
میں اس خاطر کیا کہ توں پچھانے، توں مجھے مانے، میرا تھا
سو میں کیا، اتال تیرا توں جانے۔ آصف نے ایسا کام سلیمان کی
خاطر نہیں کیا بلقیس کے باب، تو صاحب تھا، اس عشق میں
بڑی بے تابی دیکھ میں اپس پر قبول کیا یو عذاب۔ اے دل
بادشاہ، عالم پناہ، توں جس کی خاطر تلملیا، میں تجھے دیکھ
جلیا، توں اتھا بے تاب، بے دل، بے آرام، میں نفر تھا مجھے
آسودگی ھوئی حرام۔ نفر کیے تو کیا سب نفر ہوئے، سبیچ اصیل
سبیچ معتبر ہوئے۔ نفر ہونا کچھ جدا ہے، جو کوئی نفر ہیں انوں کو سمجے گا
انگے خدا ہے۔ نفر نفر فرق ہے سب کوں برابر نکو دیکھ، ہر ایک
بندگان خدا سے سیر نکو دیکھ۔ جس نفر تے کچھ خوبی ہو آئی، ظاہر نفر،
باطن دو بھائی۔ خوب نفر کوں کہاں ہے جوڑا، جتنا اُسے دیے اُتنا
تھوڑا۔ مال خوب نفر کوں دنیا خوش حال کر، کیتا کوئی رکھے گا صندوق
میں گھال کر۔ جس نفر کی خدمت بادشاہ کے دل میں جمی، اُس نفر کوں
مال کی کیا کمی؟ کہاں آگ کا شعلہ کہاں برق، میرے کام کوں ہور
دسریاں کے کام کوں زمین آسمان کا فرق۔ صاحب سمجھ کر نفر کوں ہات
پکڑے تو نفر کا ہووے نام، کون جا کر کس بادشاہ خاطر کیا ایسا کام۔
سارے پادشاہی تھی ولے یو کام کوئی قبول نئیں کیا میں قدم
آنگے رکھیا، جیو پر ھوڑ کھیلیا، میں یو کام اپنے سر لیا۔ مرد

دو جہاں سب ڈرتے وہاں تڈ رے، مرد وو جو کوئی نہ کر سکے
سو کرے۔ دل بادشاہ، عالم پناہ صاحب سپاہ نے بولیا، کہ
اے نظر اسے پر ہنر، جو کچھ بولتا ہے سو خوب بولتا ہے،
بہوت خوب بولتا ہے، دل کی کھڑکیاں کھولتا ہے۔ یونچہ ہے
جوں توں کتا تیونچہ ہے۔ میں بی جانتا ہوں، نظر کوں پچھانتا
ہوں۔ جیوں تیرا منگتا ہے دل، وونچہ تیری مراد ہوویں گی حاصل۔
توں دانش مند دانا دور اندیش بہوت راست ہے، مال کیا
تجھے ذیاست ہے۔ سچ کتا ہے مال خرچ کرنے کوں ہے نہ کہ خالی
صندوق میں بھرنے کوں ہے۔ مرد وو جو خدا دیا سو مال اسے
خرچے، اپنا نانوں جگاوے، نہ کہ یو مال چھوڑ جاوے تا ہور
کوئی آوے۔ ہور کوئی کھایا ہور کوئی اپنا نانوں کیا تو اُسے کیا
حاصل، میں سمجتا ہوں اتنا اس بات منے نئیں ہوں غافل۔ خدا دیا
سو مال اپنا آپے کھانا، ہور اپنا ناؤں آپے جگانا۔ جو کوئی جوڑتا ہے، سو
ہور کیس کی خاطر چھوڑتا ہے۔ گناہ گار ہور بدنام یو کہواتا، مال سو میانے
بیاں ہور کوئی کھاتا۔ کھا نہارے کھا کر جاتے، خدا کے پوچ بچار
سب اُس پر آتے۔ کدھر کدھر کا حساب، کاں کاں کا بچارا دیں گا جواب
اپنا اپنے نا کرنا نقصان، شرم حضوری خود ندیان۔ حساب کا
بول سب کیسے بجاتا۔ ملاحظہ کام نیں آتا۔ کس مظلوماں کا توں کیا
لیوے گا، تیرا جواب کیا خدا کوں ہور کوئی دیوے گا۔ یہاں سب
پیسلا کر کھانے آئیں گے، وہاں کوئی کیا بیانے آئیں گے؟ نفسا نفسی
کھڑے گی، اپنی اپنی پڑے گی، میں پوست کندہ کتا ہوں فاش۔

جاں ایسے دوست اچھیں گے، وہاں دشمن کیا قماش۔ یو بات سن آدمی جھلے، ایسے دوستاں تے دشمن بھلے۔ دشمن تو دشمنیچ ہیں راستا پاک، یو دوست ہو کر دشمن تے زیاست کرتے ہلاک۔ توں اگر اپنا دوست ہے تو دشمن کوں پچھان، گمان نکیا خاطر رکھنا میانے میاں۔ توں اپنی حد پو چل جو دوسرے بھی اپنی حد پہ آویں؟ اپتے بی میٹھے نا ہونا جو مکھیاں توڑ توڑ کھاویں۔ بھلا آدمی کچھ کرتا تو یو کچھ کسوں کچھ پاتے، کوتیاں کوں سلک دیے تو موں چاٹتے آتے۔ جکوئی ہیں ملوک، جیساں سوں ویسے کرتے سلوک۔ نفر ہزار ہزار بڑا ہو تو بی صاحب نے اپنا داب رکھنا اپنا حساب رکھنا۔ توں حساب[1] نکو چھوڑ یہاں نکو جا طرہ کہ خدا بولیا۔ ومن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ۔ جاں صاحبی تیری ہے جان وعدہ ہے کتاب ہے، وہاں ذرے ذرے کا حساب ہے۔ لوکاں کھا کھا کر جاتے تغادے اُس پہ آتے۔ یو عقل نہیں دیوانگی ہے، یو عقل نہیں نادانگی ہے۔ عاقل ہو کر کوئی دغا کھاتا ہے، جان کر کوئی اپس پہ بلا لیاتا ہے۔ اپنے مال کی خبر لینا، فرشتہ ہوا بی حق تے زیاست نا کھانے دینا۔ نفراں کھا جائیں گے نفراں کا کیا جاتا، خدا رسول کا بول صاحب پہ آتا۔ جیوں خدا دیا تیوں لینے بھی جانتا ہے، کیسے کچھ دیتے بی جانتا ہے۔ اگر ایک نہیں دیتا تو دوسرا آ کر دیتا، اسے عقل میں کم نا جانا اپنا۔ اپس کوں بی خدا بڑا کیا ہے، بہوت کچھ دیا ہے۔ اے بی بہوت کچھ دینا بہوت کچھ لینا۔ خدا کیا ہے کہ دنیا میں دس آخر کون ستر، یو خدا کی بات ہے اُسے توں نکو کتر۔ تجھ میں

[1] صاحب

بہوت ہے گن، کسی کا یوں بی بول سن۔ دنیا دو دیس کی مہمان، ٹھیک پچھان۔ نام کرلے، کچھ کام کرلے۔ بی کیا فرصت پاوے گا، بی کیا تو کرنے آوے گا۔ یہ ہیا سو انگن ہور کا ڈیرا، جو کچھ توں لیا سو تیرا۔
بارے القصہ نظر نے حسن کی دیا تھا خوش خبر، دل کا دل تازہ ہوا بلکہ تازہ تر۔ دل کی دل میں پھری تھی آس، اُس یاقوت کی انگشتری تے آنے لگی آب حیات کی باس۔ دل کے دل میں جیو آیا، خیال کوں نزدیک بلایا۔ پوچھا کہ توں کیا کام کرتا ہے کیا ہنر دھرتا ہے۔ بیت:

اے یار آدمی آے اگر یار پاس تے
پھر پھر کے بات اُس سوں کرے عاشق آس تے

وو بات بہوت سواد بھری، جو بات وو تاد کری، جیوں جیوں سنتی تیوں بھاتی، جیو میں ہزار ہزار خوشی لیاتی۔ معشوق کنے کا جو آدمی آتا، وو بہوت بھاتا، اُس پر بی بہوت پیار آتا۔ معشوق بول بھیجے سو باتاں دل کا دلاسا ہے، یو باتاں پھر پھر پوچھنا، پھر پھر سننا عاشق کا فعل خاصا ہے۔ جہاں جیو لگتا، وہاں ان باتاں تے جیو نہیں بھگتا۔ بارے خیال بولیا کہ میں نقاش ہوں صورت نویسی میں میرا نانوں ہے، بہتر ہوں چتر چترنا میرا کام ہے۔ ایسا چتر چترؤں جو دیکھے سد ناد ہے، جو کوئی دیکھے سو شاباش شاباش کہے۔ بیت:

خوش خیال نے اپس کے ہنر کی صفت کیا
عاقل اتھا تو جیو بھلانے یو گت کیا

دل کنہیا کیا چتر نا سوچتر، دیکھیں تیرا ہنر۔ خیال خوش حال ہوکر ہات میں لے قلم، اُسی دم، من موہن کی صورت جگ جیون کی صورت، حسن دھن کی صورت، لکھ کر دکھلایا دل دیکھتچ اُس حسن کی عجائب صورت پر من ہر مورت پر عاشق ہوا و نقش بھایا۔ اُس نقش کوں جیو لایا سہ کھویا بد کھویا آہ نالے بھرنے لگیا دیوانی چالے کہنے لگیا۔ عقل سٹیا ہچہ ہوا، کچھ تھا سو کچھ ہوا۔ طاقت گئی، صبوری نہ رہی۔ بے خواب ہوا، بے تاب ہوا۔ معشوق میں اپتی دوری عاشق میں کاں کی صبوری۔ نس دن کہے حسن حسن یوچہ لگی تھی اس کوں دھن۔ بیت:

بہت بے تاب ہے دل، دل منے کچھ تاب نیں اُبریا
جگر میں لہو کہاں، کا لہو کی جاگا آب نیں اُبریا

بارے آخر خیال ہور نظر سوں بچار کر دل شہر دیدار کا عزم کیا، عزم جزم کیا۔ اُس وقت دل پاس یک وزیر تھا وہم اُس کا نام، دھرم اُس کا کام، برہم اُس کا فام۔ فرد:

نزدیک دل کے تو دل کا مراد سب آیا
یو دل کے کام منے وہم آ خلل بھایا

اُن نے سنیا کہ دل آنال جاتا ہے، آپ دل بھاتا ہے۔ ایسا اندیشا اندیشا اپی مارتا اپنے پانوں پر تیشا۔ خیال ہور نظر کی بات کوں لگے گا، تو کیا ہمارے ہات کوں لگے گا۔ بہو تیچہ پکڑیا ہے اضطراب، آخر ملک سب کرے گا خراب۔ پروا نہیں

کرتا تاج ہور تخت کا، کیا جانے کیا لکھا ہے بخت کا۔ بیگ بیگ عقل پادشاہ عالم پناہ، ظل اللہ صاحب سپاہ کنے جاکو جیو لاکر اُن چور نے اُن حرام خور نے چاڑی کھایا، پچھاڑی کھایا، انکھیاں میں پانی لیایا، سب کھول کو کہا مایا، کہ نظر جو تن کے شہر میں تے تایب ہوگیا تھا، غایب ہوگیا تھا، کیا جانے کاں دھیا تھا، سو آتاں آیا ہے، فتنہ اُچایا ہے۔ عشق پادشاہ عالم پناہ کی بادشاہی میں تے یک گھر گھالو دغاباز خیال نام نقاش کوں سنگھات لیایا ہے۔ یو دونو جنے مل کر منگتے ہیں جو دل کوں دیدار کے شہر کے اودھر لے جاویں، اُس بھرے شہر میں کچھ فتنہ اچاویں۔ تن کے ملک کوں خراب کریں ایک بلا لیاویں، لشکر سب بے خبر، کوں جانتا ہے کس میں کیا ہے مکر۔ مبادا کیں کی بلا آوے، یو ملک ہمارے ہات تے جاوے۔ اس بات کو نکو تاخیر کر، بیگیچہ کچھ اُس کی تدبیر کر۔ جو کرتا ہے سو کر آج، کچھ بھلا برا ہوا تو پچھیں کیا علاج۔ مَیں تو وہیچ مرہٹی مثلا ہوتا، جہوت جھیلا جھیل جھیلا، بیل کی لاٹھی زہوں پاکیلاہ ہور فارسی میں بھی بولیا ہے، سمجھایا ہے مرد (مصرع) کہ علاج واقعہ پیش وقوع باید کرد۔ ایسیاں تے بہتیاں کا گھر گیا زر گیا۔ نہ نانوں نہ نشان دھیا۔ اگر کچھ دل میں برائی لیاوے تو کیا عجب، ہمارے لوکاں کو ہمارے تے پھراوے تو کیا عجب۔ جو کوئی اس مکر سوں جاکر اُس مکر سوں پھر آوے گا وو کیا ایسے کاماں تے پچھیں جاوے گا۔

میں کتا ہوں تجے، توں تو عقل ھے، ولے مجھ یوں دستا کہ
آخر کچھ خلل ھے۔ یو نظر کا آنا جانا، یو خیال کوں سنگات
لیانا یوں دل کوں پھسلانا، ھور یو زمانہ۔ خدا خیر کھے،
کسی سوں نہ بیر کرے۔ مجھے کچھ دھرکت نیں دستا، کچھ گت
نیں دستا۔ میری فکر میں یو دوست نہیں آتا، مجھے نہیں
بھاتا۔ میرے بول بہت ستے، ولے دانایاں کے دل میں دھتے۔
باقی سب ٹکڑے کے کتے، جو صاحب سکھے تو ھوے صاحب ھوے
صاحب کتے خوش آمدی کا یک بد، اے عقل بادشاہ میری
بات جان پچھان کہ عشق بادشاہ آخر تجھ سوں لڑے گا
تجھ میں ھور عشق میں کچھ قصہ کھڑے گا، کام مشکل پڑے
گا۔ توں راجوٹ کر عشق سوں صلح کیا ھے، عشق نے تجھے
بھاگ بھروسا دیا ھے۔ قول و قرار ھے کر کتا ھے، ھمارے تمارے
میانے میاں پروردگار ھے کر کتا ھے۔ اپنی محبت اپنی ھمت
دکھلایا ھے، بہت اخلاص میں آیا ھے۔ پادشاہاں میں یو
بی یک جنس کا مکر اچھتا ھے، اس شکر میں زھر اچھتا ھے۔
خوب اگر یو قول و قرار ھے اس قول میں ھول نہیں تو واہ واہ
اس تے کیا خوب اس تے کیا بہتر، و اگر اس میں کچھ ھور
فکر ھے تو نعوذ باللہ خدا پناہ دیوے، آدمی سمجیا کدھر کدھر
خدا کرے جو یو قول و قرار اچھو، اُس کا یو نچہ پیار اچھو،
یو نچہ دوست اچھو، دایم دوستدار اچھو۔ غرض نامراد کیا
منگتا ہے مراد۔ اُڑیا کیا منگتا ہے امداد۔ جس پر مشکل ہے اُسے کیا

ہونا آسانی، بقول اہل ہند پیاسا کیا منگتا، پانی۔ داناکی تدبیر بہت دور جاتی ہے۔ مجھے یہاں بڑی فکر آتی ہے۔ مقصود یوں محبت لانے کیا ہے، خدا جانے کیا ہے۔ ڈونگی دانش کا اوکھل بد کوں جانے کہاں دستا ہے، اجھوں مقصود ما بین خوف و رجا دستا ہے۔ دانا ایتا دور دیکھتا ہے کہ ہر کسی کی عقل کی نظر وہاں کام نہیں کرتی ایکیچہ بات میں ہزار منزل ہے فام نہیں کرتی۔ کہے ہیں اہل فہم، کہ دل میں بادشاہاں کا بہت اچھنا سہم۔ بولے ہیں اہل سلوک کہ "لا وفا للملوک" جیوں شراب کا اثر تیوں بادشاہ کا پیار، ایسے پیار کوں کیا اعتبار، تل میں اترے تل میں چڑھے، ایسی جاگا ہوشیار اچھو کئے ہیں بڑے۔ ایسے پیار کوں نا پتیانا، ایسے پر مغرور ہونا جانا۔ چڑھتے وقت دو خوشی ہور اترتے وقت یو جفا، نعوذ باللہ آدمی کی ذات تل میں سینا ہوئے خفا۔ آدمی کا دل سو کتنا، جو سو سہے جفا اتنا۔ آدمی ہور یک دم، اس پر بھی ہزار ہزار غم۔ بادشاہاں کوں کس کے غم کا کیا خبر بلکہ عالم کا کیا خبر۔ جوں حافظ کتا ہے۔ بیت:

خفتہ بر سنجاب شاہی نازنینے را چہ غم
کہ زخار و خارہ سازد بستر و بالیں غریب

جو کچھ بادشاہاں کے دل پر آتا، وو کس تے رکھیا نہیں جاتا۔ جو آگ پر بارا چلتا، تو سو کا ہور گیلا مل جلتا۔ شراب کے اثر کا نتیجہ آخر خماری ہے، ہلاکی ہور خواری ہے۔ اس مستی کا وقت تو بی میسر نہیں آتا، کچھیں خماری کے کھینچا کھینچی تے جیو جاتا۔ جو کوئی نیک ہے،

اُسے سمجنا واجب ہے دنیا کا بد، جو فارسی میں کہیا ہے کہ این محنت بآں راحت نمی ارزد۔ ایسی مستی سوں ضرور ڈرنا لگتا ہے، بہوت حذر کرنا لگتا ہے۔ آسودگی سوں جینا ہور تھوڑا کھانا بہوت غنیمت ہے اگر کوئی سمجھے گا تو اس بات کا مانا بہوت غنیمت ہے۔ بہوت کھا کر یو دکھ بسانا، اولیچہ تے تھوڑا ٹا کھانا۔ توں بہوت کھائے کر بہوت مرتا ہے، ولے بہوت کھاتا کیسے جرتا ہے مست ہتی پادشاہ ہور باگ، یو تینو ںبی ایک جنس کی آگ۔ اس آگ میں پڑے سو تھوڑے کوئی سلامت بھار آے، بہوت جل راکھ ہوے اس اگیچہ میں سمائے۔ آگ کی جنس ٹک غافل ہوے تو جا لیچہ گی، راک کر اُچھا لیچہ گی۔ زور آور کا پیار، گھڑی میں پھرتے نیں بار۔ پادشاہاں اس دنیا خاطر اپنے باپ ہور بھائی تے نیں گزرتے، اتال دوسریاں کا انو کوں کیا ملاحظہ دوسریاں سوں قول و قرار کیوں کرتے۔ دانش منداں اندیشہ اندیشے بہوت دور، ہور حدیث یوں ہے کہ "الدنیا کذب لا یحصل الا باللہ ود" یعنی دنیا جھوٹ ہے اور جھوٹ بغیر ہاتھ نیں آتی، یو حدیث تو فکر کوں کئیں کا کئیں لے جاتی۔ اس ٹھار عاقل کی عقل کوں قرار نہیں ہے، یو امین رہنے کی ٹھار نہیں ہے۔ خدا یو کام راست لاوے، کسے کسی کے کھاندے میں نا بہاوے۔ جیتی دوستی جیتی یاری اچھے تو بی، جیتی محبت، جیتی مروت جیتی دل داری اچھے تو بی، اے اپنی جاگا بہوت ساؤ چیت رہنا، جو کوئی اپنی دوستی دکھلاوے تو اپے بی دوستیچہ ہی کہنا۔ جوں حافظ کتا ہے سگھڑ چتر سبحان غیب کی بات یوں ہارا۔ "با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا"۔ موں پو بہتیچہ دوستی دھرنا، موں پو اُس تے بھی محبت کیاں چار باتاں

زیادستیچ کرنا۔ اس کے ادھر تے خوب آتا، تو ہمارے ادھر تے بھی خوب آتا، نہیں تو چار باتاں کرتے ہمارا کیا جاتا۔ فرد:

دل را بدل رہے ست دریں گنبد سپہر
از سوئے کینہ کینہ و از سوے مہر مہر

مقصود جاں اچھتاں، ولے موں پر ہاں کوں ہاں۔ غرض اپی اپنی سمجھ سوں اچھے تو برا نہیں ہے، اپنا تمام کام سمج سوں اچھے تو کچھ برا نہیں ہے۔ ہوشیاری مرداں کوں بہوت پیاری جوں دکھن میں چلیا ہے کہ میاں جتے دنیا میں رہتے، ہاں کوں ہاں کی نیں کتے۔ اس گردش فلک میں کیا جانے کیا ہوتا، یک پلک میں کیا جانے کیا ہوتا۔ یو بھی بات سنی اچھے گی شاید، شب حاملہ است فردا چہ زاید۔ نفر کیا منگتا، صاحب کا ظفر، صاحب کا فتح ہوے تو مراد کوں انپڑے نفر۔ جتی فکر صاحب کوں ہے اُس تے زیاست فکر نفر کوں اچھنا۔ ایسا نفر گھر کی نگہ داشتی کرنے کوں اچھنا۔ گھر کی خاطر صاحب کوں غم کیا مانا، گھر کے دھندے بدل صاحب پر کم کیا مانا۔ صاحب کوں فکر کچھ بھار کے بڑے کام کون اچھنا ہے۔ صاحب کوں فکر کچھ زیاستی مال ملک ننگ و نام کوں اچھنا ہے۔ صاحب کوں جو گھر کے دھندے کی فکر، کچھیں ننگ نام کی سوں کرنا فکر۔ صاحب اپے آسودہ اچھنے نفر کوں ملاتا، صاحب چ دھندے میں پڑیا تو نفر کیا کام آتا۔ پھکٹ کھاتا، نہیں سو تنخا دے لیاتا۔ ایسے نفر پیکے ستر۔ عیاری نفر ایسے نفر بغیر سرے گا، ایسے نفر نہیں اچھتا تو بلا کے کوئی کیا کرے گا۔ ایسے نفر کوں چولے میں بھاؤ، ایسے نفر کوں آگ لا جلاؤ۔ نفر میں کچھ فر اچھنا، نفر کوں ہر ایک کام میں ظفر اچھنا۔ نفر

تے صاحب کا نیک نام، نفر تے صاحب بد نام، جو نفر نفرائی نیں سمجھیا اُس نفر تے کیا ہوے کام۔ صاحب کوں صاحبی سہانا بہت مشکل ہے، نفر کوں نفرائی آنا بہت مشکل ہے۔ صاحب ہیچ جیسے صاحبی کرنی آئی، نفر وہیچ جو کر جانتا ہے نفرائی۔ "رام" جیسا صاحب آے تو ہنونت[1] جیسا نفر پیدا ہوے، دریا ہو کر بیٹھے کوئی تو وہاں آے گوہر پیدا ہوے۔ صاحب نے صاحبی کی جھڑتی دینا، نفر کنے بی نفرائی کی جھڑتی لینا۔ جو صاحب ہے وو یوں چلنا جو اپنی صاحبی پر کوئی بول نا دھرے، صاحب جو صاحبی کرنی نا جانے تو نفر کیا کرے۔ صاحب نے نفر کا دل ہاتھ لینا ہے، جوں جوں نفرائی دسے تیوں تیوں کچھ دینا ہے۔ تا نفر کچھ آس پکڑے، ہر یک کام کا ہوس پکڑے۔ نفر تے کچھ کام ہو آوے، صاحب کا بی نام ہو آوے۔ جو اتنے پر بھی نفر نفرائی پر نا کرے قرار، تو ایسے نفر کوں جاں پانی نا ملے واں گردن مار۔

القصہ عشق پادشاہ سوں صلح صلاح کیے ھیں کہنے غم نا اچھنا، ھر چند جھاگ بھروسا کئے ھیں کہے غم نا اچھنا، اپے اپنی جا گا کم نا اچھنا، جبہت ھشیار اچھنا، دھم نا اچھنا۔ تیرے پاس صبر و شکیب طاقت و قرار، آرام راحت، نشاط، آسودگی، فراغت، آسائش، خوش دلی، خوشی خورمی، عیش عشرت، بہجت، شادمانی، بےغمی جبہت خوب وزیراں ھیں، صاحب ھمت، صاحب دانش، صاحب راے، صاحب شمشیر، صاحب تدبیراں ھیں۔ اینو کا دل ھات لے، اینو کی موں کی بات

[1] ہنومت۔

لے اینو سوں قول قرار اچھہ[1]، اینو کوں یک وقت کہا کے یاد آ جیہ
جو تیرے دل میں ہے اس پر اپس کوں اختیار کر اچھہ۔ عشق
پادشاہ بہت ہے ور زور، تیرا عالم کچھ ہور۔ ہوتا ہے تقدیر
کا کرنا وہے مراد تدبیر نا بسرنا۔ جیتے دنیا میں آئے، انو میں
دو جنیاں نے حیفی کھائے۔ جنے جان کر غفلت میں پڑیا کچھ نیں
کیا، جنے اچہ کر نیں کھایا کسے کچھ نہیں دیا۔ یو دنیا ہے سو عین
لینا ہے۔ لوگاں کہتے عین دیتے ہیں، دینے میں لیتے ہیں۔ دنیا وو دیس
کی کچھ دینا لیناچ کام آوے گا، کسی کوں کچھ دیناچ کام آوے گا۔ حدیث
بی یوں آئی ہے کہ "السخی حبیب اللہ ولو کان فاسقا والبخیل عدو اللہ
ولو کان زاھدا" یعنی سخی اگر فاسق ہے تو بھی خدا کا اُس پر پیار ہے،
ہور بخیل اگر عابد ہے تو بھی اُس تے بیزار ہے۔ جھاڑ کوں پھل ہونا پھول
کوں باس، جس جھاڑ کوں پھول نہ پھل اُس جھاڑ کی کسے کیا آس۔ وو
جھاڑ اپیچ نراس، کون آوے گا اُس جھاڑ پاس۔ وو جھاڑ کسے نیں
بھاتا سو کیا تو جلانے کام آتا، آگ لانے کام آتا۔ جس ہات میں سخاوت
نہیں سو پات ہے، نہ وو ہات ہے۔ جس دل میں ہمت نہیں سو گل ہے
نہ وو دل ہے۔ جس نظر میں اثر نیں سو پتھر ہے، نہ وو نظر ہے۔
فلانے کی فلانے پر نظر ہوئی کہتے وو نظر کاں ہے، ہر کسی اُس نظر کی
خبر کاں ہے۔ دل کوں دریا کہتے ہور قطرہ جوش نہیں کھاتا، ہات کوں
بادل کہتے ہور بند بہار نیں آتا۔ بات کو موتی کہتے ہور کوڑی کا کام
نہیں کرتی، دیکھو بات موتی جو موتی کا قیمت دھرتی۔ کسے کچھ دینا کہتے

---

[1] آج

سو اول باتیچ دیتا ہے، اُس باتیچ میں مانک موتی لیتا ہے۔ جس باتیچ میں دریا ہے، اُس میں سب بھریا ہے۔ سامری نے موسیٰؑ کا دین پھرایا، مسلمان ہوئے تھے سو لوگاں کوں کفر میں لیایا، تو اس وقت موسیٰؑ نے سامری کوں بد دعا کیا، خدا کوں خوش نہیں لگیا، خدا نے موسیٰؑ کوں منا کیا، کہ وو سخی ہے اُسے بد دعاں نکو کر، اُس بد دعا کرنے اگرچہ ان خطا کیا توں اُسے خطا نکو کر، در گزر۔ یہاں تے معلوم ہوتا ہے کہ سخی پر کسی کی بد دعا چلسی نا، سخی دشمن کے بلائے بلسی نا، سخی سخاوت کے دریا میں ہے کسی کی آگ سوں جلسی نا۔ سب میں بڑی عبادت سو سخاوت ہے، جس میں سخاوت ہے اُسیچ میں شجاعت ہے۔ سخاوت نا اچھکر اگر کوئی شجاعت کی بات کرے تو غلط جانتا ہے، شجاعت سخاوت سوں پچھانتا ہے۔ شوم کوں سخاوت کا لذت معلوم نیں اچھتا، شجاع ہرگز شوم نیں اچھتا۔ شجاع جیو پر نیں نظر کرتا سو زر پر کیا نظر کریگا، شجاع اپنے ناؤں کا عاشق ہے وو سیم و زر کیا کرے گا۔ دنیا مہمان ہے کیا قماش سیم ہور زر، یو سیم ہور زر صدقہ ہے ایک تل کی خوشی پر۔ اے گئے پچھیں پیکا جائے گا ولے ناؤں جاسی نا، ناؤں کام آوے گا پیکا کام آسی نا۔ سخاوت بہت بڑی نسبت ہے کر جان، سخاوت ہر دو جہان کا لشتی دان، سخاوت میں دین سخاوت میں دنیا سخاوت میں ایمان۔ اس دنیا میں دو دیس خاطر اپنی سو رات دھرتا، کچھ آخرت کی فکر نیں کرتا۔ وو ابدالآباد کی ٹھار ہے، یہاں تے وہاں جاتے کیا بار ہے۔ یو باٹ ہے جیوں لوگاں آتے ہیں تیوں چل جاتے ہیں، جیسا یہاں کرتے ہیں، ویسا وہاں

پاتے ہیں۔ یہاں اچھکربچ اپنا گھر داں بند پاتا ہے ایک دیس تحقیق یہاں تے واں جانا ہے۔ ہمیں یہاں آئے ہیں وہاں کے کچھ کام کرنے خاطر، یاں اچھ کر وہاں کے کام فام کرتے خاطر۔ جنے یو فام کیا، اُنے کچھ کام کیا۔ عاقل یو اتیا سمجھ کر کچھ نا کرنے کتی بہت کچھ لازم آیا ہے، یا جاہل ہے یا شیطان باٹ ماریا یا دیوانہ ہے یا حضرت پو ایمان نہیں لیایا ہے۔ نیں تو کیا معنی دنر ہے اتنا عقل دھرے، سمجھے بور نہ کرے۔ جو کوئی عین جاگا پر دغا کھائے، جیتا عقل اچھے تو بھی اُسے عاقل کہیا نہ جائے۔ اگر تجھ میں کچھ پہچان ہے، تو تیرا نفس یچ تیرا شیطان ہے۔ جیسے میں شیطان، کیوں آوے یاد رحمان۔ اگر انسان ہے تو اپس کوں ہور اپنے شیطان کوں پچھانے، یو دشمن اسے دوس نہ جانے۔

القصہ زور آور سوں لگیا ہے کام، اتال یہاں بہت ہونا عقل بہت ہونا فام۔ زور آور کوں زور سوں تا ھنکادنا، زور آور کوں ھنر سوں مارنا۔ اتا ایچہ تے کچھ سمجھ کر اپنا لشکو یچ کر کیا ہوا جو پانچہ لاک جوڑے، کام کے لوگاں بہت تھوڑے ہے۔ کام کے لوگاں کیا باٹ میں پڑے ہیں، کام کے لوگاں کیا بازار میں کھڑے ہیں۔ کام کا آدمی ہزار میں ڈھونڈے تو ایک ملتا، اصیل یک پیڑے پانچ پر پلتا۔ ولے عزت بہت منگتا، حرمت بہت منگتا۔ جو اہل ہے، اس کے آنگے کھانا پینا سہل ہے۔ بھلے لوگاں کی پوچھ ہے گت، فارسی میں کہتے اول عزت دویم نعمت۔ اصیل مہر محبت کا بھوکا، اصیل شفقت کا

مروت کا بھوکا۔ جو بادشاہ اصیلاں کوں منگتا اسے کچھ جفا نیں، کہ بولے ہیں، اصیل تے کچھ خطا نیں، کم ذات تے وفا نیں۔ کام پڑے بغیر کس کا ذات وس نہیں آتا، بھلا پن برا اصیل ہور کم ذات وس نہیں آتا۔ سبیچ بڑیاں باتاں کرتے، یک بات کوں سو حکایتاں کرتے۔ جن آدمی میں بہت اچھے گا گیان، اسیچ میں کچھ ہے بھلے برے کی پچھان۔ آدمی بہت بڑا گوہر اس گوہر کوں پرکنا ہر کسی کا کام نیں پر کسی میں یو دور بینی یو نازک فام نیں۔ یو خدا کا دیا ہے، یاں کیا کچھ زوراں سوں لیتا ہے۔ اصیل کی بلا دور، اصیل تے صاحب شرم حضور، اصیل لوگ بادشاہاں کوں بہت ہیں ضرور۔ اصیل بیکیاں پر نظر نیں کرتا، اصیل اپنی شرم کوں مرتا، اپنے نیم دھرم کوں مرتا۔ جو کچھ ہوتا خدا کا بھاتا، برا وقت کیا پوچھ کر آتا۔ توں عقل بادشاہ، توں صاحب سپاہ، تجھے واجب ہے چن چن کر خوب لوگاں ملانا، ایک جاگا کا نہیں بل پھبیا تو یک جاگا کا دھندا اچانا۔ دشمن تے مکھ نا موڑنا، لہوا ہات کا نا چھوڑنا۔ لہوے تیچ بادشاہی آئی، انگے بھی لہواچ کرے گا رہنمائی۔ لہوے کوں دے سٹ، پچھیں کیوں نیر تے جھٹ۔ دل گھٹ اچھنا، مرد کوں لہو کی چٹ اچھنا۔ یکھادے وقت خدا انا کرے اگر راجوٹ اڑے، پچھیں تو لہوے سوںچہ کام آپڑے۔ لہوے کوں زور اچھے گا تو راجوٹ چلے گی، نہیں تو راجوٹ گھڑی نار بہی آخر ٹلے گی۔ اگر راجوٹیچہ تے بادشاہی آتی تو سب کوئی کرتا، کوئی نا گزرتا۔ لہوے کے سر سہرا، لہوے تے عزت تیرا۔ جیکچھ دلاوے سو دلا۔

دلاور لوگ ملا۔ پادشاہاں کوں نہاٹنے کا نین پھبتا بل، چھوڑتا کوں کدھر جائیں گے نکل، یہاں تو واجب ہے کچھ کرنا عقل۔ پادشاہاں کا کام دل جوڑنا ہے دل سوں پر دل توڑنا ہے۔ یو دو دیس کی دنیا کوئی دیکھیا کوئی سنیا یاں کچھ کرنا ہے، اگر ہزار برس جیوے تو بی آخر مرنا ہے، دنیا میں آنا ہے ناؤں چھوڑ جانا ہے۔ اگلے کے لوگاں آنہارے ناؤ نچہ پیچھتے آتے، مرد کے ناتوں تیچ مرد کوں پاتے، بڑا کرجانتے اعتقاد لیاتے۔ مرد اپنے ناتوں پہ بہوت گرم اچھنا نہ سرد، فارسی میں بھی کتے ہیں کہ نام مرد بہ از مرد۔ ایسے زندہ دلاں کوں موے نہیں سکتے ہیں، خراب ہوئے نہیں سکتے ہیں۔ یو دائم جیے سو لوگاں، یو کاماں کیے سو لوگاں۔ انوکوں خدا جاتا خلق خدا جانتا، نہیں تو چپ کسی کوئی کیوں مانتا۔ لیتے دیتے انو کوں خوب نیں کہتے، یہاں دیلے لیے بغیر بندے پورہتے۔ مشقت ہور ہمت تے ہوتا نام، یو نام بہت بڑا کچھ ہے کام، اول نام آخر نام سب کوں نام سونچہ ہے کام۔ خدا بی نانیچہ دھرتا ہے، عالم بھی اس نانیچہ سوں کام کرتا ہے۔ جن نے جو کچھ پایا، سو ہمت ہور تدبیر سوں پایا، دولت کوئی ماں کے پیٹ میں تے نہیں لیایا۔ بڑا ہونے منگتا ہے تو بڑے لوگاں کوں پیدا کر، بڑے لوگاں تے کیا ہوے گا گھرتے[1] لوگاں کوں پیدا کر، بڑے لوگاں کی بڑی فکر بڑی دھانوں، بڑے لوگاں کی عقل اس حد لگن دوڑتی جاں لگ خدا کا ناتوں۔ ٹھنے لوگاں کے ہات تے کیوں ہووے گا بڑا کام، توں عقل پادشاہ۔ تو

---

[1] کھرے

تجھے بہتر ہے قام، تجی روشن ہے تمام۔ یو بولاں لوکاں رکھے ہیں
چن چن، سکلائی بد دہلیز تلک گھرگھٹ کی دوڑ باڑی لگن۔ بگولا
ہزار پر دھرے گا، تو کیا بھری کا کام کرے گا۔ جیتا تیز ہوئے سوئی
تو کیا شمشیر کے برابر ہوئی۔ بلی کوں باگ کا کس آئے گا، لانڈ کا چیتے
کے بھانپ بھائے گا۔ کھنگا ہتی کے کام سارے گا، سیاہ گوشش
شرزے کے ابھالے مارے گا۔ بڑے آدمی کوں بڑا کام فرمانا، ننھے
آدمی کا کام گھر میں آنا جانا بکرے لاتا لے جاتا۔ ننھے آدمی ستے
کچھ مختصر کام لینا، ننھے آدمی کے ہات بڑا کام نا دینا۔ آدمی کی
ذات ہے جیوں تیوں کام چلاتا ہے، ولے کام کے وقت جان
کام پڑتا ہے دہاں دغا کھاتا ہے، گھابرا ہوتا ہے، کتوا آنا جانا
ہے۔ تقوا قرار نیں اچھتا، ہمت نکل جاتی دل یک ٹھار نیں اچھتا۔
دیکھا دیکھی تقلیدی کام سرانجام کوں اپڑنا مشکل، ننگ نام
کوں اپڑنا مشکل۔ کام نا تمام، اوستے ہی سکھیا سو کام۔ آدمی
ہی بات کرتا ہے۔ ہر ایک کام کوں سو رات کرتا ہے۔ پاچ ہور
کانچ دونو برے ہیں، ولے واقف مندال یہاں فرق کرتے
ہیں۔ کانچ میں کیا پاچ کا جھلک جھلکے گا، کنکے میں موتی کا ڈھلک
ڈھلکے گا۔ اگرچہ ہم رنگ ہیں کنکا ہور موتی، ولے موتی کی جوت
کنکے میں نیں ہوتی۔ پانی سب ایکچ جنس ہے سب جاگا بہتا بارا،
پیے تو معلوم ہوتا ہے کتیں میٹھا کتیں کھارا۔

القصہ اگر تجھ میں کچھ زور اچھے گا تو عشق تجھ سوں
صلح ہو ہوئے گا راضی، وگر زور تجھ میں نا اچھ سی تو عشق

البتہ تجھ پر کرے گا دست درازی، ھشیار ھوے تو کچھ کا کچھ ھوے گا اتا لیچہ تے کر کچھ کارسازی۔ جان تے دشمن تے مطلق زبوں پایا، پچھیں وگدایا۔ دسرا اگر دشمن ہوا تو سہل ہے، ولے اپنا دشمن اپنے ہوتا بہت جہل ہے۔ لوگاں تھوڑے ہوے تو ہوے ولے خوب اچھنا، بہت کام کے دلاور اپروپ اچھنا۔ جو ایک ہزاراں پر اُبھٹے، ایسے لوگاں ملے تو دشمن کا منہ ٹٹے، دشمن کا لشکر پھٹے۔ بہتاں میں تھوڑے بڑے چل جاتے تھوڑیاں میں بہوت بڑے کام نہیں آتے، بہوت بڑا وقت لیاتے۔ پچھیں تھوڑیاں میں بہوتیچہ تھوڑے ہوتے، کام مشکل ہوتا پاٹ کے دوڑے ہوتے۔ جو کوئی ہمت کے میدان میں رہے کھڑا، اس کے آنگے خدا اچ بڑا۔ خدا بی ہمناکوں ہماری ہمت آزماتا ہے، خدا کوں بی ہمت کا بہوت کام بھاتا ہے۔ ہر ایک کام اپے سنبھالیا آتا ہے نہیں تو کیا ہمناتے سنبھالیا جاتا ہے۔ اگر وو چہ ہے سنبھالنہارا، تو مرداں کوں ہمت بغیر کیا چارہ۔ اگر ہمیں دشمن پر ہمت کر نہیں دسے، تو ہمنا یو پڑیا ہے نہ کہ خدا ہنسے۔ وو بیٹھیا ہے آزمانے، ہور ہمنا میں اپنے بھاتے۔ ہمیں بی عجب مرد ہیں، بہوت کوئی بڑے فرد ہیں۔ کسی کی بات کوں یہاں ٹھانوں نا دھرنا، اپنی تعریف اپیچ کرنا۔ راجپوٹ بی در اصل عاجزی کی نشانی ہے، قوت کچھ اور ہے قوت کی کچھ ہور عالی شانی ہے۔ راجپوٹاں ضرورت کی حکایتاں ہیں، آخر لوا چہ کام آوے گا باقی باتاں ہیں۔ جدھر چلنا، ادھر اول پانوں اُٹھنا، آخر لوہیچ پر تال ٹٹنا۔ لوگاں خوب جوہر دار لوگا

گوں بسرتے، بچھڑے ہور کنکرے سو جما[1] کرتے۔ جنوں میں ایسے کاماں
ہوئے دخل، انو میں کیا ماٹی اچھے گی عقل۔ جوہردار لوگاں ہات
تے جاتے ہیں تو وقت پہ کیا کنکر پتھر کام آتے ہیں۔ خوب لوگاں
جائیں گے، پچھیں کیا برے کام آئیں گے۔ خوب لوگاں تے ملتا ہے
ملک ہور مال خوب لوگاں رکھتے ہیں ملک کوں سنبھال۔ جیسے توں
کچھ محبت سوں دیا، اُسے توں اپنا کیا۔ مشہور ہے کہ جدھر ہنڈی
ڈوئی، اودھر سب کوئی۔ جیسے توں اپنا کیا وو ہے تیرا، ہر کسی کوں
نکو جان کہ یو وقت پر ہے میرا۔ عاقل اگیچ جانتا، نادان پچھیں
تے پہچانتا۔ اپنیاں کوں اپنے کرنا اپنیاں تے مال دریغ نا دھرنا۔
اپنے سو اپنے، پرائے سو پرائے، پرایاں کوں اپنیاں میں کیوں
لیا یا جائے۔ اپنیاں میں بہت تواضع بہت تعظیم، نوے سو نوے
قدیم سو قدیم۔ کہیچ ہیں کہ اول خویش بعدہ درویش۔ اناں سب
خوب دستے دلے سن رے جیوا، گھر کوں دیا تو مسجد کوں دیا۔
یو وو قصہ کہ چار بلائی چودہ ائے سنو گھر کی ریت، بھار کے آکر
کھا گئے گھر کے گائیں گیت۔ آشنا کوں جانتا بیگانے کوں پچھانتا۔ دنیا
میں اپنایت خوب ہے، اپنایت غایت خوب ہے۔ مال ملانے ہنگتا
تو مال ملاتیاں کوں منگ، دلیر لوگ ماتے ہتیاں کوں منگ، خدا
ہور رسول کے بھاتیاں کوں منگ، رچھتے ہور رچھاتیاں کوں منگ۔
کچھ مشکل پڑے بغیر خوب لوگاں پچھانے نہیں جاتے، وقت پہ سب
کوئی کام نہیں آتے۔ بادشاہ نے ہر یک ملک تدبیر میں پڑ کر لینا، تدبیر

---

[1] جمع

نا پچھے تو لڑ کر لینا جھگڑ کر لینا۔ سال میں یک گز زمین تو بھی فکر کرنا جو بات آوے، کچھ بھی لینا تا سال خالی نہ جاوے۔ جن نے چار نہنیاں کوں سمیٹیا وہ بڑا ہوا، چار بڑیاں میں اپے بھی کھڑا ہوا۔ بڑے ہوئے ہیں سو سعی کرتے کرتے ہوئے ہیں، ہمت دھرتے دھرتے ہوئے ہیں گڑ کوٹ لینا ملک لینا ایک کا ملک ایک کوں دینا یو پادشاہانچہ کا کام ہے، اس خوشی کی لذت دسریاں پر حرام ہے۔ کون انسان اس خوشی پر ہے، کسے یو خوشی میسر ہے۔ خوب عورت خوب کھانا، خوب لہوا خوب گھوڑا، یو سب کسے میسر ہے تھوڑا تھوڑا۔ پادشاہاں نے اپنی خوشی نا بسرنا، اپنی خوشی کی کچھ فکر کرنا۔ تو پادشاہ تو عالم پناہ، تو ظل اللہ، تو صاحب سپاہ، پادشاہاں سب تے بڑے سب تے معتبر، انو کی خوشی ہور دسریاں کی خوشی کیوں ہوتی برابر۔ پادشاہاں تیر ترکش کمان لہوا سپر اپنے سنگھات لے کر مستعد ہو کر، سب کوں دلاسا دے کر، جہابت سوں، صلابت سوں، جیوں ترکش بندی کا قاعدہ ہے، جس بات میں ترکش بنداں کوں فائیدہ ہے، خوب نمائش سوں، خوب آرائش سوں بھار آنا، بہار آئے تو غافل نہ ہونا ہشیار آنا۔ اپنی مردی کا سنگھار اپے دیکھنا، اپنے لشکر کوں دکھلانا۔ تا دسریاں کوں دیکھ اُمس آوے ترکش بندی کا ہوس آوے۔ ترکش بند ترکش بندی کرے، نہجوتے اچھے وہ بی جوت دھرے۔ ترکش بندی کا عالم بولتے ہیں کہ الناس علیٰ دین ملوکھم۔ پادشاہاں بڑے ترکش بنداں ترکش بنداں کوں انوں باٹ دکھلاتا، انو کوں ترکش بندی پو لیانا۔

لہ آدم۔

انیو دنیا بنداں تو ترکش بند کا دل قوت پکڑتا ہے، تو ترکش بند
لڑتا ہے، ہمت یاری دیتی ہے آگ میں پڑتا ہے۔ جو پادشاہا پنچ
یو روش چھوڑے، تو کدھرتے ترکش بندی کریں گے بنگوڑے۔
جو کام پادشاہاں کوں بھاتا ہے، عالم سب اُسیچ کام پر آتا ہے۔
جو کوئی جو کام کرتا ہے سو پادشاہاں کوں رجھانے خاطر کرتا ہے،
پادشاہاں کوں خوش آنے خاطر کرتا ہے، اپنی مراد پانے خاطر کرتا ہے۔
پادشاہاں مظہر اعظم ہے، خدا سب کچھ دیا ہے کیا کم ہے۔ جس
کام پر قصد دھرتا ہے وو کام کرتا ہے کہ یاں جیسے خدا دیا اُسے کوئی
نیں لیا اجارہ، عربی میں کہے ہیں کہ العاقل تکفیہ الاشارہ۔ اس بات
میں کہی دیہی مہارت، تو دکھنی میں بی بولے ہیں کہ ٹٹو کوں ڈومنی تیزی
کوں اشارت۔ جن نے خوب فکر کیا اس کا کام ہوا خوب، کہاوت ہے
طالب نا مطلوب۔ یوں کچھ ہوے تو پادشاہی کا سودا ہے، اپنا حکم
اپنی درا ہی کا سودا ہے۔ جن نے یوں کیا اُس کا نام ہوا، جاں عشق
تمام لگیا وہاں کام ہوا۔ جیو اس کام پر دھرے، فرصت ہے لگن
کچھ کرلے۔ عشق پادشاہ بہوت مست، بہوت زبردست۔ مست
کوں پتیا کر اچھنا عقل کا کام نہیں، بھروسا اُس پر بھا کر اچھنا عقل
کا کام نہیں۔ پھریا تو اُسے منا کرنے ہارا کون ہے، بڑے کوں
نہنا کرن ہارا کوں ہے۔ دنیا ہے ڈرنا کچھ فکر کرنا۔ ہر کوئی ٹھاٹ
کر پادشاہاں پاس آتا، پادشاہ نہاس کر کدھر جاتا۔ یک وقت ٹوٹیا
تو جوڑتا کون، پادشاہ نہاٹیا تو چھوڑتا کون۔ غنیم لگن کیا کام جانے
اپنیچ لوگاں تو دشمن ہو آتے۔ لوٹنے لگاتے، ہزاراں ہزار بلایاں

لیا نے۔ اول اپنے لوگاں تے ڈرنا، پچھیں دشمن کی فکر کرنا۔ کون
پادشاہ مال دھن سوں نھاٹ کر سلامت گیا، جیوں نکلیا تھا تیوں
امانت گیا۔ البتہ ننگاے ہیں، یا مفلس ہو کر گیا یا پکڑ لیائے ہیں،
پادشاہاں کوں جتی خوشی اُتناچ دکھ بی ہے، جتا نیک اتناچ بد بی
ہے۔ پادشاہ تو لگیچ جہ لشکر گھوڑے ہتی ہے، سب نھاٹے پچھیں
کیا پادشاہاں کی عزت رہتی ہے۔ مالی جیتا جیتا ہے، ولے جھاڑ پیڑ
تے اُکھڑے پچھیں کیا پنپتا ہے۔ شیشہ پھوٹے پچھیں جڑتا نیں، پکڑے
ہوے پچھیں جناور اُڑتا نیں۔ یو بات دانش کا معما اس بات کوں
جانتا کوں، اسمان ٹٹ پڑیا پچھیں تھامتا کوں۔ حوض کی پال ٹوٹے
تو لگایک باندھی جاتی ہے، ولایت گئے پچھیں بی ہات آتی ہے۔
جیوں کمان کا تیر جو بولے سو بات یو دونو گئے تو مشکل ہے پھر آنا
ہات۔ عقل دیا ہے خدا نے آدمی کوں بڑا انگ، پادشاہاں کوں
تدبیر کرنا واجب ہے ولایت ہات میں ہے لگ۔ عشق کے انگے
عقل کوں کیتا گمان، وہیچ قصا کرہتی کوں [illegible] ضمان۔ عشق کوں
کون پتیایا ہے بہوتاں کوں لوٹیا بہوتاں کوں ننگایا ہے۔ دنیا
تماشے کی ٹھار ہے، وہی بھلا جو اپنے ٹھار ہشیار ہے۔ لوگاں
آتاں بہوت پھسلا کھاتے سے ہیں اورا سوا ولے وقت کوں کام
آن ہارا ہے سو اپنا خدا، اپنی عقل اپنی ہمت اپنا ہوا۔ یو مصحف
کی آیت ہے سن، سمج ہور دل میں رکھ جتن: کم من فئة قلیلة
غلبت فئة کثیرة۔ یعنی جکوئی مرد ہیں جیو کوں عزت بڑ دارے ہیں
تھوڑیاں نے بہوتاں کوں مارے ہیں۔ کیا کروں بولیا دل ہوا داغ

کہتے ہیں وما علی الرسول الا البلاغ۔ یعنی صاحب کا یو کام ہے
جو بولنا سو کہہ دانس، پیلاٹ اس پہ عمل کرنا ہے سنن ہارے پاس۔
آتا بیچی اپس کوں سنبھال رکھ، خوب لوگاں ملانے پہ خیال رکھو۔
خوب لوگاں کیا ایکچ یار ملیں گے، چنتے چنتے کیتیک دنیاں کوں وو
چار ہزار ملیں گے۔ اگر فتح ہے تو بی دشمن کوں موں پر تے ٹالنے
کوں کوئی ہونا نچ، وو اگر خدا نا کرے شکست ہوئی تو بی سنبھالنے
کوں کوئی ہونا نچ۔ اگر ایک جاگا ہوڑ ہارتا، تو دوسری جاگا جاکے
ہوا مارتا۔ اگر دشمن کی فتح ہور شکست تے دل درہم نیں، تو کیا اپنے
گھر کا بی غم نیں۔ اپس کوں ہور اپنے ملک کوں سنبھالنے تو اچھنا،
یو آگ سکی بلا کوں بجانے تو اچھنا۔ جیوں تیوں دلاوراں کوں جما
کرنا ضرور ہے، بہادراں کو جما کرنا ضرور ہے۔ پادشاہ وو خوب
جو لشکری کوں خوب کر جانے، خوب لشکری کوں محبوب کر جانے۔
مانگ منتی انو پر تے وارے، یو غازی مرداں جیو دین ہارے۔
اگر کوئی منگتا کسی کا جیو لیوے، جیو کوں جیو نیں تو جیو کے بدل پیکا تو بی دیوے
پیکا ہات تے نیں دیا جاتا جیو کسی کا کیوں لیا جاتا۔ جیو لینے کا بہوت دل، ہور
پیکا دینا اپنا مشکل۔ اگر تو منگتا ہے کہ خلق تجے منگے تو توں پیکاں کوں نکو منگ،
جو تو پیکاں کوں منگتا تو تج میں ہرگز نا رہسی رنگ، کام سب ہوسی گا
ھنگ۔ پادشاہاں کوں لشکر یچہ بڑا مال جیں پادشاہ کے خزانے
میں یو مال، وو پادشاہ دائم خوش حال۔ اس پادشاہ کو دائم
فتح جاگے ترددار، خاطر قرار۔ زیاستی کام تج کر لشکر اپنا سج کر

۱؎ جاکر

لشکر کے دل سوں دل ساندنا، پھتریاں کا کوٹ کیا کام آتا خوب، دلاں کا کوٹ باندنا۔ جس بادشاہ کوں خوب دلاں کا کوٹ نیں، اس بادشاہ کوں اوٹ نیں۔ پھتریاں کا کوٹ گھڑی میں اوڑ جاتا، اس کے آسرے کون آتا۔ بچارہ کوئی پھتراں ہارا اچھے تو دو دیس کوٹ میں جانا، نیں چپ کوٹ میں جانا کیا مانا، عبث دل میں فکر ایسی نالیانا۔ لشکر میں سو کوٹ، جا تو ہات میں باند کر دیئے موٹ۔ جو سر یا پانی ہور دانہ، تو دیکھے ہوا بندی خانہ۔ تحھیں کام ہوتا سخت، تو ل ہنگنے کا آتا وقت۔ کسی کا نیں سنیا کہا، کدھر نکل جانے تے بھی رہیا۔ دشمن کے لوگاں آتے، بند پکڑ کر لے جاتے۔ وو عاجزی وو شرمساری، توبہ الٰہی یو بڑی خواری۔ اس واقع بھون جو کوئی جینے کی ہوس کرتا ہے، اس جینے پر یو مرنا ہزار جاگا شرف دھرتا ہے۔ لوگاں لڑ کر مریا بولیں گے، مرد تھا، شاباش خوب کریا بولیں گے۔ اگر دل میں ہے مردی کا ہوس، تو مرد کوں دنیا میں ناؤنچ بس۔ پادشاہی کا کیا سواد عاجز ہو کسیں کے بند میں جانا، جیاں پادشاہی کا رچ ہے وہاں یو کیا مانا۔ خدا ایسا وقت کسی پر نالیاوے، مرد کوں عار پر نظر کرنا ضرور ہے جو کام عزت پہ نا آوے۔ مرداں کوں یو جانے محک ہے اس میں کیا شک ہے۔ وو تو سب ہوا اتال یو کہنا، یو فکر کیا سو قایم کیوں کر رہنا۔ توں تو جوں جیو پکڑ رہیا ہے تن، یو بھی ماٹی کا کوٹ ہے کو لگ کرے گا جتن۔ عشق نے بہوتاں کے ایسے کوٹ لیا ہے، لیا سو اجھوں کسے پھرا نیں دیا ہے۔ توں عقل

---

۵ کو نسخہ ۲ سے واخے

پادشاہ ہور اس کوٹ پر بھروسا کیا ہے؛ کیا مست ہے اے کیاں
کا شراب پیا ہے۔ کوٹ سو دلاں کا چلتا کوٹ، جس کوٹ پر دشمن
نہ کر سکے چوٹ۔ جس کوٹ کوں کوٹ کہیا جاے سو یو کوٹ ہے، جس
کوٹ میں رہیا جاے سو یو کوٹ ہے۔ یو کوٹ ہوے تو دو کوٹ سہاوے
یو کوٹ نہیں تو دو کوٹ کیا کام آوے۔ کوٹ کوں ہور ملک کوں
لہوا سنبھالتا ہے۔ جیسی بلا آتی ویسی بلا کوں لہوا ٹالتا ہے۔ لہوے
تے لوگاں ڈرتے ہیں، تو آکر نکیں کی طاعت کرتے ہیں۔ لہوا غازی
جن نے لہوا بات پکڑیا اس کی دائم پیش بانزی۔ خدا کا رسولؐ خدا
کا قبول مقبول اسے یوں بھایا ہے آن نے بھی یوں فرمایا ہے' یہ
حدیث آیا ہے۔ اس میں کچھ نیں شک ہے کہ رزقی تحت ظل رمحی
یعنی میرا رزق میرے نیزے کی چھانوں تل ہے، جو کوئی مرداں ہیں
انو کوں یو بل ہے۔ مرد نے روٹی لہوے کے زور سوں کھانا، چار
مرداں میں اپس کوں مرد کہوانا، اپنے ناؤں کا علم اُچانا۔ جو عالم
میں یو بات ہوئی فاش؛ جو کوئی سنے سو کہے شاباش شاباش۔
جوں حضرت کتے یک دیس نکیں کے گھر گئے تھے مہمان، وہاں لہوا
نہیں دیکھے تو نیں اس کے گھر میں ہرگز کھائے کھان۔ کہ تیرے دل
میں غذا کا نیت نہیں، خدا کی رضا کا نیت نہیں۔ مرتضیٰ کوں ذوالفقار
آیا تو مرتضیٰؑ اس جاگا کوں انپڑے، تو سب انو کے زیر ہوے
تو سب انو کے ہات تلے سٹپڑے۔ لہوے کا مراتب بہت بڑا
لہوا عرش پر کھڑا ہے۔ پیغمبر کہ خدا کے رسولؐ تھے انو اے لڑے
انو کے اصحاب بڑے۔ ان کا دانت مبارک شہید ہوا؛ تو دین کا

دولت مزید ہوا۔ کفر کوں اسلام کیے، خدا فرمایا تھا سو کام کیے۔
یو محنت یو جفا کیسے بھاتی، بیٹھے بیٹھے ولایت آتی تو انو کوں آتی
دو تمامی، ہور خدا اجیبا حامی۔ اپنا اچھکر اپنے دکھ میں پڑے، تیغ
لے کر میدان میں کھڑے۔ کافراں کے خون ہوئے تو کافراں تابع
ہوئے۔ خراج دیے، دین قبول کیے۔ یو فتح تو ہوتی تھی جو مال پر
نظر نہ تھی دلاور لوکاں پر نظر تھی، انو بڑے تھے انو کوں اول آخر
کی سب خبر تھی اول یاراں تھے تھوڑے، رہتے رہتے بہوت
جوڑے۔ تربیت ہور تدبیر کے صاحب تھے، شمشیر ہور تدبیر
کے صاحب تھے۔ قول و قرار تھا، وعدہ استوار تھا۔ بات میں
خطا نہ تھا، یک بات تے دوسری کوئی کتا نہ تھا۔ آناں بی اگر کس
میں پاک نیت ہور ہمت ہے، تو انو یچ کے فرزنداں انو یچ کی آل
ہے۔ آناں کیا خدا جدا ہے، آناں بی وہیچ خدا ہے۔ آناں بی بہوتاں
نے تھوڑیاں تے بہت کچھ ملائے ہیں، ہمت کیے ہیں میدان میں
آئے ہیں، محنت دیکھے ہیں، اپنی مراد پائے ہیں۔ گنج کیا بے رنج
ملتا ہے، رنج دیکھتے ہیں تو گنج ملتا ہے۔ خدا پر توکل کرنا، دل پر
خوشی دھرنا، ہمت کوں نا بسرنا۔ کو لگ صبا اُٹھ چاروں طرف کا
غم کھاتا، دنیا دو دیس یہاں غم کھاتا کیا ماتا۔ مرد یو بات یاد رکھتا
ہے، نہیں بسرتا ہے، مرد کا یقین پورا ہوا تو خدا بی مدد کرتا ہے۔
ہر روز خوشی کر ہور اپنا لشکر سج، سمجھ باز و ٹھونک ہور بادل ہو کر
گرج، مرد کوں رنج ہور رج۔ یو بات مج بسر، جتنا سکے گا اتنا اپنا
لشکر درست کر۔ جب لہو سے تے بڑائی پائے، اُس لہو کوں بسریا

کیوں جائے لہوے تے یو ملک یو راج آیا، لہوے تے یو تخت یو
تاج آیا۔ لہوے تے سایۂ خدا خلیفۂ خدا کہوائے، لہوے تے اس
مراتب کوں آئے۔ پادشاہاں کوں لہوے بغیر واجیچ نیں، آخر بھی
لہوے بغیر علاجیچ نیں۔ جیتی فکر جیتی عقل آسے، ہات تو لہوا نا
سٹیا جائے۔ آدمی جبہی یو دھیان رکھتا ہے تو کچھ بی ہوتا ہے خالی
نیں جاتا، خدا کی درگہ تے ناامیدی کفر ہے ناامید ہونا خدا کوں نیں
بھاتا۔ آیا اگر کوئی پادشاہ اپنا ملک چھوڑ ضرور کوں ہور ایک پادشاہ
کے ملک میں جاوے گا، تو کیا اپنے ملک کی جیسی خوشی پاوے گا؟
جیو نہ بھاوے گا۔ پادشاہی چھوڑیا سو تل تل آوے گی یاد، اس میں
کیا ہے سواد۔ کچھ نہیں رہے نہیں، جو کوئی پادشاہ ہے اسے ضرور ہے
جو اپنی عاقبت کی فکر کرے، فرصت کا وقت غنیمت کر جان تدبیر
پو من دھرے۔ پادشاہاں کی بیکلی نہیں ذات، عالم عالم اچھتا
پادشاہاں کے سنگھات۔ پادشاہاں کوں بہت اچاٹ خوب نیں،
پادشاہاں کوں نسبراٹ خوب نیں۔ مثلا ہے دکھن میں، اگر کوئی سمجھے
من میں، لوٹ میں لوٹ کا کلوٹ، لت میں لت غفلت، جیوتا تو تیج
ہے جو لگ ہے نیم دھرم ست۔ تو بھی عقل پادشاہ ہے، عالم
پناہ ہے صاحب سپاہ ہے۔ فرصت دھرتا ہے۔ جو کچھ کرنے منگتا
ہے سو کرتا ہے۔ تیرا فہم تیری دانش تیری دانائی مشہور
ہے، میرا تیرا دولت خواہ ہوں کیا کروں مجھے یو بولنا ضرور
ہے، اس جاگا چپ رہنا نمک حلالی تے دور ہے۔ بیت:

[illegible] دولت پادشاہ   کہ ہنگام فرصت ندارد نگاہ

وقت پر دشمن چپ رہتا، دوست جو کچھ جانتا سو کہتا۔ جن کا دل صاحب خاطر جلے گا، سو بولے گا جن کا دل صاحب تو اطر تکملیگا سو بولے گا۔ ابی تو یک بار بولنا میانے، کچھیں صاحب کا کام صاحب جانے۔ جان کر چپ اچھنا نمک بحرامی ہے، یو تمام خامی ہے۔ تجے چھوڑ میں پڑنا کس گھاٹ، جو کچھ سچے بات سو سچ بات، جو کوئی صاحب سوں یوں اچھیا، اچھے اس کا دل صاحب خاطر کیوں نا پکڑے اچاٹ۔

عقل پادشاہ، عالم پناہ صاحب سپاہ نے یو سب سن وہم کوں گل لایا، وہم کا اندیشہ بہت بھایا۔ کیا شاباش وہم ترا بہت خوب ہے فہم۔ تیری فکر میرے خاطر آئی تجے ہم وزیری دینا ہم پیشوائی۔ اگر فلاطون اچھتا تو تیرے فہم کا داد دیتا، بلکہ خدمت کرتا کچھ فیض لیتا، جانتا کہ خدا کے عالم میں ایسے بھی خردمند کامل ہیں، صاحب ہمت صاحب دانش صاحب دل ہیں جوں فارسی میں کتا ہے فرد:

حریفاں بادہا خوردند و رفتند

تہی خم خانہ ہا کردند و رفتند

خدا کی خدائی اتال بھی دو یچ ہے جیوں اول تے آئی وہی خم ہے وہی شراب، ویچ مستاں ہیں، ویچ دانا، ویچ عاقل ویچ ندیم دوستاں ہیں۔ جاں خدائی کی بات آئے واں نیں کرنا کہیا جائے۔ فارسی میں بھی کتا ہے۔ بیت:

دیدہ را کشا ببیں دل را مفگن دیگراں   ہر زمیست در سرمیاں سخن لیست در ہر استخواں

اے وہم، تجھ پر مجھے بہت آتا ہے رحم۔ دل نے تجھے
نیں جانیا، تیری قدر نیں پچھانیا۔ توں بہت دور اندیش، تجے
ہم پادشاہ منگے ہم درویش۔ توں کیا یو بات کیا ہے، تمام کہانا
کیا ہے۔ دانش منداں نے طاق بلند پو ہاتھ رکھے، لوگاں نے
اس کا ناؤں کرامات رکھے۔ دانایاں میں یوں چلی ہے بات،
العقل نصف الکرامات۔ وہم کیا سو باتاں بہت خوب ہیں بہت
معقول ہیں کر دل میں لایا، فی الحال لشکر بھیج کر دل کوں
نظر کوں بند کرنے فرمایا۔ کہ ہمارے شہر میں آئے
کیا متا ہے، جو کچھ وہم کتا سو خوب کتا ہے۔ وہم کی باتاں کا
اثر چڑیا جو کچھ وہم کیا تھا سو اس کاماں کے خیال میں پڑیا۔
دائم اس کام میں جیتا چ اچھے تو کام رہیا، یک تل بسریا
تو کام کیا۔ جو کام پکڑے بھی گھٹ پکڑنا، خوب ڈٹ پکڑنا، ہر
دانائی کا ہٹ پکڑنا۔ ہیں تو ان نے آیا کچھ بولیا انے آیا کچھ بولیا،
دل میں گانٹ باندیا تھا سو کھولیا۔ اپنی فکر ہوئی دانا داں، لوگاں
کی فکر آئی میانے میاں۔ پادشاہاں روشن دل ہیں، خدا کے خلیفے
ہیں خدا سوں مل ہیں معلوم ہوتا آخر تا اول، یو لوگاں انو کے پڑتے
انو کی عقل۔ ہر ایک بات سر چڑتی، کچھیں عادت وہی پڑتی۔ اپنی عقل
کا سواد کیا، اپنی عقل کا امداد کیا۔ اپنی عقل ہوئی ہوائی، جانو
لوکا نچ کرتے پادشاہی۔ اس کی کچھ نیں تدبیر، یو جانو ایک تماش گیر
لوگاں کی عقل تے اگر خوب ہوا تو بھی سہل امداد ہے، اپنی عقل تے
جو کچھ خوب ہوا اس میں سواد ہے۔ دانا کی عقل دغا نہیں کھاتی دانا

کی عقل بہوت کام آتی ۔ دل تازہ اچھتا، اپنے کنے اپنا اندانہ اچھتا۔ اپنا مدعا اپلے پا سکتا یکا وسے وقت خدا نا کرسے کام گیا تو بھی لیا سکتا۔ اس دنیا کی دیکھ دھات، کیا ہوں ایک بات۔ جیول بتوں عاقل اپنا کام کرلیتا، عاقل اپنا کام جان کیوں دنیا۔ اپنی عقل سوں اگر دوسرے کی عقل ملے تو واہ واہ اس تے بھی کیا خوب۔ عاقل لوگاں بہت ہیں مطلوب۔

بلند عقل دل کا اجالا، بھو تیمیہ خوب بھو تیچہ آکلا۔ یو بات سمجھایا، یہی قصہ کتے تھے سو آیا۔ کہ وو یاقوت کی انگشتری جو دل نے حسن دھن من موھن تے عاشق ہولیا تھا وو انگشتری کچھ مصلحت دیکھ نظر کوں دیا تھا۔ ولے سناراں اُس انگشتری کوں ایسے وقت گھڑے، کہ جو کوئی وو انگوٹی موں میں رکھے تو کسی کی نظر نا پڑے۔ ہور دوسری خاصیت اس میں یو تھی کہ جو کوئی وو انگوٹی رکھے اپنے سنگھات اس کی نظر تلے دستے چشمۂ آبحیات نظر وو انگوٹی موں میں لے کر، سب کی نظراں کوں دغا دے کر، ھنستا کھیلتا اُس عقل پادشاہ کے بند میں تے بھار آیا، خیال کا وھانچہ خیال لایا۔ بھی ہزار شوق سوں ہزار ذوق سوں دیکھنے اس حسن نار کوں، دیدیاں کے سنگھار کوں، دل کے آدھار کوں شہر دیدار کوں، جانے اختیار ہوا، پانوں سار ہوا۔ نظر تھا طالب، طلب تے غالب، بیگیچہ شہر دیدار میں، رخسار کے گل زار میں آیا، سیر کرتے کرتے دھن کا چشمہ، شہد ہور لبن کا چشمہ جسے ابلوح نبات کہتے ہیں، جسے آبحیات کہتے ہیں، سو اس رخسار کے گلزار

میں پایا۔ نظر لالچی لالچ بھریا خام طبعی کر یا غلط قصد دھریا اُس شیریں چشمے تے آب حیات کا سواد دیکھے، ایک گھٹ پیوے ہور اسے بجا دنیا منے دائم جیوے۔ جینا، کوئی ڈھونڈے جیتا کوئی دھاوے، بختاں میں لکھیا سو پاوے۔ یادرسے جیوں آبحیات پینے کوں موں پسار دیا، اپنا ست اپنا پت سب ہاردیا۔ چوری کیا، تنا خودی کیا۔ قضا اُس وقت یوں گھڑی، کہ دو انگوٹی موں میں تے نکل اس آب حیات کے چشمے میں پڑی۔ فرد:

امانت میں خیانت کیا ہے درکار
جو کوئی یوں ہوئے اُسے کیوں ہوئے بھلی بار

دغا کھاکر، بہت پچھتا کر حیفی کرنے لگیا، دل پو کچھ کچھ لیانے لگیا لئی ترسیا لئی تپیا، آب حیات کا چشمہ نظر تلے سے چھپیا۔ نظر حیراں۔ انواں ڈول کیسے کچھے کھول، موں میں تے بھار نہیں نکلتا بول۔ فرد:

گنوالیا چ توں اب کیا گما تے پچھتاوے
یو بیت وو نہیں جو گئی سو ہات پھر آوے

نظر تد ہال، نظر کا یو حال، جو یکایک رقیب کیں دیکھیا سو نظر کے لگیا دنبال۔ پکڑیا جکڑیا، آزاد دیا مار دیا، دند ساڑ ما لیا، اپنے گھر لے جاکو بندی خانے میں گھالیا کتیک دیس پونچہ ٹالیا۔ نظر وہاں نیت بد لایا یہاں اس کا اجر پایا۔ اس ہات کا اس ہات وہاں کا وہانچہ خدا نے دکھلایا۔ بہت دیکھیا ہوا دی، بہ نیتی کی تاثیر ماری۔ خدا کوں نہیں ڈرتا، کیس کے

مال پر کیوں نظر کرتا۔ پریشاں دھم، جدھر دیکھتا اُدھر اندیشہ ہور غم۔ کوئی دست گیر نہیں کچھ تدبیر نہیں۔ یکایک یک دات ذُلف نے جو اس دیس اپنے بالاں دیے تھے اُس کے ھات، وقت پڑیا اچھو سو اس وقت دو وقت آیا، فی الحال یک دو بال لے کر بیگ بیگ آگ پو جلایا۔ تو کا تو یچہ دیکھتا ہے جو ذلف حاضر ہو آئی پوچھی کہ کیا حال ہے دے بھائی۔ کیا کیا پوچھیں گی میرا حال، میں کیا بولوں اتال۔ ذلف کہی غم نکو کر، ھمت کم نکو کر۔ ہر ایک بلا ہے سو مرد انچہ پڑے، صاحب دنیا نچہ پڑے۔ فرد:

ھمت دینا مرد نے عاجز ھوکر اڈسے کوں

دکھنا نظر وقت پر ہر یک وقت پڑے کوں

مرد انچہ پر ہے قناعت ہور فاقہ، مرد انچہ پر گزرتا ہے یک آدھے قت داقا۔ جیسے دنیا میں غم نیں وو نادر ہے، خوشی غم سب مرد انچہ کے سر ہے۔ جلتا سو چہ اڑتا ہے، کڑتا سو چہ پڑتا ہے لھوار کا کھیل جو آگ سوں ہے تو یکا دسے وقت جلتا بھی ہے، تیرا لو جو دائم پانی میں غوطہ مارتا کدھیں دم کونڈیا جا تملتا بھی ہے۔ پادشاہاں جو پادشاہی کرتے ہیں، حکومت کا دعوٰی کرتے ہیں انو بھی کدھیں غم گیں کدھیں خوش حال ایسیاں کا بھی یو حال۔ دکھ سیا سو مرد، غم کے وقت خوش حال رہیا سو مرد۔ گنگا بھی دھوپ کالے میں سکتی برشگالے میں بڑی جنگل کا جھاڑ اسے کدھیں پھول کدھیں پت جھڑی۔ اگر دائم اچھے یک دضا، تو عبث ہے یہ قدر قضا۔ یو اس کا چہ ذات ہے، جو دائم یک دھات ہے، مرد وو جو اپنے وقت کرے کل وقت

ابو الوقت اچھے نہ ابن الوقت۔ ایسی جاگا نکو اچہ کھڑا جو کدھیں غدا ہوئے کدھیں بڑا۔ واصل اسے کہتے ہیں، صاحب حاصل اسے کہتے ہیں۔ گھر گھر نکو پھرا آس، اپسے ہور اپنی بھوک پیاس۔ جنے بھوک پیاس میں باندیا گھر، وو نڈر اسے کیا ڈر۔ دولت بے زوال سو یو چہ ہے، مرداں کا دھن مال سو یو چہ ہے۔ بیت:

دولتے را کہ نباشد غم از آسیب زوال

بے تکلف بشنو دولت درویشاں است

اول بھوک پیاس پہ کھڑے رہنا، پچھیں مرداں میں بزرگی کی بات کہنا۔ باؤ کے جھاڑتی کوئی پھل لیا ہے، بھیں چھوڑ کر کوئی سادنا کیا ہے۔ یو نیچہ ہیں کہ بھوک ہور پیاس، نبیاں ہور ولیاں کی میراث۔ کھانا بھوک کے نوالے ہور پیتا پیاس کے گھونٹ، اگر مرد ہے تو یوں چل باقی سب بات جھوٹ۔ بڑائی جو پیکیاں سوں آتی، پیکے گئے تو وو بڑائی بی جاتی۔ نکو کر تو ایسی تمام طمع، یو بڑائی کس بڑائی میں جما۔ شرم نیں آتی ایسی بڑائی کرتے، اس بڑائی پہ بھی اینٹ اینٹ مرتے۔ وو دیس ہوتے جال دریہ، بھی آخر فقیر کے فقیر۔ وو بڑائی مغز میں تے یوں نکل جاتی، جو پھر خواب میں بھی نیں آتی۔ بڑائی سو فقر و فاقہ کی بڑائی، جو بڑائی خدا ہور رسول کوں بھائی۔ حدیث نبوی صلعم الفقر فخری والفقر منی۔ دنیا کی بڑائی کیے تو کرنا، دلے اپنا فقر و فاقہ نا بسرنا۔ ایسی بڑائی پر تیا مغرور ہو جاتے، جو دسرے کسی کوں خاطر نیں لیاتے۔ اول کیا سکھے اتال کیا ہوئے آپس کوں پچھانتا، اپنے درد جیسا دسرے

کا درد جاننا۔ دنیا کی بڑائی پادشاہانچہ کوں مہانی، بعضے جو حد تے بڑائی دنیا ست کرتے سو انوں کی عقل جاتی، مستی چڑتی بے خبراگی آتی۔ انو بڑائی کر خوشیاں سوں مارتے تالیاں، لوگاں پس غیبت گھڑے گھڑے دیتے گالیاں۔ یو بے ایماناں لوگاں کا حق اڑاتے، شرع پر حکم گالیاں کھاتے۔ دنیا کا حرص دنیا کی بلا ہیں گھالتا، بلکہ آخرت کوں بھی دوزخ میں جالتا۔ دنیا کی بندگی دل سوں کرنا خلق کوں سمجنا خدا اتے ڈرنا۔ عالم کو سب دنیا کا شغل لگیا، آخر اس دنیا تے کس کا دل نہیں بھگیا۔ جیسے سب پکڑے ہیں اسے توں چھوڑ توں خدا اچ کوں پکڑ کہ تجے کھینچ نہیں چھوڑ۔ جہاں استقامت، وہاں امامت۔ دنیا کا دھندا اگر کرے گا تو کر، ولے اپنی بھوک پیاس تک بسر۔ جیسے نیٹ نیں، اسے بھیٹ نیں۔ محبت سوں دل کوں بھر کر، جتنا سکے گا اتنا احتیاج ہور عاجزی دور کر۔ سبحان اللہ جو کچھ ہے استغنائی، ولے یو استغنائی ہر کسی نیں آئی۔ یہاں جفا کوں مارنا ہے، یہاں خوشی کوں سنگارنا ہے۔ یو بہت مشکل ہے ٹھار، یو پارا آگ پر رہیا دو قائم النار۔ دنیا کی بڑائی کو لگن چلے گی، یو گھانس کی جھونپڑی بغیر آگ دھوپچہ سوں جلے گی، یو سونے کی ٹھار نیں جاگ، کچے سوت پر کو لگ لگے گا لاگ۔ حیات باؤ کا بلنا چلنا، اس حیات پر اتیا کیا اچھلنا۔ کچھ نہ تھا سو کچھ ہوا ہے، کچھ سمجھ کے پیچ ہوا ہے۔ دنیا جیوں دو پہر کی چھانوں، اس دنیا کوں سر ہے نہ پانوں۔ دنیا دو دیس کی مہمان، یو تحقیق ہے کر جان۔ یو جیونا سب یک دم، اگر خوشی اچھ دگر غم۔ دنیا کا کام نہ جوڑ

جیوں تیوں گزرتا ہے، دلے دہی بھلا جو فرصت ہے لگن کچھ کرتا
ہے۔ جتنی راحت منگے اتنی محنت پر کھڑے، تو بنی تو ولی تو بڑے۔
انو نے ہوا حرص تے نیں پائی بڑائی، انو کوں بھوک پیاس نے
لگن انپڑائی۔ اگر توں سمجھے گا یو عالی شانی، تو عربی میں کہے
ہیں کہ تجوع تروانی۔ یعنی کچھ دیکھنے منگتا ہے تو بھوکا اچھ، تو ست
چکنائی سٹ نلک روکھا اچھ۔ جو کچھ ہے سو اپنے نیم دھرم ہور
میں ہے، جو کچھ ہے سو غریبی ہور غربت میں ہے۔ غریب فقیراں کا کھانا
سو فقر فاقہ تمام حاصل کا ماتا۔ سو فقر ہور فاقہ خدا کچھ نیں کھاتا، جو
کوئی خدا کا عاشق ہو اسے کھانا کیوں بھاتا۔ عاشق وو جس میں معشوق
کی صفت آوے، نہ کہ معشوق کوں کچھ بھاتا عاشق کوں ہور کچھ بھاوے
خسرو دہلوی یو بات کہیا بہت نوی۔ فرد:

ہر کہ جوید مراد از معشوق گوئی او عاشق مراد خود است

معشوق کتے معشوقیچہ کوں منگ، عاشق کوں اس بات کا بہت
ہے ننگ۔ یو سخنے لوگاں میں نخامی ہے، یو عشق میں ناتمامی ہے۔ یک
ٹھار نظر ہور سو ٹھار دل، ایسی عاشقی تے کیا حاصل۔ یہاں دل
کوں سنبھالنا ہے، جیو تی اپس کوں جالتا ہے۔ جوں فارسی میں اس
مقام پہ آرہیا ہے ہور کہیا ہے۔

درعشق ز پا فتادہ می باید امید بباد دادہ می باید
آنجا کہ ہمہ درد دل خود گویند دندان بجگر نہادہ می باید

الماس تے ہوتا سخت، جو اپنی مراد کا ہو دے وقت۔ غم تے
اچی عاجز ہونا جانا، غم آیا تو غم و دل بھی کھانا۔ دوہرہ۔ جو لگن

تو سہس بل جو بھر جن تو ماس۔ اے سینۂ کھکھیا کیوں کے سٹ [سخت]
تن کا گھاس۔ مرد کدھیں پھول تے نازک کدھیں فولاد تے
اچھنا، ہر یک جاگا ہمت سوں رہنے مرد کوں بجز۔ اچھنا۔ جیہ
یں کچھ نیم ہے جیس میں کچھ دھرم جیوں سنا جیسا چہ سخت دلیسا
چہ نرم۔ دوہرہ:۔

سیوست نہ چھاڈیے ست چھوڑیں پت جائے
لچھمی ست کی داس ہے پگ لاگے تجھ گھر آئے

ابراہیم کی نیت ثابت تھی تو کافران آگ میں سٹے انگارے پھول
ہو پانوں تلیں آئے، یوسف کا کوئے میں تقوا قرار تھا تو بھار نکلے
پیغمبری ہور پادشاہی پائے۔ مرد کوں قرار عجب کچھ ہے، ہر ایک
کام پر اختیار عجب کچھ ہے۔ ایک تل میں سو جنس سوں پھرتا
یو عالم، نہ دائم خوشی اچھتی کیسے نہ دائم غم۔ سر پہ چرخ پھرتا
ہے، آدمی کدھیں آٹتا کدھیں گرتا ہے۔ آدمی نہ اپنے بھاتے
آیا ہے نہ اپنے بھاتے جائے گا، ہور انکیں کا بھاتا ہوتا ہے اپنا
بھاتا کہاں تے لیائے گا۔ جوں مرتضیٰ فرماتے ہیں جنوں کی بات دایم
قایم، عرفت ربی بفسخ العزایم یعنی جیوں میں منگتا تھا تیوں
نیں ہوا تو میں خدا کوں پچھانیا، میرے ہات میں نہیں ہے کام یو
ایک کے ہات میں ہے کر تحقیق جانیا۔ عارفاں بات بات میں
دیکھتے جاتے، ایک بات میں ہزار بات پاتے۔ ذرے ذرے کوں
تحقیق کرتے، ایک تل اس کی معرفت کوں نیں بسرتے۔ عارف
وہیچ ہے جو کوئی خدا کی معرفت سمجھے، حق شناس اُسے کہتے ہیں جو

تھی کہ یو قصا یوں کھڑے گا، کبھی ایسا وقت پڑسے گا۔ ہر کوئی اپنی
سمجھ پر گمان دھرتا، بندہ کچھ سمجھتا خدا کچھ کرتا۔ غلبہ کیا
اشتیاق، کبھی قوت پکڑیا فراق۔ دل میں کچھ لیائی، اپنے غمزے
کوں نزدیک بلائی، اپنے عشق کا جو بات تھی سو اُسے سمجھائی۔ فرد:

کرنے آسان اپنی مشکل کا　　راز غمزے سوں بولی سب دل کا

کہی اتال اس کا علاج یو ہے کہ توں ہور نظر دونو مل کر ایک
دل کو تن کے شہر کوں بھاؤ، ہور دل کوں کچھ تدبیر کر تسخیر کر
کچھ فن کر سحر ٹونا ٹامن کر جیوں تیوں مجھ لگ لیاؤ۔ فرد:

بار نا لگ سی دل کوں آنے کوں　　غمزے کوں بھیجی ہے بلانے کوں

حسن دھن من موہن جگ جیوں کے فرمائے پر غمزہ ہور نظر،
لوگاں چنے چنے چلے جلے بھتے بھتے، اپنی سنگھات لے کر شہر
دیدار تے تن کے شہر کے اُدھر رخ دھرے یوں چلے سو منزل
کی ایک منزل کرے۔ دونو چست دونو چالاک دونوں روشن
ضمیر دونوں دل کے پاک۔ دونو چڑھ پھرے اپنے کام میں بہوت
کھرے۔ اما روایت یوں آئی ہے کہ نظر جب وقت عقل کے
مندر میں تے بھار آیا تھا، عقل تو کچہ بھید پایا تھا کہ نظر یہاں تے جو جاوے
گا، البتہ کچھ فتنہ اُچاوے گا، کام کچھ ہوے گا، کچھ خلل ہوے گا بلا کچھ لیا دیگا۔ فرد:

عاشق کی بات توڑتے کو اس میں ٹوٹا نہیں

عاشق کے دل ادپر جو گزرتا سو جھوٹ نہیں

دل میں دریچ کر، او کچہ نے سچ کر، لکھیا تھا اپنے سرحد
کے سرداراں کوں، کہ چاروں طرف کے مستعد دکھو جھاوراں

کوئی طریقت میں آ کچھ حقیقت سمجھے۔ خودشناسی خداشناسی عارفاں کا کام ہے، جو کوئی عارف تمام اسرار ہے اسے کون کام ہے۔ کدھیں کوئی ہنستا ہے، کدھیں کوئی روتا ہے۔ یو دنیا ہے یوں ہوتا ہے۔ دنیا کا کام بہت ہے سخت، اپنے نہیں ساتوں وقت۔ آدمی کوں

پریشانگی ہے بالیں بال، خدا چہ ہے جو رہتا یک حال۔

القصہ بارے زلف نے دھرم کری، بہت کرم کری۔ اس بندی خانے میں تے، اس بلا آشیانے میں تے، کچھ فند کر دست بند کر، بہار کاڑی، اس رقیب کوں اس بد بخت بد نصیب کوں چھپا سے میں پاڑی۔ نظر کوں گلے لائی، رخسار کے گل زار ہور شہر دیدار کی باٹ دکھلائی۔ کبھی اقبال جا، اپنا مدعا پایا۔ بیت:

مروت بہت کی لٹ جوٹی کی جائی — بلاتی بہار کاڑی باٹ دکھلائی

نظر زلف سوں وداع ہو کر چلیا سو دیدار کے شہر میں رخسار کے گل زار میں آیا، حسن دھن کا من موہن کا جگ جیون کا ملاقات پایا۔

دل کا حسن کے دل میں بہت انتظار تھا — دیدار دیکھنے کوں دل امیدوار تھا

گھڑی ایک آہ بھریا گھڑی اساس، گذریا تھا سو قصہ کہیا حسن جھند بھری اوتار استری پاس۔ حسن نار کوں، خوبی کی گل زار کوں، محبوبی کی نوبہار کوں حیرانگی لگی، پریشانگی لگی، کہ میں جانتی تھی کہ دل جیوں تیوں آوے گا، بارے دیدار دکھلاوےگا، میرا دل دل تے آرام پاوےگا۔ یوں نہیں جانی

ف نن کر دست بندن کر۔

کوں اس نظر کوں اس نڈر کوں، اس ملک میں تے بھار جانے نکو دیو، ہشیار اچھو غفلت اچھان نکو دیو۔ بیت:-

ام ہوتا سنبھال کر اپنا جاتے کوں کوئی جتن رکھے کیتا

زہد و دیا کا کوہ کو تھا ایک مقام، ہور زرق کا ایک بڈیا تھا توبہ اس کا نام، اُسے فرمایا تھا یوچہ کام۔ کہ نظر کوں سنبھال کہ سرحد تے بھار نہ جاوے، مبادا کیں کی بلا بساوے۔ جوں عقل فرمایا تھا کار بار، دونچہ سب اپنی جاگا تھے ہشیار۔ بارے قضا یوں ہوتا ہے جو غمزہ ہور نظر، دونو بے خبر رات کی خماری سوں، بہت باری سوں، مل کر اس ڈونگر تلیں آئے، اس ڈونگر تلیں ایک پھول باڑی تھی اس پھول باڑی میں کھڑے آسائش پائے۔ جاگا بہت بھائی رات کے جاگے تھے تک نیند آئی۔ بیت:-

غم میں عالم اچھے تو بی غم نیں نیند کھتے سو موت تے کم نیں

حدیث ہے، عربستان میں بی یو بات چلی ہے بہوت کہ النوم اخ الموت یعنی حدیث یوں آئی ہے، نیند موت کا بھائی ہے۔ بارے یو عالم ظاہر کہ جاگے تو اس عالم کا تماشا دیکھیا جاتا ہے، آدم اس عالم میں پیدا ہوا ہے آدم کوں یو عالم بہت بھاتا ہے۔ دسرا عالم خواب کا دو بی ایسا چہ ہے، اس عالم کے جیسا چہ ہے۔ دہاں بھی یونچہ ہنسنا کھیلنا کھانا پیتا ہے، جیوں یہاں جیتے ہیں وہاں بھی یونچہ مرنا جینا ہے۔ جو یاں کرتے سو واں بی کرتے، جو یاں مرتے جیتے تیوں واں بی جیتے مرتے دہاں بی دوست ہے دشمن ہے شادی ہے غم

ہے ، جیوں یو عالم ہے تیوں وو بھی ایک عالم ہے ۔ نہایت فرق اتنا ہے کہ یو کثیف ہے ، وو لطیف ہے ۔ یو جسمانی ہے ، وو روحانی ہے ۔ تی میں زمین تے آسمان پر جایا جائے ، آسمان تے زمین پر آیا جائے ۔ عرش و کرسی لوح و قلم کا سیر کرنا میسر ہو آتا ، جیوں منگتا تیوں ہوتا جاں منگتا وہاں جاتا ۔ محال ہے سو حال ہوتا ہے ، عجیب تماشے دستے ہیں تماشے تماشے کا خیال ہوتا ہے ۔ انسان کوں کہ عقل ہور نظر ہے ، اُس عالم کی بی خبر ہے ۔ اس عالم تے اس عالم میں جانا ، اُس عالم تے اس عالم میں آنا ، یو سب اپس منیچ ہے تو اپس میں دستا بھار نیں ، توں جانتا اچھے کا دسری ٹھار نیں ۔ بھار اچھتا تو تجے کیوں دستا ۔ توں تو تج میں تے نکل کر بھار نیں جاتا ، اگر یو تجہ منیچ نیں تو توں خبراں کہاں تے لیاتا ۔ کہ میں خواب میں فلانے کوں دیکھیا آج رات ، اُن نے مجہ سوں لیں سکری بات ، میں یوں کیا اس کی سنگات ۔ وہاں ایسا باغ ایسا محل تھا کتا ، وہاں ایسا حوض اس میں ایسا کنول تھا کتا ۔ ایسے تماشے عجیب نار وہاں دیکھتا یہاں اس نار کی تعریف کرتا ، اس کے روپ کی ، اُس کے رنگ کی ، اُس کے سنگھار کی تعریف کرتا ۔ اُس عالم میں اُسے دیکھ کر اس عالم میں اُس کی خاطر تپتا ، جاگیا تو پھر پھر سوتا ، پھر اُسے دیکھنے جیتا ۔ اُس کا نین اُس کا ادھر یاد آتا ، اُس کا جوبن اس کی کمر ہور اُس کا ذکر یاد آتا ، دل میں اُساس آتی ، سینے میں تے آہ نکل جاتی ۔ بعض وقت جو وہاں دیکھتے ہیں وو نچہ یہاں ہوتا ہے ۔ جیوں یہاں جاگتا سوتا تیوں وہاں بھی جاگتا سوتا ہے ۔ بعضے شاعراں اُس عالم میں شعر بولے ہیں ؛

ہور اس عالم میں آکر لکھے ہیں، کچھ کچھ اس عالم میں کئے ہیں، اس عالم میں سکے ہیں۔ بخت جاگے ہور وہاں بشارت تموں دکھلائی ہے، تو پادشاہاں کوں یہاں پادشاہی آئی ہے۔ یوسف نے خواب دیکھیا کہ آفتاب سجدہ کیا اُس کا نتیجہ خدا نے یہاں پیغمبری ہور پادشاہی دیا۔ بعضے پیغمبراں کوں بھی خواب میں غیب کی خبر دیتے ہیں، اُنو وہاں تے خبر پائے سو یہاں آکر خبر کیے ہیں۔ اشارت وہاں نتیجہ ہوتی ہے، بشارت وہاں نتیجہ ہوتی ہے۔ خواب بہت بڑا عالم ہے، اس عالم میں ہونا محرم محرم ہے۔ سبیچ بھول بیچ تو کانٹے کوں بیچیا، سبیچ اگر چندن ہور مشک بیچے تو ادھر اُدھر سکے پہچانے کوں بیچیا۔ یو بھی بڑا عالم بڑا لگاٹ ہے، عارفاں کی سمج کی بات ہے۔ موے پیچھے بھی ایسا چہ کچھ عالم ہے، جنے سمجیا اُسے مرنے کا کیا غم ہے۔ اتنا کیا خاطر دل کوں تپانا ترسانا ہے، ایک عالم تے ایک عالم میں جانا ہے، یہاں سکے لوگاں کی دل لگی توڑ کر جاتا ٹک مشکل لگتا ہے فعل نیک ہے جان، اُسے کیا یہاں کیا وہاں۔ بھی خوباں ہیں محبوباں ہیں، یاراں ہیں مصاحباں ہیں مطلوباں ہیں۔ وہاں بھی سب رچ ہے، سب کچھ ہے۔ وہاں بھی یوچہ لوگ یوچہ وفا، یوچہ قدر یوچہ قضا، یوچہ حکم یوچہ رضا۔ نہایت سعی اتنا کرنا کہ کچھ فعل نیک ہات آوے، خدا ہور رسول کوں لجاوے مراد اپنی پاوے، اس کا دل صافی پکڑے، اُس کے دل تے کدورت جاوے۔ باقی سب خیر ہے، فعل بغیر غیر ہے۔ ماں کے پیٹ تے نکلتے وقت جتنے عذاب سوں نکلتا ہے اتنے عذاب سوں اس تن تے نکل جانا ہے، ولے جیوں وہاں تے کچھ لے آیا تیوں یہاں تے بی کچھ لے جانا ہے۔

کھولے ہیں اس بات کی گرہ، کہے ہیں الدنیا مزرعۃ الآخرہ۔ یعنی
دنیا آخرت کی زراعت ہے، اس زراعت کوں بہت مشقت ہے۔
جیسے جھاڑ یہاں لاویں گے، ویسے پھل وہاں پاویں گے۔ جو کوئی عاقل
ہے، واصل ہے، اُسے اس دنیا میں رہنے کا یو بڑا حاصل ہے۔ دنیا
اس کام کوں بہت خوب ہے، اس مقام کوں بہت خوب ہے۔ خواب
میں جو کچھ دیکھتا ہے بولتا ہے سو خواب میں کی بیداری ہے، جو وو
بولتا رہتا ہے تو وو خواب میں خراب ہوا بے خبری بے ہوشی بے کاری
ہے۔ وہاں نہ شادی نہ غم، نہ عشرت نہ الم۔ نہ بپتا نہ آرام، نہ کام
نہ دھام۔ وصال تمام واں ہوتا ہے، دانش کا خیال تمام واں ہوتا
ہے۔ وہاں خدا چہ اچھتا، اپے نہیچ اچھتا۔ اپے خدا میں دینچ اچھتا،
وہاں کچھ نہیں ظلمات اندھارا ہے، اس کچھ۔ نیچہ میں یچ سب کچھ ان
بارا ہے۔ حق تعالےٰ فرماتا کہ یومنون بالغیب، یو غیب کا عالم ہے،
اُس عالم میں جانے عالم سب درہم ہے۔ یعنی مسلمان وو جو غیب
پر ایمان لیا وے، خدا بیچوں بیچگوں ہے کر اِیس کوں سمجھا وے، اپنے
دل کوں سمجھا وے۔ اس کوں کالا نور کہتے ہیں، بہت آلا نور کہتے ہیں
اُس نور کی خبر کسے معلوم نیں، مفہوم نیں، جو کوئی مومن مسلمان ہے
اس بات تے اُس کا دل شاد ہے، یو دانایاں کوں ارشاد ہے۔ انسان
کوں صورت ہے تین، تحقیق جانتا ایک اپے رب العالمین۔ ایک
یو ظاہر کی صورت دسری خواب میں کی صورت پھر کسی دسی آتی ہے،
تیسری صورت اُس خواب کی صورت میں یک صورت ہے وو صورت
کس تے دیکھی نہیں جاتی ہے۔ عارفاں نے یوں کہے ہیں اس اشارہ،

ولے اُس صورت کا نہیں دیکھ سکے دیدار۔ جیتے لاف مارے، اس جاگا پر آکر ہارے۔ یو بے اختیار کچھ ہوئے تو ہوئے، یہاں محض خدا کا پیار کچھ ہوے تو ہوئے۔ جو کوئی اس صورت کوں دیکھیا، سو تحقیق خدا کوں دیکھیا کتے ہیں، جو کوئی اس صورت کوں دیکھیا سو تحقیق خدا کوں دیکھیا کتے ہیں۔ خدا کوں دیکھنے کی یو چہ ٹھانوں ہے، معراج اپیچ کا نانوں ہے۔ یو معراج عاشقاں نے یہاں تے پائے ہیں، تاج یہاں تے پائے ہیں۔ حقیقت کا رس انو یہاں چہ آکر بولے ہیں، راز کا پردہ کھولے ہیں۔ کہ بعد از عمرے د آں ہم یک نفس، سمجھنے کوں ایک نکتہ بس۔ اس پادشاہی کوں وو چہ جانے جس کے سر تاج ہے، ہر منزل کی کمالیت کوں ایک معراج ہے۔ ملے ہور پچھانے، دکھلائے ہور جھانکے حبیب سوں مل کر حبیب ہونا، اتنا دیکھنے کوں بی نصیب ہونا۔ یو وصال ہونے کی جاگا ہے، یو محال ہونے کی جاگا ہے۔ یو واصلاں حیران ہونے کی ٹھار ہے، یو جاہلاں سرگردان ہونے کی ٹھار ہے۔ نادان اس بات کوں کیا مانے گا، نادان اس بات کی قدر کیا جانے گا۔ دانایاں نے جنم گنوائے ہیں، تو اس نکتے کوں پائے ہیں۔ نادان منگتا ہے اتالیچ سمجے اتالیچ جانے، خاطر لیانے، ہر یک ہنر مشقت کیے بغیر نیں آتا، یو منگتا یکایک پاوے، یکایک کیوں پاتا یکایک کیوں آوے، یو بھی کیا حلوا ہے جو کوئی لے کر موں میں بھاوے۔ اُسے بھی موں کوں ملک ہلنا چلنا لگتا ہے ٹک چابنا نگلنا لگتا ہے۔ نادان اس کا کوئی کیا لیوے، نادان کی صحبت تے خدا پناہ دیوے۔

القصہ کیتک وقت کوں سورج نے سر کاڑیا، آسمان کا پردا

پھاڑیا۔ اُجالا سنچریا ٹھاریں ٹھار، روشن ھوا سب سنسار۔ اجھوں دیس چڑیا نیں پاؤ گھڑی، جو صباح پڑی۔ اس قلعہ کے دید بان نے دیکھیا، اُس بلا اُس طوفان نے دیکھیا۔ کہ نظر نڈر بےجگر، سنگھات لشکر لے کر یہاں اتریا ھے، حیران ھوا کد ھیں نیں سو یو کیا ھوا ھے۔
جاسوس کا ھے کام یہی جو خبر کھے دیکھا ھے ونچہ ایک بیک سر بسر کھے
بیگ بیگ توبہ کنے آکر، سمجا کر، نظر کوں، جیوں لشکر سوں ڈونگر تے دیکھیا تھا تیوں کہیا، توبہ کوں اس وقت بہت غصہ آیا چپ نہیں رہیا۔ عقل پادشاہ ظل اللہ، عالم پناہ صاحب سپاہ کے فرمائے پر خوبی خاطر لیائے پر اپنے لشکر سوں، شان ھور فراست سوں، نظر ھور غمزے پر جاکر پڑیا، نظر ھور غمزا دونو اپنے لوگاں سوں یکایک نیند میں تے ھربھڑتے اُٹھے ھکا بکا ھوئے لوٹتے پڑتے اٹھے، اپنا لہو اپے گھٹے جھگڑا اتو یو آکر کھڑیا۔ نظر ھور غمزا دونوں مست دونو بی دلاور دونو اپس تے توبہ کوں خوار کیے مار کر استغفار کیے۔ گھڑی میں جھگڑا ھوا فتح۔ بیت:

غمزا ھے اپنی بات سنے تو چہ چھوڑے گا
غمزا ھزار توبہ کوں اک تل میں توڑے گا

توبہ کا لشکر نٹھا ٹیا، توبہ کا سینہ پھاٹیا۔ توبہ کوں پکڑیا اُچاٹ، اتال نٹھا نٹھاٹ توبہ بارہ باٹ۔ بیت:
کتا غمزے کی کھاوے مار توبہ بچارا کیا کرے اِس ٹھار توبہ
توبہ کا کوٹ لوٹے توبہ کوں ننگا کرے، توبہ کے سر پر ھزار

هزار بلایاں لیائے۔ توبہ کوں مشکل پڑیا سخت، توبہ کوں توبہ کرنے کا آیا وقت۔ توبہ پائمال ھوا، توبہ کا یو حال ھوا۔ پچھیں زرق کا جو وھاں صومعہ تھا اُسے بھی توڑے سنگھوا جیتے دو جاگا بھی چھوڑے۔ وھاں تے عافیت کے شہر کوں جانے انگے رکھے قدم، غمزا ھور نظر اپنا لباس پھرا کر قلندری پکڑے دیم۔ باٹ سری من میں امید بھری۔ عافیت کے شہر میں آکر بات کیے، ناموس پادشاہ سوں عالم پناہ سوں ظل اللہ سوں صاحب سپاہ سوں ملاقات کیے۔ ناموس پادشاہ عاشق صفت تھا، صاحب ھمت تھا۔ گلیا تھا، تلملیا تھا، جلیا تھا۔ یو دونو چور پایک، یو دو ٹونے وایک، یو دونو حسن کے مدتایک۔ ناموس پادشاہ انو کوں دیکھتچ مال ملک سب چھوڑیا کچھ نہ لوڑیا۔ قلندر ھوا، سمند ھوا۔ فقیر ھوا، بے تدبیر ھوا، اسیر ھوا۔ غمزے کے ھات میں سنپڑیا، ناموس نے عشق میں ناموس گنوایا، لکھیا تھا سو انپڑیا۔ فرد:

جب ٹھار پر سایہ سٹے مژگاں وھاں نشتر اُٹھے
غمزا ھے خنجر بوھنہ جاں بیٹھے واں کچھ کہ اُٹھے

ناموس کا یوں حال ھوا، ناموس پائمال ھوا۔ بعد ازاں نظر ھور غمزا شہر بدن کے اُدھر چلے مقصود حاصل ھوئے، دونو پھرتے پھرتے۔ وِلے جو شہر بدن کے نزدیک انپڑے، بھی اپنا لباس پھرائے بدلائے پھر کر پینے کپڑے۔ غمزا شراب پیا اتھا کیفی، اپنے لشکر پر پڑے بھو نکیا دعاے سیفی۔ اُس دعا میں تھا بہت اثر، ھرناں کی صورت پکڑیا سب لشکر۔ فرد:

دیکھیا جو کوئی غمزے کوں وہ مبتلا ہوا
غمزے نے جو شراب پیا تھا بلا ہوا

القصہ کہ جب وقت توبہ غمزے کے لشکر تے شکست کھایا،
سو بدن کے شہر کے اُدھر روانہ ہوکر عقل کنے آیا، تسلیم کیا
خدمت بجالایا۔ غمزے تے جو کچھ بیدادی ہوئی تھی سو سب
بیان کیا، عقل کوں پریشان کیا حیران کیا۔ عقل جیسا بادشاہ عالم
پناہ صاحب سپاہ ظل اللہ غمزے کی یو بیدادی سن کر بہت بیگ
دل کوں طلب کر یا، جتنا سعی کرنا تھا اُتنا سب کر یا۔ دل کے ھات
پاداں کے بنداں باندیا تھا سو کھولیا، غمزے کی بیدادی کا قصہ بولیا۔

موں موند کر سب چپ رہے فریاد نیں کرتا ہے کوئی
غمزہ بہت بیداد ہے یہاں داد نیں کرتا ہے کوئی

حسن کا لشکر ہے بہت بیداد اُس کی بات کوں وفا نیں اُس
کا کام تمام ہے بے اعتماد، یہاں داد نہ فریاد۔ اگر ایساں کے
حیلیاں پر توں مغرور ہوئے گا، تو اپنے تخت اپنی شاہی تے
دور ہوئے گا۔ فرد:

جکوئی عاقل اچھے گا اپنی بالذات   بریاں کی کیا سنے گا وو بری بات

جنو نے ایسے دغے کی باتاں پر بھرسا لیائے، انو آخر اپنی
پادشاہی اپنا ملک گنوائے۔ یو غماراں ہیں، یو دغا بازاں
ہیں۔ انو سوں جیو لا نکو، انو کوں پتیا نکو۔ پچتاوے گا، دغا
کھاوے گا۔ اگر اتنے پر بھی تیرے دل پر آتا ہے کہ شہر دیدار
کوں جانا ہے، ہور حسن دھن من موہن کا وصال پانا ہے، اسے

لگے لاتا نچ، تیری انکھیاں تھے اس کی محبوبی دستی، جتنی برائی اس کی تجھے خوبی دستی، جیوں تیوں بھی جا نچ منگتا ہے، مقصو اپنی پانچ منگتا ہے، تو یک بات میری سن، اس بات میں ہے بہت گن۔ ہمارا لڑتا سو لشکر، دشمن پر پڑتا۔ سو لشکر تن کے ملک میں تے اپنی سنگھات لے، ہور شہر دیدار کے آدھر ڈیرا دے۔ فرد:

بواکی سو بواچ ہے اس تے ڈر ناچ　　عقل میں خوب دستا ہے سو کر ناچ

یکیلے جانا بہت زیان ہے، عقل میں بہت نقصان ہے۔ حسن دھن من موہن جگ جیون پاس لشکر بہت ہے، عورت کی ذات میں حیلہ مکر اکثر بہت ہے۔ فرد:-

مکر سوں کوہ کوں توڑے کرتی　　دغا عاقل بھی کھاتا ہے مکر کی

اس عشق کے جہانے کیا ہوتا، کوئی کیا جانے کیا ہوتا۔ اگر تیرے پاس بھی لشکر اچھے تو خوب ہے، توں بھی زور ہو کر نڈر اچھے تو خوب ہے۔ اگر یکھادے وقت، معاملہ ہوئے سخت، تو توں بھی کچھ کام کرے، بارے اپنا نام کرے۔ ڈاواں ڈول نہ ہوئے، گھانگرا گھول نہ ہوئے۔ دل کوں یو بات بہت خوش آئی بہت بھائی۔ باپ کوں کیا اتال میں اختیار اپنا تیرے ہات دیا، جو کچھ توں کتا سو میں کیا۔ عاشق جان بازی ہوں، جوں توں کتا ہے ووں چہ راضی ہوں۔ جوں تو فرمایا ہے تیوں چہ جاتا ہوں، خدا کرتا ہے تو حسن سوں مل کر حسن کوں بھی بھاندے میں بھاتا ہوں۔ عاشق وو جو معشوق کوں بھاوے، عاشق وو جو معشوق کوں رجھاوے جوں اپے

تلملاتا تیوں اُسے بھی تلملاوے، جوں اپے ترستا تیوں اُسے بھی تیادے۔
عاشق معشوق کوں چاہے تو خوب، معشوق بی عاشق خاطر چاہے تو
خوب ۔ دونوں گدھن تے محبت اچھے تو محبت کی خوش حالی، دونو
ہاتھ ملتے بجتی ہے تالی ۔ غزل گفتن دل در فراق حسن از عشق ۔ غزل:۔

اے ماہ شام ہوئی ہے سحر تجھ فراق تے — کاں وصل دیکھوں جاؤں کدھر تجھ فراق تے
ہنستی ہو توں سکھیاں سوں سکی پھول اٹھوے کر — سقتا ہوں میں سو خون جگر تجھ فراق تے
تیرے ادھر کوں یاد کر اے نار من موہن — لڑ لڑ لتا ہوں اپنے ادھر تجھ فراق تے
طاقت نہیں ہو مجھ میں تیری دوری کی تال — میں مار کر لیوں گا خنجر تجھ فراق تے
لوگاں یہ کیا کہتے ہیں مو معلوم نیں مجھے — مجھ بے خبر کوں کاں ہو خبر تجھ فراق تے
توں کیوں ملے گی مجکوں یو مشکل بہت ہوا — بسلا لیا ہوں میں تو کر تجھ فراق تے
بر آئیں گی امید کدھیں تو بھی وصل کی — گر جیو یہ بچا سی [illegible] تجھ فراق تے

بیت :۔

لکیا جو ساری دل پہ بہت لیا سنے
کہ دل منگتا حسن کا دل بہلانے

ہمت کے تونگ پو چڑیا، عاشق تھا اپنے کام کی شمع پر پروانہ
ہو پڑیا ۔ ہور عقل کا سپہ سالار، جس کے حوالے عقل کا
سب گھر دار، صبر اُس کا نام، شجاعت اُس کا کام، لشکر
آراستہ کرنے میں جہت اُسے تمام، دلاور ھیٹلا دن کا دن
کھام ۔ بیت :

صبوری تے خدا راضی صبوری پر خدا بھلتا
صبوری کیلی ہے جیں تے کلف مقصود کا کھلتا

صبوری تے دنیا، صبوری تے دین، کہ مصحف کی آیت ہے کہ
ان اللہ مع الصابرین، کہ یا ایھا الذین آمنو اصبروا وصابروا و
رابطوا۔ ہور حدیث بھی یوں آئی ہے سچ، الصبر مفتاح الفرج۔
ہور گوالیر کے سجان، یوں بولتے ہیں جان۔ دوہرہ:

دھرتی میا نے، تپ دھر بیج بکھر کر بوئے
مالی سینچے سر گھڑا رت آئیں پھل ہوئے

بادشہ دل صبر کوں بلاکر لشکر حاضر کرنے کا اسے حکم
دیا، لشکر اپنا سب دیکھیا لشکر کی گنتی لیا۔ ہمت کریا، جینے
میں آماس بھریا۔ شہر دیدار کے باٹ میں پاؤں کی جاگا سو
دھریا۔ عقل دیکھیا کہ دل تو روانہ ہوا، میری بات اُنے
بہانہ ہوا۔ بہت مہر محبت سوں، اپنے ارکان دولت سوں
کچھ فکر کر، ذکر کر، تین منزل انپڑا تا آیا، دل کوں عقل دیا
سمجایا۔ ایسے میں سنگھات کے لوگاں کیں سد پائے، خبر لے
کر آئے، کہ اس صحرا میں ہرناں جھوت ہیں ٹھاریں ٹھار،
بادکیاں موٹاں ہویاں ہیں آشکار۔ بیت:

بلا تے یو بڑہ پیدا ہوئی ہے جہاں تو کُک ٹھدنا
جہاں غمزہ کرے غمزے وہاں عاشق نے کیا کرنا

سینگ ہیں دو سنگ ایسے دس نہیں آتے نظراں تلے دستے
نہیں یوں جہالاں جاتے۔ بیت:

لاگے لاگاں یو باڈ پڑ لیئے
عقل دل دونوں کوں دغا دیئے

بارے سوں جڑتے، پوت پر اُڑتے۔ یوں هرن مِن هرن، کوں سکے انو کوں دام کرن۔ چاندے میں پاڑیں گے تو لے چاند سے میں پڑسیں نا، دسریاں کو سنپڑادیں گے وہ لے اپنے سنپڑسیں نا۔ هرن تو هیں بهو تیچه آلے، وے هرناں میں هیں آدمی کے بچّے جنگل میں رهتے، اتنا نچه ہے جو بات نہیں سکتے۔ سب سے پر چیوں سب آدمی کا دهرتے گیان۔ یا جناں نے هرناں کا لیے لباس، اس بات کوں خوبی کرنا تھا س۔ هرناں میں ایتی تندی ایتی چالاکی کہاں ہے، هرناں میں ایتی لطافت ایتی پاکی کہاں ہے۔ دل بادشاہ عالم پناہ، صاحب سپاہ ظل اللہ، بات اس دھات سوں، بہت پکڑیا امس، اس ٹھار شکار کھیلنے کی آئی هوس۔ بیت :

دل عشق میں هلاک هوئی آہ بھرن سوں
منگتا شکار کھیلنے ڈونیاں کے هرن سوں

ادے نواں نوتی کا جوان، تیزی پر سوار هو ہات میں لے تیر هور کمان۔ هرناں کے پچھیں گھوڑے کوں دیا تاؤ، یا باؤ پچھیں جانوں دوڑی باؤ۔ انو کوں هرنا کتے، ود هرناں نہ تھے تها غمزے کا چشم، انو کوں پکڑنے کوں کرسکتا هم، انو سوں ایسے شکار کا کیا غم۔ بیت :

هرناں نے اپنا مکھ دکھا لیائے هیں دل کوں کشش میں
صیاد هوا ہے صید یہاں کیا سرِ ہے اس دشت میں

دل نزدیک آئے لگن هر گز دور نہیں جاتے تھے، عقل هور دل کوں هور انو کے لشکر کوں باندھے بات یوں چه کھینچتے لیا تھے

تھے۔ دور گئے تو کھڑے رہ کر اپس کوں دکھلاتے، بہت نزدیک آئے تو نٹھ جاتے۔ غمزے کے لشکر کوں بھی غمزے کی عادت پڑی ہر ہرن یک نازکی تمبل چھڑی۔ ایک ھرن صد فتنۂ امن لانا کوں غمزاں نے جنی۔ ایک غمزے پر عاشق ایتا خوش حال،
جاں غمزیاں کا لشکر اچھے وہاں عاشقاں کا کیا حال۔
کاں کاں سنبھالے جیوں کوں عاشق بچارا کیا کرے
روں روں کوں دیدے لالیناغمزیاں کے ہنکاں تے بھرے
یو عشق کا ہے گھاٹ، دل ایک باٹ عقل ایک باٹ۔ بادے عقل نے دیکھیا کہ دل کوں حسن کی محبت کا اثر چڑیا، اس من ہرن دنبال لگ یو تو بیاباں میں پڑیا۔ بیت:
دل کے دل میانے شوق بل پکڑیا
دل دیوانہ ہوا جنگل پکڑیا
عقل بادشاہ، عالم پناہ صاحب سپاہ رہیا تھکیا، عقل بادشاہ صاحب سپاہ کوں برا لگیا۔ بےہوش آیا، خون جوش آیا۔ فرزند جگر گوشہ، ہر دو جہاں کا توشہ۔ سینہ پھوڑ یا کیوں جاتا ہے، فرزند کوں چھوڑ یا کیوں جاتا ہے۔ فرزند اگلا دل جان تے فرزند اگلا دل ایمان تے۔ مہر سو ما باپ کی، باقی مہرین باپ کی۔ دنیا میں سب ملیں گے یو تحقیق جان، نا ملیں سو ما باپ ہور سگے بھائی ہور بہان۔ انو کی مہر ہے، سو طلسم ہے،

سحر ہے۔

القصہ عقل بادشاہ اپنا لشکر جوڑیا، یو بھی ہرناں سے پچھیں لگیا شہر بدن کوں چھوڑیا۔ کام ہوا کدھر کا کدھر تے عقل بھی پچھانے میں سنپڑیا دل کے ادھر تے۔ دل ہور عقل دونو ہوے بیابانی، دونوں کوں لگی حیرانی سرگردانی۔

بارے نظر ہور غمزا جو دل بادشاہ عالم پناہ صاحب سپاہ کوں بلانے جاتے تھے لیانے جاتے تھے، سو دل کونچہ ادھر آتا دیکھے حسن دھن من موہن جگ جیون خاطر تلملاتا دیکھے۔ کہے الحمد للہ کام پایا سرانجام، اپنال فتح ہوا کام۔ جس کی خاطر ہمیں جاتے تھے سو وو چہ انگے آیا، خاطر ہمارا تسلی پایا۔ اپس میں اپے فکر کیے، ایکس کوں ایک عقل دیے۔ کہ ہمیں توبہ کوں شکست دے کر ناموس کوں لگائے، ہور عقل کوں بھی ڈرائے۔ جو دل کوں اپیچہ بلا کر دلاسا دیا، جیوں دل کا مدعا تھا وونچہ تدبیر کیا۔ عقل دل کوں آن دینا نہ تھا سو اپچہ تے اپنے لشکر سوں آتا ہے، عقل بھی بڑا پادشاہ ہے کیا جانے کیا فتوا لیاتا ہے۔ فرد:

نظر غمزا دو ٹھگ دونو ڈھٹا رے
اپس میں آپ مل کچھ کچھ بچارے

اتال فکر یو ہے جو ہمیں دل کے کنے تاجانا، عقل ہور دل ہمنا نا دیکھے تیونچہ ان دونوں کوں شہر دیدار کے نزدیک لیانا۔ کیا واسطہ کہ لشکر ہور حشم آتا ہے، دیکھنا خوشی آتی ہے یا غم آتا ہے۔ کام قضا کا ہے، معاملہ یک وضا کا ہے۔ ایک

پادشاہ ایک بادشاہ کے ملک میں جاتا، کیا جانے کس کے جیو میں کیا آتا۔ بادشاہاں کے مکرتے حذر کرنا، بہت ڈرنا۔ انو مال ملک پر نظر دھرتے، دوستی سوں آتے دشمنی کرتے۔ مصحفاں کیاں سوں کھاتے، ہور ایمان بھلاتے۔ رزق پر ہات مارتے، ہور اپنا دنہ مارتے۔ کوئی آگ سوں جالتا ہے انو پانی سوں جالتے ہیں، دغا دیتے ہیں بلا میں گھالتے ہیں۔ بیت:-

بریاں تے بہت مشکل خوب آنا   بد اگر خوب کئے بھی نا پتیانا

عقل ہور دل کوں کئے، ان دونوں نے یو متا کئے۔ ٹونے کے شور شور سوں، سحر ہور مکر کے زور سوں، عقل ہور دل کوں کیں کا کیں لیا پاڑے، ان دونو نازنیناں نے اُن دونوں عاقلاں کوں تاڑے۔ بیت:-

نظر ہور غمزے کے چالے بلا لیائے
کہ دل ہور عقل دونوں دغا کھائے

یونچہ چینک لاتے لاتے، چھاندے میں بھاتے بھاتے، پھسلاتے پھسلاتے دیدار کے شہر لگن لائے اپنا کام فتح ہوا کر بہت خوش حالی پائے۔ ہزار ہزار اتنا سوں لاکھ لاکھ چھند سوں حسن دھن جگ جیون من موھن کنے گئے سلام کیے، گذیا سو قصہ بولے تمام کیے۔ سرخ رو ہو آئے بہت شاباشی پائے۔ حسن دھن من موھن جگ جیون نظر ہور غمزے کوں گلے لائی، نئی کچھ بخشے لئی کچھ دئی۔ ہور فکر اپس میں کیہ کہ عقل بھی بڑا پادشاہ ہے، بھوتاں کا پناہ ہے۔ اپنے لشکر سوں نزدیک آیا ہے، کسی کوں

پتیایا ہے کون ہنستا کون روتا خدا جانے کیا ہوتا۔ بیت:

جو کچھ ہے سو کنا نزدیک آ
بڑیاں تے بات ہرگز ناچھپانا

اس مصلحت کا کام، اس وقت کا کام، یوں دیکھے کہ قصہ یوں ہے کہ باپ کوں خبردار کرنا ہوشیار کرنا کہ اس لشکر کوں دور کرنے کا کچھ علاج کرے، کچھ کام ہوے اپنا رواج کرے۔ بیت:

عاشق جو کوئی ہوا اُسے آرام نہیںچہ ہے
اپنے سجن کے کام بغیر کام نہیںچہ ہے

مکتوب معقول مقبول جوں محبوب لکھ کر بھیجے باپ کنے، مضمون یوں تھا اس مکتوب منے۔ کہ نقاش خوب بے بدل، سب نقاشاں میں اول۔ میرا تھا یک غلام، مانی تے زیاست اس کے کام۔ خوش طبع بہوتیچ خوش فام، جس کے کام کوں دیکھتے دل کوں ہوے آرام، خیال اُس کا نام۔ آج مدتیک ہے کہ میرے پاس تے گیا ہے، عقل بادشاہ کے بند میں سنپڑ رہیا ہے۔ عقل پادشاہ نہ اُسے پانی نہ اُسے کھان دیتا، نہ ادھر آن دیتا۔ اسے واں بہت خفا ہوا ہے، اس پر بہت جفا ہوا ہے۔ ہمیں اُسے بلا بھیجے تو بہت غصہ کر، اپنے لشکر ہور حشم سوں آکر جہت غوغا کرتا ہے، فتنہ برپا کرتا ہے۔ فرد:

جیتا حق بولے تو ہرگز کسے تاثیر نیں ہوتا
دنیا کا کام مشکل ہے یو بے تدبیر نیں ہوتا

منگتا ہے جو شہر دیدار کوں اس گل بھرے گل زاد کوں لیوے

یاں کے متوطناں کوں آزار دیوے۔ عورت کی ذات کچھ جھوٹ کچھ سچ ملا کر بولی بات۔ کہ اس کی تدبیر کچھ کرنا، یو بات نا بسرنا۔ کام گیا ہات تے، پچھیں کیا فائدہ کس بات تے نکتہ چینی بہت کچھ خوب ہے، پیش بینی بہت کچھ خوب ہے۔ توں عشق ہے تجھ سوں عقل کیا کرتا، ولے عقل مکری ہے اُس کے مکر تے بہت ڈرنا۔ توں مست دو ہشیار، دغا دیتے کیتی بار۔ جتیا کوئی قوت دھرے گا، دغے کوں کیا کرے گا۔ جاں زور سوں کام ہات نہیں آتا، دشمن وہاں دوستی لاتا۔ خدا تے نیں ڈرتا، دشمن دوستی سوں اپنا کام کرتا۔ سنکھ ہوجائے آکر سنکھ ہنکارے، دغے سوں جمٹی ہتی کوں مارے۔ دغے سوں بکری غالب باگ پر ہوئے، دغے سوں شر زے پر روباہ دار ہوئے۔ یو بات سب خاطر لیانا، ہشیار اچھنا دغا نا کھانا۔ اس بات کوں حدیث ہے سن اے عزیزا، قتل الموذی قبل الایذا۔ یعنی کیا حاجت ہے دندی آکر دند سارنا برائے نیں کرے لگیچ برے کوں مارنا۔ برے تے خدا کہیا ڈرو برے کی آنگے تیچ فکر کرو۔

عشق بادشاہ، ظل اللہ صاحب سپاہ عالم پناہ یو واقعہ سنیا غصے تے سر دھنیا۔ بیت:

غصہ چڑیا ہے عشق کوں اب عقل پر آئی بلا
کیا حال آخر ہوئے گا کیوں سوسے گا یو زلزلا

کہیا عقل کوں وجود کیا ہے جو ایسا کام کرسے اپس کوں رسوا ہمنا بدنام کرے۔ اگر عقل کوں اپس پر گمان اتنا ہے، تو میں بی عشق ہوں خدا ہے یو کام کتنا ہے۔ بیت:

جلالت میں یو عشق آیا نہ ہوسی کم قہر ہرگز
عقل کے گاڑوڑی تے یو او ترسی نا زہر ہرگز

عقل دیوانہ ہے جو عشق سوں کلاتا، عقل کوں عقل اچھتی تو عشق کا مایا پاتا۔ عقل کوں اتی کاں ہے زیادہ سری جو عشق سوں کرے برابری۔ عشق سوں قوت کرتی عقل ہوئی دیوانی، ہتیاں انباڑ سوں ڈبتے بکری کتے مجھے کیتا پانی۔ عقل عشق سوں لڑنے آیا ہے، سو عقل گم کیا ہے، قطرے نے دریا سوں ہم کیا ہے۔ ذرہ آفتاب سوں کیا کرے گا، آتش آب سوں کیا کرے گا۔ چمٹی کا سلیمان سوں کیا چلے گا، زمین کا آسمان سوں کیا چلے گا۔ فرد:

دوڑیا ہے دل پر عقل کے بادل ہو لشکر عشق کا
کس کس کوں جا کر مارتا کیا جانے خنجر عشق کا

بادے مہر نام، خوش فام، شیریں کلام، شجاعت میں تمام نڈر، بے جگر، ہمیشہ مستعد اپنے کام پر، عشق کا یک سپہ سالار تھا، اپنے ٹھار بہت ہشیار تھا، سب لشکر تے خبردار تھا اسے فرمایا کہ جفا، مشقت، درد، محنت، غم واَلم قلاشی، زاری، بے نوائی بدنامی، رسوائی، فراق، اشتیاق، زاری، خون خواری، دشواری، فغاں، زاری، آہ نالا، مبتلائی حسرت، سوزش، تپش، شیدائی، استغنائی، بیداری، بیقراری بے تابی، اضطراب، بلا، رنج، عتاب، آزار، عذاب، حیرانگی، پریشانگی، سوگوارانگی، دیوانگی یو وزیر بڑے بڑے، سب حاضر کھڑے، انو کے جی کی بات لے، انو کا دل ہاتھ لے، انو کوں اپنے

سنگھات لے۔ جاں ایسے اچھیں وزیراں، وھاں کسکیاں کیا چلبگیاں تدبیراں۔ جو کوئی انو کا نانوں سنتا سو ڈرتا، انو سوں کون لڑنے کون دعوا کرتا۔ یو نام کے وزیر، بہت بڑے کاماں کے وزیر۔ ھور مشرق کے ادھر کا جیتا لشکر ہے باقی وزیر سرداں جیتا نرھے کارگو ہے۔ یو سب یک بار شہر دیدار کے اُدھر سے جا، بارے عقل ھور دل کے لشکر سوں ٹک جھگڑا بجا۔ اُس لشکر کوں بے جان کر، بخاک یکساں کر، دانا دان کر، پریشان سرگرداں کر، کہ دوسرا ایسے کام تے ڈرے، دسری بار بھی کوئی ایسے چالے نہ کرے۔

عشق لشکر رواں کیا ست کا وقت آیا ہے اب قیامت کا

مرد بے ہمت نا اچھنا، ہمت دھرنا، دشمن کوں اپس پر دلیر نا کرنا۔ جاں ادب داں سب جتنا قاعدا اتنا فایدا۔ بے ادب بے تمیز، ادب دار سب کوں عزیز۔ مہر سپہ سالار نے، مرد کار زار نے، جوں عشق پادشاہ عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ نے فرمایا تھا، جیوں عشق کی خاطر میں آیا تھا، تیوں سب لشکر جمع کیا، سب نرجمع کیا، ایک تے ایک خوب ترجمع کیا۔ چاروں طرف صف باندہ، جیوں پولاد کی کاندہ، بسم اللہ کر ہمت دھر عقل ھور دل کے لشکر پر چلیا، جانو کوہ قاف کا ڈونگر ھلیا۔

دل نے کیا ہے کام یو اس عقل پر کیا بول ہے

دل کی اُدھر تے عقل بی حیران ڈاواں ڈول ہے

عقل یو خوجان، یو قہر کے دریا کی موجاں دیکھ اپنی جاگا تے

ہلیا، تلملیا، ہیبت تے آپس میں آپے گلیا۔ فرد:

یو واقع عقل کوں آیا، سو اس دل کی اولالیاں تے
بلا ماباپ پر آتی ہے فرزنداں کی چالیاں تے

ناجان کو گمان کر ایسے کام میں پڑیا، اپے اپنی عقل سوں اپے
اس دام میں پڑیا۔ عشق کا مایا نہیں پایا۔ ایسی عقل تے یہاں
دغا کھایا۔ فتنہ جاگیا، جھگڑا لا گیا۔ بادے او ایک دیس غمزا اکو
عقل کے موں پو چڑیا، خوب دو دو ہات لڑیا، عقل کوں سنبھالنے
مشکل پڑیا۔ دسرے دیس قامت نے استقامت کیا، عقل کے لشکری
میں قیامت کیا۔ تسرے دیس رات کوں زلف جا کو شب خون پڑو
کوتی تھی سو ہوئی بڑی۔ بھوتاں کو پنچی، بھوتاں کوں تھنچی۔ ٹھاٹ
ٹھاد ہیری، دھواں ہوکر گھیری، آگ ہوکر چاروں طرف
لڑی، بہت قائم ہوکر کھڑی۔ فرد:

جو غمزا آئے لڑنے کوں عقل اس ٹھار کیا کرنا
اُٹھے گا ہات کیوں اس ٹھار یہاں تروار کیا کرنا

ویسے میں خوش بوئی کی باس کہ دل کوں جلانہاری تھی، دل
کوں بہت پیاری تھی، دل میں ہور اُس میں یاری تھی، غم خواری
تھی۔ دو ہوئی دل کے اُدھر، دل کوں کہی نکو ڈر۔ یو باؤ کاں لگتے
اسے کس کے زخم، زخم کا اُسے کیا غم۔ اگر بارہ ہزار جنے مار گئے
توبی مارا مازیچہ ہاریں گے۔ یو باو بارا، اس سوں کس کا کیا
چارا۔ آڑے وقت دا، کوں مدد آئی بادے سنبھالی، یاری کوں
قرار رکھی، دل اپنا ایک ٹھار رکھی۔ محبت کوں پانی اپنے آشنا تے بولی کام ہوا ہے مشکل۔

اپتال ہمت چھوڑنے میں کیا حاصل۔ مارنا یا مرنا، اپنا نانوں کرنا۔ نھاٹے تو کیا آوے گا، نھاٹے تو کیا بانچنے پاوے گا۔ بختاں میں لکھا سو کیا جاوے گا، یہاں ناٹے تو خدا کوں بھی بھاوے گا جیو کوں کیتا ڈرنا، یو مردی کا وقت ہے کچھ تو بھی کرنا۔ جیو گیا تو کیا ولے شرم نا جانا، نہ کہ جیو ہور شرم دونو گنوانا یوں ہوا تو مرداں میں مرد کیوں کھوانا، ہور لوگاں میں بھی کیا موں دکھلانا۔ یو حضرت کی حدیث ہے سن (من مات العزت فقد مات شہید قد قتل عند عزۃ فھو شہید) یعنی جو کوئی اپنی عزت خاطر مار دیا گیا سو شہید ہے، جو کوئی اپنی عزت خاطر امار دیا گیا سو شہید ہے۔ دل کہیا خوب کہی اے سو باس راسک راس اس وقت مجھے تیری ہے آس۔ میں بھی دل ہوں بڑا ہوں، قائم ہوکر کھڑا ہوں۔ کیا کروں عشق ہور حسن کا لشکر قوی ہے، یو عشق کا گھوڑا انیں باگاں کی گوی ہے۔ یہاں باگاں ہیں پھاڑیں گے، ہڈاں میں تے گد جھاڑیں گے۔ یہاں جیوتی اٹھنا اپنا لہو اپے گھٹنا۔ یہاں مرد کوں مرن کا قصا ہے، یاں باگ اور ہرن کا قصہ ہے۔ یہاں چیٹی کے انگے ہتیاں ہارے۔ اس جنگل کے کولیاں نے شرزیاں کوں مارے۔ نبی ہور دلی جو ویسے تھے مست، ویساں کا لشکریاں کھایا شکست۔ میں بھی یہاں ہات جیوتے جھاڑیا ہوں، ہمت کیا ہوں دن کھام گاڑیا ہوں۔ کوے میں پڑکر دسری کا ٹنا نہینچہ ہمبتا، عاشق کوں نھاٹنا نہینچہ ہمبتا۔ دل تو ہمت دھرتا، دیکھیں اتال خدا کیا کرتا۔

تاّل اللہ توکلت علی اللہ۔ جوں فارسی میں کتا ھے استاد کہ " زدیم برسرِ رنداں ھر انچہ باداباد " بارے وو سو باس جو دل کنے آئی تھی، دل سوں دل لائی تھی، اُن نے خوب دوچار حیلے کری، بہت ستے ہمت بھری، ہمت دھری۔ بہت بڑائی فوجاں اچائی۔ عشق کے لشکر کوں حیران کری، پریشان کری سرگرداں کری۔ فرد:

لھوے ناذاں کے ھاتاں میں ھیں دل نامل جھگڑتا کیوں
کہ عقل ھور عشق کا جھگڑا ایکایک یوں نبڑتا کیوں

چوتھے دیس بھی یو جھگڑا آفتی نبڑیا نھینچ تھا، یو غوغا و ھیجہ تھا۔ اپس میں اپے لڑتے تھے، جھگڑتے تھے۔ نہ یو نھاٹتے، نہ وو نہاٹتے، ایک کوں ایک ڈراتے ایک کوں ایک داٹتے۔ آٹا اٹ تھا، کاٹا کاٹ تھا۔ ڈاواں ڈول سب شہر تھا یو کچھ خدا کا قہر تھا۔ حسن دھن من موھن جگ جیون لشکر تے ایسی خبر پائی، بہت حیفی کھائی، دل پر شکست لیائی۔ کہ آخر خوشی ھے یا غم، اس جھگڑے کا کیا عالم۔ یو جھگڑا کیوں آخر نبڑتا ھے، کس پر کیا وقت پڑتا ھے۔ قضائے آسمانی، بلائے ناگھانی، فتح شکست خدا ن کے ھات، یہاں نہ کئی جائے بڑی بات۔ حیران ھوئے، اندیشنا ھوے۔ آخر وو بن پرکی پری، آپس میں اپے کچھ فکر کرکے، ہمت پر دل دھری۔ بیت:

ھر ایک کام اول اختیار کر کرنا
جو کام کرتے اُسے ٹک بچار کو کرنا

اپنے خال کوں عالم کے کال کوں جگ کے جنجال کوں، اس

نیک خواہ نمک برحلال کوں بلائی، اس سوں مشورت لائی۔ فرد:

وومن ہر دل ربا او تار مورت

سو اس کا تی بلا سوں کی مشورت تھا

ان خال نے بولیا، عالم کے کال نے بولیا، جگ کے جنجال نے بولیا، حسن کا نمک حلال نے بولیا۔ کہ اے حسن دھن من موھن جگ جیون کہ تجھے کوہ قاف کی پریاں میں ایک ہم زاد ہے، تجھ تے ہمیشہ اس کا دل شاد ہے، عالم اسے دیکھن کوں آرزو ماد ہے، سو مست آزاد ہے۔ بہت دلاور بہت زور آور کسی تے نہ ڈرے، جاں جاوے وہاں فتح کرے۔ جیتا کوئی شجاعت میں پنواتا، اس کے موں پر کوں آتا۔ جکوئی میدان میں مرد ہو نکلتا، اس کے آنچ تے گلتا۔ جیتے مرد ہیں مردانے اندازہ نہیں اس کے انگے ہات اوچانے، تقوا کر کھڑے رہنے کسے تاب، سامنے آکر کوں دے سکتا جواب۔ ھٹیلی ھٹ بھری جکچھ کبھی سو کری۔ خوش شکل قبول صورت، من ہر مورت، روپ بھو تیجہ آگلا، جاں بیٹھے وہاں پڑے اُجالا۔ ھنسے تو پھول جھڑے، بولے تو نبات ہور موتی پڑے۔ جو کوئی دیکھے سو بے تاب ہوئے، جاگتا اسے خواب ہوئے۔ بیت:

بذاتی خویش تے دیکھیا نجاوے عزیز ہوے سو وقت پر کام آوے

وو یہاں آئے تو بہت بھلا ہے، وو آدمی نہیں یک بلا ہے۔ وو دھن ٹک بہار نکلے تو بس، خدا دیا ہے اُسے جس۔ ولے اُن نے ایسی جاگہ پر کری ہے گھر، کہ ہرگز نہیں پڑتا کسی کے نظر۔

وهاں جاں کوئی کیسے دسے نا، اُس کا نشان کوئی کیسے دسے نا۔ اُس کا نانوں بھی حسنِ ہے اُسے بھی حسن کہتے ہیں، جتے عشاق دنیا میں رہتے ہیں۔ فرد:

حسن کی بھاں حسن جیسی سے   کھول کر کیا کہوں کہ کیسی ہے

دو بھی لئی نازاں لئی چھنداں لئی غمزے لئی عشوے لئی کچھ دھرتی ہے، عاشقاں پر ظلم کرتی ہے۔ تیرے یہاں اتنا جو قوت دھرے تو کیا عجب، عاشقاں پر یوں ظلم کرے تو کیا عجب۔ تجھ میں کیا عشوا تھوڑا ہے، دو بھی تیرا چہ جوڑا ہے۔ ایک کوں چھپانا، ایک کوں دکھلانا، نادر ہیں تمیں دنیا میں دونو بھانا تمیں دو پھول دو تارے دو دیوے دونو مانک جھمکاوے، دو پریاں دو حور، دو چاند دو سور۔ دو حسن کیاں بھریاں ڈ حسن کے باز، دونو صاحب صورت دونو صاحب ناز، دو گلزار دو بادشاہ، خوں خوار دونو صاحب سپاہ، دونوں کوں خوبی بخشیا ہے اللہ۔ دو سرو دو شمشاد جنو کا قد قامت دیکھ خدا آوے یاد۔ دو سکھیاں دونو بھی دو عالم کیاں انکھیاں۔ دونو دو بہشت، دونو دو عالم کی آس کی کشت۔ یو دو محبوب دو نادر زادیاں، عاشقاں کے دل کی مراد بخشن ہاریاں، جیو کیاں پیاریاں، سب گن میں سادیاں۔ جو کوئی انو سوں جیو لاوے وو ھرگز نا مرے، دونو دو آبِ حیات کے جھرے۔ جاں ایسی من موھن ہوئی یار، وہاں خضر ہونا کیتی بار۔ تمیں دونو بھی دو آفتاب، اس شرح کوں بی ھود ایک ہد ثا کتاب۔ اگر توں ھور وو دونو مل کر آتے ہیں، تو البتہ اس عقل پر ظفر پاتے ہیں۔ دل سوں تو یاری ہے، دل کا جھگڑا ستاری

باپ ہے کر دل عقل کے پاس ہے، وے اُسے بہوت تیریچہ آس ہے۔ دل حسن کے غلام کا ہے غلام اُسے لڑنے جھگڑنے سوں کیا کام۔ ادھر بائیں اُدھر کوا ہے، اُس بیچارے کوں بھی بہت مشکل ہوا ہے۔ وو عاشق ہے اہل ہے، اس کا کام سہل ہے۔ حسن دھن من موھن جگ جیون نے بولی کہ کیا فایدہ، وو گلگوں بچن نے بولی کہ کیا فایدہ جھگڑے کوں آ کھڑے ھیں حسن ہور دل، وو مدد آئے لگ بہت مشکل۔ اتال ھیں جھگڑے کی لاف میں، وو ہمزاد ہماری کوہ قاف میں۔ درد خراسان میں، دارو ھندوستان میں۔ وو دارو کو آنا، کو اُس کا درد جانا۔ اگر دارو کر تنہا ھارے کوں یو ھے خام، دارو آئے لگن درحمنہ کا کام تمام۔ شاباش تجھ سوں مشورت کری ساری رات، توں مجھ سوں بولیا آخر ایسی بات۔ میں تو تجھے عاقل کر جانی تھی، تجھ میں کچھ عقل ہے کر پچھانی تھی۔ خال نے کہیا، عالم کے کال نے کہیا، جگ جنجال نے کہیا، حسن کے نمک حلال نے کہیا۔ فرد:-

ناز میں اپنے مست محبوباں ناز پر ناز کرتے ھیں خوباں

توں حسن ہے تجھ میں نازکیاں باتاں بہت ھیں، تجھ میں غمزے کیاں حکایتاں بہت ھیں۔ ھر ایک بول تیرا ناز ھور غمزے سوں آتا ھے، ناز ھور غمزہ تجھے بہت بھاتا ھے سہاتا ھے۔ فرد:-

عاقل جو کہتا بات وو اس بات میں مانا ہے کچھ

غافل نہ ھو اندیش دیکھ اس ٹھار یہ پانا ہے کچھ

کچھ میں بات کے پچھیں بھی غم کرنا ہے، کچھ سمجھنا ہے پانا ہے دل کوں بے غم کرنا ہے۔ کیا واسطے کہ میرے پاس ایک عنبر کا دانا ہے، بہت پرانا ہے۔ جس وقت کہ میں آگ پو رکھوں گا اُس عنبر کے دانے کوں، تو کیتی بارہے تیرے ہمزاد کوں تیرے پاس لیانے کوں۔ گھڑی میں آئے گی پون واری کہ وو ہے پریاں میں کی رھنہاری۔ حسن دھن من موھن جگ جیون یو بات سن نپٹ فارغ بال ہوئی، اس اشادت تے اس بشارت تے بہت خوش حال ہوئی، جیوں پھول پھولی لال گلال ہوئی۔ خال فی الحال اس عنبر کے دانے کوں آگ پو جلایا، اس حسن کے ہمزاد کوں حاضر کر حسن کے حضور لیایا۔ حسن دیکھ ہوئی حیران، کیا ایک یو گھر تے پیدا ھوئی یہاں۔ پریاں میں تے آئی پری، یو بھی بہت تواضع کری، بہت تعظیم کری۔ دو ناز ہور غمزے کی گھڑیاں، ایک کوں ایک دیکھ دونو ھنس پڑیاں۔ بارے بعد از ملاقات ھات میں لی ھات دونوں سکی، چکل چکل گلے لگی۔ بیت:-

دو بچھڑے دو عزیزاں آملے ھیں
دو غنچے دونو پھول ہو کر کھلے ھیں

ماضی مستقبل حال، ایک کا ایک پوچھے احوال۔ ایک رات بات میں بات عقل ہور دل کے لشکر کا قصا کاڑی، اپنے راز کا پردہ پھاڑی۔ کانٹے کا زخم گھاؤ درد کہی، اپنے ھمدرد پاس درد کہی کہ ھمنا ھور دل میں عاشقی ھور معشوقی کی نسبت درمیان ہے، دو تن ھیں ولے دو تن کوں ایک جان ہے۔ دوھرہ:-

جے میں کہی سو ان کہا پریت ہے اس دھات
دو من کا ایک من بھیا اب دو کی ایک ہی بات

دل باپ کے ملاحظے سوں چپ جھگڑے میں آتا ہے نہیں تو یو جھگڑا اُسے کدھاں بھاتا ہے۔ وو عاشق صاحب صورت صاحب محبت، اُسے جھگڑے سوں کیا نسبت۔ بات عجب ہے، اس کے جھگڑنے کوں ایک سبب ہے۔ یہاں کچھ ہم نیں، اس کا کچھ غم نیں۔ وے جھگڑا آتال عقل سوں آپڑیا ہے، قصہ مشکل کھڑیا ہے۔ حسن دلھن من موھن جگ جیون کی بات حسن کی ہمزاد سن سب خاطر لیا بچاری، کہی خدا ہے نڈر نکو عقل کیا اچھے بچاری مہر جو عشق کا سر لشکر تھا، سب پرور تھا۔ حسن کے ہمزاد حسن نے بھی اپنا ناز، اپنا غمزا اپنا شیوا اپنا جالا اپنا چھند بند سب اس کی مددگاری کوں بھیجی، اس کی یاری کوں بھیجی، مت دی، ہمت دی۔ مرد انا اچھ کہی توانا اچھہ کہی، دانا اچھہ کہی اپنی عزت کی شمع پر پروانا اچھہ کہی۔ بیت:-

ناز غمزے تمام بھار رہے — دل کے تئیں بھار ٹھار ٹھار رہے

ھور حسن کنے بھی ایک حاجب تھا عاقل کاری، خوب کستا تھا کماں داری۔ بے خطا تیر مارے، ایک، تیر سوں ھدف اُتارے۔ آڑتا جناور تو اُس کے آنگے جاتا کہاں، چلتا سو جناور تو اُس کے آنگے آتا کہاں۔ کمان داری کا دیوا اس کے گھر جگیا ہے، خیال سوں تیر مار یا سو تیر لگیا ہے۔ دو تیر اگر ڈونگر کوں مارے تو پیلا ڈ جاوے نکل، اس کا تیر عاشقاں کا اجل۔ بال سوں بارِیک

اس کا تیر، پولاد کوں سٹے گا چیر۔ یہاں حیران ہم بادشاہ ہم فقیر، سب عاجز کس کی نہیں چلتی تدبیر۔ جو عاشق سامنے آیا، بے خطا یک آدھا تیر کھایا۔ نانوں اس کا ہلال کمان دار، دھاک اس کا ٹھار ٹھار۔ اس شہباز کوں بھی، اس تیر انداز کوں بھی، حسن اس مہر سپہ سالار کنے، اس ہٹیلے سردار کنے، اس خوں خوار کنے مدد کوں جا کہی بیگ فتح آکر آکہی، سرخرو ہوکر ہمناموں دکھلا کہی۔ بیت :-

خدا عزت رکھے جس وقت صاحب کام فرمائے

نفر کا نیت ہوے ثابت تو ہمت غیب تے آئے

یو صاحب جمال، یو صاحب اقبال، یو ہلال کمان دار، غضب ناک قہری قہار، مہر سپہ سالار سوں، صاحب توار سوں مل کر یک دل کر بہت قرار کیے، بہت اختیار کیے۔ بات کس خاطر نشان کیا، ہات میں تیر کمان لیا۔ عشق کا لشکر بہت ور زور ہوا، لشکر میں سب شور ہوا۔ لئی غمزے لئی عشوے، لئی نازاں ملے، لئی اوباشاں، لئی دغابازاں ملے۔ کام کچھ ہوا، لشکر سب ہچہ ہوا۔ شجاعت کا شراب سر چڑیا، ہلال کمان دار بسم اللہ کر، اللہ اللہ کر عقل کے لشکر میں جا پڑیا۔ چاروں طرف تے آپ مار پڑی، مجلس عجب گھڑی۔ ہلال عاشقاں کا کال دل گھٹ کیا، تقوا نپٹ کیا۔ ہوا خدا کا لوڑیا، وے اپنی ہمت نہیں چھوڑیا۔ مردانا تھا، دانا تھا، توانا تھا، عقل کوں جا کر ہٹ کیا ہنکار دیا۔ باپ کے جہل تے، اپنی قوت کے بل تے، نا دیکہ سک کر

اس غلغال میں، اس قیل و قال میں، یکایک دل میانے میان آیا سو ناجان کو اناچتی دل کوں تیر مادیا، دل کوں گھوڑے پر تے اُتا دیا۔ جھگڑا بیگ نہیں بھگیا، کسی مادنے گیا سو کسے لگیا جیتا کوئی گیان دھرے، قضا کوں کیا کرے۔ قضا کوں کیوں سنبالے قضا کوں کیوں ٹالے۔ مصحف میں یوں دیے ہیں خبر ' اذا جاء القضا عمی البصر) یعنی جو آتا ہے قضا، تو انکھیاں کوں اندھاری آکر انکھیا ہوتیاں ایک وضا۔ عقل دل کوں گھوڑے پوتی پڑیا دیکھیا، کام مشکل کھڑیا دیکھیا۔ عقل گھابرا ہوا عقل کا سینا پھاٹیا، عقل کا لشکر سب نیاٹیا کیا نھنا کیا بڑا، ایک جنا نہیں رھیا کھڑا۔ بیت :-

عشق سلطان عشق سرور ہے　　عشق دائم عقل اوپر ور ہے

عقل گیا جنگلے جنگل، عقل کوں وقت آیا کبل۔ عقل ڈاواں ڈول کسے یو قصہ کیے کھول۔ قضا یوں کھڑیا، عقل پر آسمان ٹوٹ پڑیا۔ بادشاہاں کوں لشکر خوب رکھنا کتے سو اس خاطر، جو انان دلاور خوب رکھنا کتے سو اس خاطر۔ کہ ایسے وقت پر کام آویں، پادشاہاں کی عزت رکھیں، پادشاہاں کوں بچاویں۔ اول کے پادشاہاں خوب جوانان رکھتے تھے، سو کچھ جان کر رکھتے تھے۔ اپنی عزت اپنی شرم اپنا نیم دھرم پچھان کر رکھتے تھے۔ جو پادشاہ اول تے یو گت نہیں پایا، اُن نے آخر یو نچہ دغا کھایا۔ عقل کوں اتپال عقل آئی پچھانے لگیا، سر کوٹ لیا موں میں ماٹی بھانے لگیا اول تے نہیں رکھیا اپنا قاعدہ، اتپال پچیاوے تو کیا فائدا۔ سب چھوڑ کر ہوا جہت بے تدبیر، یوں تھی

تقدیر۔ بارے یو عقل تائب ہوا خدا جانے کدھر غائب ہوا۔ بیت:۔

عقل نے عقل سوں کیا نہیں کام لشکر اپنا کیا خراب تمام

کوئی کتا شہر بدن کوں گیا پھر، کوئی کتا باغیچہ میں پڑیا گو۔ کوئی کتا جھگڑیچہ میں مارے گیا، کوئی کتا باٹ میں کس کے ہات اتارے گیا۔ کونچے کونچے یو حکایتاں، ہزار جنے ہزار باتاں۔ طالع عقل کا کچ ہوا عقل کا کام بے سچ ہوا۔ دل کے بختاں میں بی لکھیا تھا سو انپڑیا، دل بی حسن کے ہات میں سنپڑیا۔ آخر حسن کا فتح ہوا، جیوں منگتی تھی کتے ہوا۔ فتح کا باجا بجنے لگیا، حسن کا بازار گجگجنے لگیا۔ حسن دھن من موہن جگ جیون پری، خدا کی درگاہ ہزار ہزار شکر کری۔ شکر کر غم کوں دل پر تی بسرائی، اپنی زلف کوں فرمائی۔ کہ عقل پچھیں دوڑ بیگ، نا سنگ دیکھ نا دیگ۔ اپنے تاراں سوں، دھوئے کی دھاراں سوں، اس کے سرداراں سوں، اس کے یاراں سوں، اس کے خدمت گاراں سوں اسے جکڑ لیا پکڑ لیا۔ اپسے بہت پنوایا اتال کیوں گنوایا۔ لاف کر آتے، ہور یوں نھاٹ جاتے۔ یوں لاف مار کر یو کیا کیا لوگ ہنسائی نہاس جاتی لاج نہیں آئی۔ فرد:۔

عقل غافل ہو بہوت پچتایا وہم بولیا سو سب انگے آیا

عقل جو سسے کے پانوں لگا کر جاوے، تو بچاری زلف کدھر تے کھیچ کر لیاوے۔ بیت

جو نصیباں میں تھا سو وو انپڑیا
عقل نھاٹیا فقیر دل سنپڑیا

دل عاشق کھواتا، ہوساں سوں زخماں کھاتا۔ معشوق کے زخم، عاشق کوں پہ اذ مرہم۔ عاشقی حیران ہونے کی خاطر کرتے ہیں، عاشقی پریشان ہونے کی خاطر کرتے ہیں۔ تینے ترسنے خاطر کرتے ہیں، عاشقی انکھیاں میں تے انجھواں برسنے خاطر کرتے ہیں۔ فارسی میں یک کوں کنے پوچھیا کہ عشق کیا ہے کچھ ماردم، ان نے کہیا سوختم سوختم سوختم۔ عاشقی حیرانگی کوں میانے میاں لیاتا ہے، پریشانگی کا لذت پاتا ہے۔ عاشق ہے تو عاشقیت پچھان، ہزار جمعیت اس عشق کی یک پریشانی پر قربان۔ اگر عشق کی لذت کسے یاد ہے، تو ایک ساعت کے رونے میں عالم عالم کا سواد ہے۔ کس آرام میں اس بے تابی کا راحت ہے، کس آسودگی میں اس محنت کا فراغت ہے۔ تپیا ترسنا لگیا سواد، تو ناؤں پکڑیا مجنوں تو ٹھاؤں پکڑیا فرہاد۔ یو آگ دل میں رکھے تو بھاتی، اس آگ پہ جلنے ہوس آتی۔ یو محنت راحت بھری ہے، اس غم میں خوشی دھری ہے۔ یو زہر ہے ولے آب حیات کا کام کرتا ہے، یو تو کڑوا ہے ولے مٹھائی پر لاف دھرتا ہے۔ عاشق عشق کے زور سوں جیا ہے، تو یو محنت سو سنا تو عاشقی قبول کیا ہے۔ جن عاشق عشق کی آگ سوں، اس بجاگ سوں، روشن کیا دل کے دیوے کی باتی، اس دیوے پہ باد کام نہیں کرتی اس دیوے کی جوت کدھیں نئیں جاتی۔ جوں فارسی میں بی یوں کتا ہے۔ بیت:-

اگر گیتی سراسر باد گیرد چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

باد بارے کو قدرت کہاں یہاں آنے، پانی میں کی آگ بجھنی کیا جانے۔ مرگ نہیں ہے عشق سوں جیو نہارے کوں، کون ماریا ہے

پارے کوں۔ پارا کتیں مرتا ہے، موا تو جیونے تے بہت کام کرتا ہے۔ عاشق کا وجود کیمیا ہے اکسیر ہے، عاشق کے وجود میں جنس جنس کی تاثیر ہے۔ عشق کی آگ میں جلیا سو وجود، یار خاطر تلملیا سو وجود کامل وجود واصل وجود، صاحب حال وجود صاحب اقبال وجود، جس وجود میں خدا سنپڑ گیا، جس وجود میں خدا گھر گیا، جس وجود کوں کعبہ کہیا جاوے، جس وجود میں خدا کوں دیکھنے خلق آوے، جس وجود میں خدا کیا ہے ظہور، جس وجود میں سات آسمان سات زمین کا نور۔ بارے کتا ہوں تجھہ دھر، جو بات کتا تھا سو آئی بات بھی پھر۔ دل کوں حسن کے جگھڑے میں لگیا تیر، دل ہوا زخمی اسیر فقیر بے تدبیر۔ ادھر درد کوں تے زخم، ادھر باپ کی پریشانگی کا غم، بہت ہوا درھم، حیران ہوا مسلم۔ معشوق سکے جھگڑے کی چوٹ، عاشق لوٹ پوٹ۔ جیکچھ پڑیا سو سہیا حسن خاطر جیو پکڑ کر دہیا۔ نہیں اس حال سوں جینا کس کا مجال تھا، محال تھا۔ حسن دھن من موھن جگ جیون نے بھی دل کو اس حال دیکھ دل کا یک وضا سوں خیال دیکھ پکاری آہ ماری۔ انکھیاں میں تے انجھواں ڈھالی، محبت کی آگ سوں سینہ جالی۔ کہی کن موے نے دل کوں تیو ماریا، کن موے نے اس غل میں یو دند سادیا۔ دل کے دل میں الابلالی، کن نے ماریا کو بہت داٹیاں بہت گالیاں دی۔ عقل کوں چھوڑے دل کوں پکڑ لیائے، یو تو بلا میں پڑیا چہ تھا بھی اسے بلا میں بہائے۔ میں کدھاں کہی تھی کہ دل کوں یوں ہلاک بے آرام کرو، میں کدھاں کہی تھی کہ ایسا کام کرو۔ یو موئے نفراں نیں ڈرتے، کچھ

فرمائے تو کچھ کرتے۔ انو کا کیا جاتا، انو تو کرجاتے ہمنا پڑ دکھ آتا۔
بارے حسن پری اوتار استری، عاقل تھی عقل میں کامل تھی
آپس میں اپنے اندیشی کہ یو جھگڑے کا کام ہے، اس غوغا[1] میں کون
کسے پچھانتا کیا کسے فام ہے۔ نہ وہاں صاحب جانیا جاتا ہے نا
نفر، جیسے خدا دیتا اُسے قدرت سوں کچھ ہوتا ظفر۔ فرد:-
جھگڑے میں صاحب ہور نفر کاں ہے ۔ کس کی کس کے اوپر نظر کاں ہے
یو اپنا ہور پرایا جاننے کی جاگا نیں ہے، یو آشنا ہور بیگانہ
پچھاننے کی جاگا نہیں ہے۔ نہ دوست جانیا جاتا نہ دشمن مارامار ہوتی
چاروں کدھن۔ کوئی کسے ہٹ کتا نا پکارتا، جو کوئی جس کے ہات تلیں
آیا وو اسے مارتا۔ عقل اس وقت آکر عقل نیں کرتی دیوانگی آکر انگ
میں بھرتی۔ تو سب ہوتا سن، ہات چلتا ہور مارنیچ کی رہتی دھن۔
یو اپنا اپنا بخت ہے، قیامت کا وقت ہے۔ یو کام کس کی عقل میں نیں آتا،
خدا جانے اس وقت کیا ہو جاتا۔
القصہ حسن دھن من موھن کوں ایک دائی تھی، دل اس کا اُن
نے پائی تھی۔ اس کا ناوں ناز، بہت چتر چونسار ورساز، حسن سوں
دائم ہم راز۔ حسن نے دل کے عشق کی کہی بات، مشورت کری
اس دائی کے سنگات۔ کہ دل میرا دیوانہ میں دل کی دیوانی،
دیوانے دونو ملیں توچہ دونوں کی زندگانی۔ وو بھی بے تاب،
میں بھی بے تاب، دونوں کوں کھڑیا ہے اضطراب، دونوں کوں
نہیں آتی خواب۔ کیا جانے کیا لکھیا ہمارے دونوں کے باب،

---

[1] غوغے

ولے لوکاں کا میانے میاں بہت ہے حجاب۔ ملنا تو لکھیا ہے
قضا سوں، ولے اتال بیگچہ ملے تو خلق میں دستا ایک وضا
سوں۔ بیت:-

جی کی خاطر جیتا تپے گا دل
شرم لوکاں کی ہوئے گیچہ حایل

بارے عشق بادشاہ کنے، صاحب سپاہ کنے، ظل اللہ کنے سہو
سپہ سالار کوں بھیجیں، اس اوباش رند عیار کوں بھیجیں۔ بیت:-

حسن کچھ اپنے دل منے گنہ کر
عشق کوں بھیجی یو فتح کی خبر

کہ ہمنا میں ہور عقل میں جیوں نبریا، جھگڑا کیوں نبریا۔
عقل نامردی کی بات نھاٹ گیا سو خبر انڑاوے ہور عشق کیا
کتا سو خبر لیاوے۔ تا دیکھیں کہ عشق اس باب کیا فرماتا، اس
کی خاطر میں کیا آتا۔ بڑیاں کی بڑی عقل، نہنیاں کی عقل میں
ہزار خلل۔ اگر جیتا عقل دھرے بچا، آخر بھی کچا سو کچا۔ حدیث
یوں ہے آئی، کہ (الصبی صبی و لوکان ابن النبی)۔ یعنی نھنواد سو
نھنواد بچہ اگر نبی کا فرزند ہے، یو بڑیاں کی پند ہے۔ بڑے نیک
ہور بد تے واقف ہو رہتے ہیں، بڑیاں کوں بڑے جیپ نیں کہتے
ہیں۔ انو بی کچھ دیکھیں ہیں بہت کام کیے ہیں دنیا کا بھلا برا سب
خام کیے ہیں۔ نھنے کا ماں میں ہرگز نہ جاسیں کوئی دغا دینے آیا تو دغا نہ
کھاسیں۔ یو ناپوکر اگر نھنے سن اچھکر عقل بڑی اچھی تو وو کیا نھنا، اسے
بھی بڑا چہ کہنا۔ کیا واسطہ کہ بولے ہیں تونگری بدل ست نہ بہ مال،

بزرگی بہ عقل است نہ بہ سال۔ تونگری دل سوں ہے نہ مال سوں بزرگی عقل سوں ہے نہ سال سوں۔ اما تجکار آدمی ٹک اچھتا ہے تجربہ کار، سب جاگا اچھتا ہے خبردار۔ نہنا ہور عاقل اس کی عقل بھی تو اونچی چڑی ہے، ولے بات میانے میان تجربے پر آپڑی ہے۔ ہر کوئی اپنی عقل میں غرق ہے، ولے تجربہ کا ٹک فرق ہے۔ مصحف کی آیت بھی آتی ہے یہاں (رہ نموں، کل حذب بما لدیھم فرحون)۔ یعنی جو کچھ جس کے ہات میں آیا، اُن نے اُسیچہ میں حظ پایا، یک کا حال یک کوں کوں کھیا ہے، کوئی اپنی جاگا ایک سواد پکڑ رہیا ہے۔ فقیراں کوں فقیری پادشاہاں کوں پادشاہی دیا ہے، ہر ایک کوں ایک جنس سوں محفوظ کیا ہے۔ بقول اہل خراسان، جیوں کوں سب ملک میں دیتے مان۔ مصرع:

کس نگوید کہ دوغ من ترش است

ہر کوئی کتا اپنا کیف بہت مست، پانی تو انیچہ میں پڑتا گرگاٹیچ سکے اُدھر فرٹا تا۔ بڑیاں تے ٹک ڈرنا، ہر ایک کام کیے تو بڑیاں کوں خبر کرنا۔ آخر خوب اچھینگا تو کرو سکئیں گے، واگر برا اچھیگا تو جواب نا دسیں چپ رہیں گے۔ اس ٹھار بھی اتنی سمجھ دھرنا ہے، چپ رہنا سو ہیں منا کرنا ہے۔ ہمیں تو چلیں گے اپنا بھاتا ولے بھی کیا جانے کیا آغاد آتا۔ یو ناز دائی، حسن دھن من موھن جگ جیون کوں گلے لائی۔ کبھی بلا لیوں گی، تیری خاطر سب سر پر اپنے برا ہور بھلا لیوں گی۔ بہت خوب فرمائی، خوب تجھے یو عقل آئی۔ یو بات وقت پر سب کسی کیوں آئے، یو بات غیب

تے تجھے فرشتے سکلائے۔ توں حسن دھن من موھن یو خوبی تیری ذاتی ھے، بھلیاں کوں وقت پر بھلیچہ بات ہور عقل آتی ھے۔ اصالت یو صدقے جانا، زوراں سوں اصالت کدھر تے لیانا، یو خدا کی دینی خدا تے پانا، آدمی ھونا ذاتی، تقلیدی اصالت کام نہیں آتی۔ سمجھن ھارا یہاں دغا کھاتا، خوب سمجنا کسے آتا۔ اسیچ تے کام فرمانے ھارا ھوتا بد نام، آسیچہ جیوں منگتے تیوں نہیں ھوتا کام۔ بھاگ انوچہ کے سیو، جنو میں عقل ھور تدبیر۔ بیت:

دائی کاں جگ میں ناز اسی سے
مہر دائی کی ماں کی جیسی ہے

تیری عقل پر میں واری، کاں ھے دنیا میں تجہ جیسی چتر ناری۔ سرتے پانوں لگ، توں گن بھری، بہت دور اند یشے کری۔ حسن ھور ناز نار، یو بات آپس میں بچار، مہر سپہ سالار کوں بلائے، وونچہ اُسے فرمائے۔ بیت:

مہر صاحب ہوا ہے میانے میاں
مشکل ہوے گا آتال سب آساں

عشق پادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کنے اس مہر کوں اس سحر کوں کھے جا، عشق کوں سمجا۔ وو جھگڑا جیوں پڑیا تھا نظر، تیوں اس حسن کے کھے پر، مہر آفتاب چھر اس کی بات سن عشق لگن گیا، سلام کیا کلام کیا۔ عقل یوں ٹھانی ھور دل یوں سنڑیا کر کھیا، نصیباں میں جو کچھ لکھیا تھا سو انپڑیا

کو کھیا۔ عشق جہت ھنسیا عقل پر، اُس کی اُس نقل پر۔ کہ عقل عجب جاھل ہے، بڑا نا قابل ہے، کہ ھات تے نہیں ھوتا سو کام کرنے جاتا، ایسے کاماں تے کیا ھات میں آتا۔ بیت :-

عقل کوں عقل اچھتی تو نہ ھوتا یوں خراب ھرگز
جنودی کوں کچھ کرتا نہ کرتا اضطراب ھرگز

عقل عقل کئے سو اس کی بوجھ عقل، اُسے کیا غرض تھا کہ عشق کے کاماں میں کرتا دخل۔ حسن سوں دعوا لانا، اپنی عزت اپیچ گوانا۔ حسن بی ایک بادشاہ زادی ہے، اسے بھی قدرت ھر ایک وادی ہے۔ صاحب لشکر ہے، صاحب کشور ہے، صاحب تیغ و خنجر ہے۔ بادشاھاں اُس کی محبت تے دیوانے ھو ھو کر گھر سٹتے ھیں۔ رستماں اُس کے آنگے کمر کا کھوا کھول کر سپر سٹتے ھیں۔ جیتی جیتی[1] کر جانے، او تتی سب یاں ھار مانے۔ نھنا بڑا، سب حسن کے تلیں کھڑا۔ حسن عاشقاں کا آب حیات زاھداں کا زھر، حسن خدا کا قھر۔ اُس کا بول کوئی ٹھیل سکیا ہے، اُسے چھوڑ کوئی عشق کا کھیل کھیل سکیا ہے۔ معلوم ھوتا ہے جو عقل نے عقل گنوایا تھا، عقل کوں اس وقت عقل نہیں آیا تھا۔ بیت :-

عقل پاکر عقل نھاٹیا سو پھر کیوں ھات آتا ہے
عقل یہاں بھی اگر چوکیا عقل پو بات آتا ہے

آخر عشق فرمایا کہ زلف کوں بولو کہ دل کے گلے[2] میں حلقے کا طوق تھا، تاراں کی زنجیراں سوں جکڑ کر عقل جاں گیا اچھیگا

---

[1] جیتی۔ [2] جیتی۔

وھاں تے پکڑ کر لیا۔ ناز غمزا، شیوا، عشوا، چھند، چالا، انو کوں کہو عقل ھور دل کے نگھبان ھو اچھیں، دیدبان ھو اچھیں۔ کہ عقل بہت مفتن ہے مبادا ابھی کچھ حیلا کرے ھمادیچہ آدمیاں میں تے کسے وسیلا کرے۔ زلف جو آوے پھاند بچھانے، عقل بچاری کہاں سکتی ہے جانے۔ عقل عشق سوں ملے تو بھلا، نہیں تو عقل پر آتی بلا۔

اس سہرنے، اس گل چہرنے اس ٹونے اس سحرنے عشق جیتا کچھ کہیا تھا، اس کا مطلب دل میں دھریا تھا، سو اتنا ایک بیگ آکر دعا کر حسن کوں سنایا خاطر نشان کیا سمجھایا۔ حسن یو بات سن اندیشہ کری، مصلحت پر نظر دھری کہ کام ایسا کرنا جو کچھ کام ھوئے، آرام ھوئے نہیں تو ایسا نہ کرنا جو کام خام ھوئے، اپے بدنام ھوئے۔ اندیشہ سوں جو کام ھوتا ہے سو کام خوب اندیشے سوں جو کام ھوتا ہے سو تمام خوب۔ وھیچہ نازدائی، جس کی عقل اس کی خاطر آئی، اسے بلائی۔ کہی اس کام کا علاج یوچہ ہے اتال، کہ اس جاگا اپس کوں جہت رکھنا سنبھال۔ اپس کوں باول نہ کرنا، اتاول نا کرنا۔ بہت دھیر اچھنا، گنبیر اچھنا۔ مراد کا رشتہ ھات میں آتا سو آتا ہے، ٹک صبر کیے تو کیا جاتا ہے۔ (التعجیل من الشیطان تانی من الرحمن)۔ تعجیل شیطان کا اوالاسا، صبر ی رحمن کا تماصا۔ یو برت کا کھیلنا ہے یارو، جوں حافظ[۵] کتا ہے۔

صبر تلخ ست ولیکن بر شیریں دارد

---

۵ دونوں نسخوں میں حافظ ہی لکھا ہے۔ سعدی ہونا چاہیے۔

دل کوں درہم نکو کر، غم نکو کر۔ خدا ہے قادر، صبوری اول کڑوی لگتی ہے ولے بہت میٹھی ہوتی ہے آخر۔ بیج تے جھاڑ جھاڑ تے ڈالی ڈالی تے پات، پات تے پھول پھول تے پھل آتا ہے ہے بات، دیکھتے دیکھتے سنتے سنتے خاطر لیا تے لیا تے فکر کرتے کرتے رہتے رہتے معلوم ہوتی ہے کام کی دھات۔ اتا لیچہ کام ہونا نہیں سو تو رونا۔ میانے میاں آئی ہے قضا، آدمی میں یو کیا وضا۔ رونے تے کچھ کام نہیں ہوتا ہے، خدا کا کام خدا بغیر کسے فام نہیں ہوتا ہے۔ یو بے تاب ہو کر چیچے تلملتا ہے، خدا سوں کس کا کچھ چلتا ہے۔ خدا کوں یو دو باتاں نیں بھاتیاں، یو دو باتاں کام نیں آتیاں۔ ایک بیگی دوسری غروری، بندہ وہیچہ جس میں کچھ غریبی جس میں کچھ صبوری۔ جنے بیگی کیا اُن نے گنوایا، جنے صبوری کیا اُن نے کچھ پایا۔ بیگی میں مقصود گنوایا جاتا، صبوری میں ہر ایک کام نکل کر آتا اگر آسمان تے آگ برسے گا ابر، وہاں بھی کام کرے گا شکر اور صبر۔ شکر ہور صبر ہر ایک درد کا دارو ہے، شکر ہور صبر محنت کے دریا کا اتارو ہے۔ شکر ہور صبر تے ہر ایک مشکل آسان ہوتا ہے، شکر ہور صبر کرن ہارے پہ خدا مہربان ہوتا ہے۔ جیب یو جو کچھ بلا آتی ہے شکر ہور صبر کرنے تے سب جاتی ہے۔

القصہ اتال اس دل کوں، اس عاشق کامل کوں، چند روز بہت محبت سوں، بہت مروت سوں، ایک حکمت سوں، ایک جاگا دھریا، پچھیں آھستہ آھستہ بو جھیا۔ عشق فرمائے گا تو اُس کی بھی ایک فکر کریا۔ یہاں بیگی کام نیں آتی

بیگی نے سو بلا لیاقی - دنیاں میں رہتے، سو یوں کتی - کہ بیگی گھر لے گی - کسے کچھ دینے کوں بیگی بہت خوب ہے، کچھ آتا اچھے تو کچھ لینے کوں بیگی بہت خوب ہے - محبوب نار سوں ملنے بیگی کرنا فرض ہے، اپنے یار سوں ملنے بیگی کرنا فرض ہے - نہ کہ ہر ایک ٹھار بیگی ہوشیار ہو ایسی بیگی بکا دے وقت دغا دے گی - دنیا کا کام حیلے مکر سوں کرتے سچ، یاں بیگی کیے تو کچھ کا کچھ ہوتا سمج - ہر ایک کام کوں خوبی خاطر لیانا، پچھیں اس کام پر ہات بھانا - کام کھنا اچھو یا بڑا، توں ٹک تو بیگی اچھو وہاں کھڑا - جو کام اندیشۂ کر کیا جاتا ہے، اس کام میں دغا نہیں کھاتا ہے - اگرچہ خدا کے ہات ہے جیونا ہور مرنا، ولے جو کچھ عقل میں درست آتا ہے وو تو کرنا - بیت :-

بڑیاں کی راضی سوں جو کام ہوئے گا
بہت اس کام میں آرام ہوئے گا

تو لگن رخسار کے گلزار میں ایک کوا ہے، کچھ ہنے سونا مستیل ہوا ہے - اس کے آس پاس زینت سوں کیے ہیں کام چاہ ذقن اس کا نام - اس چاہ میں اس ماہ کوں مصلحت بدل بند کرنا، عاشقی بہت بھی فاش نا کرنا کچھ چھند کرنا - بیت :-

عجب چالے بھریاں ہیں عورتاں نیو
نہ جانو کاں تے سکیاں جھنتاں نیو

اگرچہ عشق چھپتا نہیں ولے جتنا چھپا سکے اتنا چھپانا، کچھ دلیا کچھ نہیں کھلیا ایچ میں کچھ لذت پانا - دہاں تے لگیچ لذت نہ پانا،

کھول سٹے تجھیں کیا سواد۔ چوری سوں عشق کھیلنا بھی عجب سواد ہے، جو کوئی عشق یوں کھیلتا اچھے گا اُسے کچھ یاد ہے۔ جو کوئی عاشق چتر رند ہے ہور اوباش، اُنے ہم چوری سوں عشق کھیلنا ہم فاش۔ چوری سوں تسکار کھیلتے کیوں جیو بھگے جوں رات کوں بنسی کوں مچھلی لگے۔ یو اس کا ماتا وو اس کی ماتی، دونو جیو پر اٹھے تو محبت دس کر آتی۔ راج روشن کا کام، وہاں جیو پر اُٹھنا عاشق کوں حرام۔ معشوق کی صاحبی زیر ہوئی، معشوق عاجز ہوئی گمبیر ہوئی۔ نازکی مستی گئی، نخرے کی زبردستی گئی۔ تپنا ترسنا اڑیا عشق کم پڑیا۔ مشق کی الالے تھے سو رہے، عشق کی چالے تھے سو رہے۔ جو پیٹ بھرے، تو بہشت میں تے کھانا آئے بھی کوئی کیا کرے۔ بھوک اچھے تو کھانا بھاوے، بھوک انیں سو کھانا کیا کام آوے۔ بھوک اچھے تو کھانے کا لذت پایا جاتا، بھوک کچھ نہیں سو کھانے کا لذت کیوں آتا۔

حسن ہور ناز دونو مل بچارے دل کوں چاہ ذقن بادے میں اُتارے۔ دل عاشق جو کچھ معشوق کہے سو راضی، عاشق ہی کھیلتا ہے عشق کی بازی۔ ایسا کوا کس عاشق کو میسر ہوا، اس کوے کوں کون سکے سرا، جس کوے میں آب حیات کا جھرا۔ فرد:-

زلیخا ہوئی مگر تو حسن تادی   که دل یوسف کوں کوئے میں اتاری

دل بہت پکڑ کر آس، کچھ کم ایک ماس، اس چاہ میں

ڈ کھیم

اس تائے اس آہ میں گرفتار تھا، حسن دھن من موھن جگ
جیون کدھیں یاد کرے کر امیدوار تھا۔ بیت :-

دل کوے میانے پڑکے حیران ہے
بند میانے سنپڑ کے حیران ہے

کہ میرا عشق تو بہت ہے گرم، کدھیں تو بھی اس
کا دل ھوئے گا نرم۔ مجھے دائم یوں نا دھرے گا، یوں
عشق ہے آخر کچھ تو کرے گا۔ ایسے میں یوں ھوا خدا کا
فرمان حسن کے تن میں بھوبیچہ تلملنے لگیا پران۔ حسن دھن
من موھن جگ جیون بھی عاشق تھی، عاشق مطلق تھی۔
دل کے دیدار کا غالب ھوا اشتیاق، سینے میں اُبلیا فراق۔
بے تابی پیدا ھوئی، اضطرابی پیدا ھوئی، بے آرامی بےخوابی
پیدا ھوئی۔ عشق کوں کیتا سنبھال کر رکھے، آپس کوں کیتا
بے حال کر رکھے، عشق تے سینہ ھوا ریش، بارے کچھ
اندیش، عشق کا سو لشکر جو تھا مہر، خورشید چہر، اس کے
ایک بیٹی تھی پرسحر وفا اس کا نام، حسن سوں اُسے جہت
اُلفت تھا جہت آرام۔ بیت :-

وفا آئی وفا سوں راجونٹ کی   سو دل سوں ملنے خاطر کام گھٹی
حسن دھن من موھن جگ جیون اُسے خلوت میں بلائی،
دل کا قصہ درمیانے لائی۔ وفانے کہی بہت خوب، اسے
محبوب، میں جفا نیں ھوں میں وفا ھوں، دل سوں دل
کوں جہت صفا ھوں۔ میں ایسی نیں ھوں توں بولے

پچھیں تدبیر نا کر سوں، جیو سوں راضی ہوں، قوما تقصیر نا کر سوں۔ بیت:-

وفا کرنے کی خاطر اُس وفا کوں کہی سب کھول کو اپنی جفا کوں

حسن نار دل کا سنگھار، جسے خوبی دیا وہ پروردگار، کہی میری عقل میں ایک تدبیر آئی ہے، وہ تدبیر مجھے بہت بھائی ہے۔ کہ شہر دیدار میں ایک گلزار ہے اس کی تعریف کیا کروں بہت خوب ٹھار ہے، وہ گلزار تھیں دین دنیا کا سنگھار ہے، جو کوئی عاشق ہے، وو اس گلزار کا اُمیدوار ہے۔ اُس میں ایک چشمہ ہے آب حیات کے پانی کا، عاشق کی زندگانی کا۔ ہور اس باغ کے میانے میان روشن ایک چھجا ہے جیوں آسمان، جیوں چندر جیوں بھان۔ دِسیں کوں دستے تارے، یہاں عاشقاں حیوان سارے۔ اس چھجے پر غمزے کے بادل چھاتے، ناز کے موتی برساتے۔ اس چھجے کوں دو کھڑکیاں ہیں کالیاں بہت بڑے مول کیاں بہت آلیاں۔ دو کھڑکیاں جو کوئی کھولے، تو واصل ہوئے، وصال کی بات بولے۔ اس کھڑکیاں میں تے یار حسن کا دکھنے منگتے دیدار۔ جو کوئی عشق کوں انپڑیا کمال، اسے البتہ اس جاگا ہوا ہے وصال۔ فرد:-

لگیا تھا رات دن دل کا اُسے ذکر
چھجے پر دل کوں لیانے کا کرتی فکر

تو چھپے چوری سوں دل کوں اس ٹھار لیا نے سکتی

ہے، اتنی قدرت رکھتی ہے۔ وفا با صفا نے بولی میری عقل منوں سنگھات ہے، اگر آدمی میں عقل اچھے تو یو بات کیا بڑی بات ہے۔ اقبال مجھے یو کام کیے بغیر آرام نا ھوسی، تا یو کام نا ھوسی۔ بیت:۔

سکی ہت کوں انے چت دے کے بولی
جو کچھ دل میانے باندی تھی سو کھولی

دل کاں ہے مجھے بیگ دل کوں لیا دکھلا میں دل کا بھید پاؤں گی، جہاں تو کہے گی واں دل کو لیاؤں گی۔ حسن نا دنے جگ کے ادھار نے عالم کے مدار نے زلف کو بلا کر بولی، پیچاں اُس کے سب کھولی۔ کہ دل کوں چاہ ذقن میں تے بھار کاڑ، ھور گرد اس کے پاؤں پڑکی اپنے بالاں سوں جھاڑ، دل کشا باغ میں لیا چھوڑ، پیلا ڑ جکو میہ ھوے خدا کی لوڑ۔ زلف بھوت ناز سوں، بھوت ساز سوں نیٹ انداز سوں، اینٹھتی مروڑتی بالیں بال جوڑتی دھائی، اپنی آدمی لٹ سٹ دل کوں چاہ ذقن میں تے بھار لیائی۔ ویسے میں یکایک دھاں وفا بھی آئی، دل سوں اپنا دل ملائی، دل کوں دلاسا دی دل کوں بہوت سمجھائی۔ بیت:۔

مہمان ھوئی وفا یو یک تل کی عذر خواھی بہت کری دل کی

کسی بھائی عشق تمام ہے جفا، ھور جفا دیکھے بغیر نہیں ھوتا نفا۔ دکھ کے پچھیں سکھ۔ جاں مشقت دھاں راحت۔ رنج تو گنج، فراق تو وصال کا ساز یراق۔ کھارا ہے تو میٹھے کا پایا

چاتا سواد، کھارا نا اچھتا تو میٹھے کا کوں دیتا داد۔ دھوپ
ہے تو چھاؤں کی قدر جانی جاتی، گرمی ہے تو آدمی کوں
سردی بھاتی۔ جہاں بند ہے وہاں آزادی، ہر غم کے پچھیں
شادی۔ شادی کے پچھیں غم، بہت برساں تے یو پنجہ چلتا
ہے یو عالم۔ بیت:-

دل کے دل میں بی ٹک جیو آیا   داغ پو دل کے آ دکھی چھایا

حسن دھن من موہن جگ جیون، جو تجھے بند میں دکھی
تھی سو لاعلاج تھی ضرور کوں، کیا کرے گی باپ کا ملاحظہ
بہت تھا اس حور کوں، توں تو دل تھا، ولے وو اگر یوں نا کرتی
تو تجھے بہوت مشکل تھا۔ توں جیو تیج مرتا، عشق کیا تجتے
ڈرتا، کیا جانے کیا کرتا۔ ہزار تن تلملتا، تو عشق سوں ترا کیا
چلتا۔ حسن سکی تجھے چھپا دکھی تجھے اپنا یاد کری، بہت بچہ
پو پیار کری، انکار کری۔ اس پیار کی قدر جاننا ہے، مروت کوں
پچھاننا ہے۔ کیتک مرداں بہت غدری اچھتے ہیں، ناقدری
اچھتے ہیں۔ قدر نیں جانتے، محبت نیں پچھانتے۔ جیوں
خسرو کہتا ہے۔ بیت:-

پنکھا ہو کر میں ڈلی ساقی تیرا چاؤ
منجہ جلتی[۱] جنم گیا تیرے لیکھن باؤ

بعضے مرداں جو کوئی عورت منگتی اسے خوار کرتے، جو کوئی نہیں
منگتی اسے پیار کرتے۔ جو کوئی منگتی اس سوں نخرے ناز، اس سوں

---

۱ جھلنی۔ جلتی۔

بات بولنے جیو نہیں ہوتا اس سوں واز۔ جو منگتی نیں وو بہت بھاتی، اس کی گالی کھاتے ہوس آتی، اس کے پانوں پڑنے جاتی، اس کوں اپس کی عاجزی دکھلاتی، اس کی خاطر آہ بھرتی اس کی خاطر اساس، بدات دیس پھرتی اس کے آس پاس۔ اس کی خاطر دیوانی ہوتی، اس کی خاطر سدبد کھوتی۔ یو بات پچلیچ ہے سب کتیں کہ بھلے کی دنیا نیں۔ منگے سو جلے، نیں منگے سو بھلے۔ مرداں صاحب درداں جو اتنی عقل دھرتے، سوچ کا کچھ سمجھتے، کچھ کا کچھ کرتے۔ منگتے سو محنت میں ہلاک بچارے، نہیں منگتے وو بہت پیارے۔ دنیا میں محبت کسی سوں نا لانا، اس زمانے کے مرداں کوں کیا پتیانا۔ ایک جا نظر ٹہرا رجاگا دل، کون عورت ایسے مرد سوں رہے گی مل۔ بات خرافات مرداں کی ذات سو بے وفا، ایسیاں خاطر کھوڑے اوتے ہلاک ہوے اپس کوں عذاباں میں بھائے تو کیا نفا، ایسیاں سوں جیو لائے تو کچھ حاصل نیں بغیر جفا۔ اپنی غرض کوں پھسلانے آتے، غرض سری کچھیں بات بدلاتے۔ عورتاں کوں کہتے کم عقل کم ذات، عیاری مرداں کی بات۔ عورت جو مرد پہ نظر کرے تو جیوں مار کے اسے انکیں سوں نا اچھ وساں سوں ہنستے کھیلتے یاں اپنے گریباں میں کچھ نہیں بچارتے۔ کبھی عورتاں کوں شاباش کہنا جو اپنی شرم سوں اپس کوں سنبھالتیاں، انکیں پرچہ تپ گھالتیاں، انکیں خاطر یچہ اپنا تن من جالتیاں، جانی جوبن گالتیاں۔ بعضے عورتاں مرداں خاطر ستیاں ہوئیاں ہیں، آگ میں جلیاں ہیں۔ عورتاں میں بہت شرم ہے عورتاں میں بہت نیم دھرم ہے۔ عورتاں بچاریاں بہت بھلیاں ہیں۔

کون مرد عورت ہوئی تو عورت خاطر اپے ہی ہوا، ایک ہوئی تو دوسری کیا، دوسری عورت کا مرد ہوا۔ عورتانچہ میں ست ہے مرداں میں کہاں ہے دھرم؛ سو جنیاں کو دکھلاتے اپنی شرم۔ عورتاں کون ایک جاگا اپنی شرم دکھلاتے اتیچ شرم آتی، مرداں سو جاگا اپنی شرم دکھلاتے انو کوں شرم نیں بھاتی۔ مرداں کو سب جاگا شرم آتی وہلے عورتاں کی جاگا شرم نیں آتی، جو شرم سوں شرم ملتی تو کیا جانے شرم کاں جاتی۔ مرد کو نرم کا دل عورتاں کو فولاد کا دل، موم فولاد سوں کیا کرنا بہت مشکل۔ مرداں کی حمیت کی جھوٹی لاف، اتاں دنیا میں کیا رہیا ہے انصاف۔ بات کنے کوں بات کتے، وہلے اپنی بات پہ نیں رہتے۔

بارے وفانے دل کے دل کوں نرم کری، محبت میں بھی گرم کری۔ باتانچہ میں پت جوڑی، دل کوں ہات پکڑ اس باغ میں لے کر آکر اس چشمے پر چھوڑی۔ بیت:-

عشق میں بہوت غلیلا ہے کچھ | عورتاں کا مکر بلا ہے کچھ

بارے دل اس کوہ میں تے بھار نکلیا، سینا گیا تھا چکلیا۔ باغ کوں دیکھتیچ سینا کھلیا، وہاں کے پھولاں پو بہت بھلیا۔ بیت:-

بھار نکلیا ہے بند میں تے دل | وصل ہوئے گا اتاں کیا مشکل

بہت دلیساں کی ماندگی چھائی، اس پھولانچہ پر ٹک نیند آئی۔ دل نیند آتیچ، وفانے خوش خبری دی حسن کوں جاتیچ کہ ہوا اب تیرے من کا بھایا، دل کوں تو خدا نے باغ میں لیایا۔ بہت دیساں کا ہلاک تھا پھولانچہ پر نیند لگی، اچھوں

بھی نیند یچہ میں ہے آس کی نیند نہیں بھگی۔ حسن لگن یو بات آئی، خوشیاں نے آپس میں نہیں سمائی، پاؤں زمین کوں نہیں لگیا دل کنے باؤ پر اُڑ کر آئی۔ فرد:۔

وقت ہے سو اقبال کا ہے وقت   یوہ نہایتا وصال کا ہے وقت

دیکھی کہ دل اپنے دل کا یار، اپنے دل کا آرام اپنے دل کا ادھار جیو کے عشق میں اپنا دل گرفتار، جیں دل کی خاطر دل بے قرار، صاحب صورت صاحب جمال، صاحب ہنر صاحب کمال، سدہ ملا دا اس کا صورت جیو تیچہ پاک مورت، سوانے ہات دیا ہے پھولاں پر آسائش کیا ہے۔ آہ ماری پکاری بچاری، بہت کی زاری تمام جھاڑاں کو تھادیاں تھار، گویا نور کے شعلے آئے بار جگمگ رہیا ہے تمام گلشن پھولاں تیں یو دیوے ہوئے ہیں روشن۔ باغ میں پڑیا ہے سب اُجالا، آفتاب ہوا ہے ہر یک لالا۔ اس کے رخسار نے شاباں سٹیا ہے، جانو چاروں طرف آفتاباں سٹیا ہے۔ بیت:

دل پھول تے نازک اسے اتنی جفا سو سیا سو کیوں
یوں مبتلا ہو حسن پر ایسی بلا سو سیا سو کیوں

انکھیاں میں تے انجواں کا بند ٹوٹتا، پھول تے جانو شبنم جھڑتا، دونو ہوے دو چہرے، پانی ہور لہو بھرے۔ انجھو ڈھلتے ہیں اُجلے ہور لال، خدا کوں معلوم اس بچارے کا حال۔ دل ہوا عشق تے دانا دان، آنکھی ہوئی یاقوت ہور الماس کی کھان۔ دیدے دیدار کوں ترستے، بادل ہو کر موتی برستے۔

دل کے عشق میں آپس کوں جلالی، دونو پانوں، پڑی الا بلا لی، یو
حسن نار محبت کی متوالی، دل کا سر گود میں اُچالی، سینے سوں
سینہ لالی۔ عشق سو چڑیا، یکایک دل کے موں پر اس کی انکھیاں
میں تے انجھو کا بند پڑیا۔ دل نیند میں تے جاگیا، حیران ہو کر
دیکھنے لاگیا۔ جیوں باغ میں تے کلیاں سب پھول، کر پھول ہو کر
تیاں رلیاں ٹھار ٹھار، چاروں طرف جھلکتے ہیں جھلکار۔
جھاڑاں نے سب تازہ کیے ہیں سنگار، گلے میں پھولاں کے
باندے ہیں ہار، بن رت آئے ہیں بار۔ جناوراں ڈالیاں پر
مست مرغولتے ہیں مست ہو سرشار، پانی کا لویاں میں سب
شراب ہوا مگر سایہ سٹیا اس کی انکھیاں کا خمار۔ حسن ایسی
نار، اچنبا اوتار، بے اختیار ناری روتی ہے زار زار۔ بیت:

جو انکھی حسن کوں دیکھے وو انکھی سد کو کھو تیچہ ہے
یتا تعریف جگ کرتا اجھوں تعریف ہو تیچہ ہے

خوش گفتار، وو خوش رفتار وو دیداں کا سنگھار، جیو
کا ادھار، عالم کا مدار، عجب خوبی کا سور، محبوبی کا نور،
پھند، بھری بالی لطافت کے پھول کی ڈالی، نازاں میں کاری
غمزیاں کوں اپجاں ہاری پاتاں جیسیاں نباتاں، پھول کی
پنکڑیاں[1] جیسے ہاتاں۔ کرنا جیسے بال آفتاب جیسا جمال۔ کمر
یکسو شہزادا شرم حضور، اس کی چالی نے کاڑی ہتی کی چال میں
قصور۔ دیدا شیدا شیدا من بی، فرش جانو پھول کی بنی۔

---

[1] پکھڑیاں۔

تن پھول تے نرم، طبیعت آگ تے گرم۔ اس وضا کے محبوب
بہوتیچہ خوب۔ دل کی سدنہیں دھی، بدنہیں دھی، محبت کری جوش دل
میں اُٹھی خردش، جاگ پر نہیں رہے ہوش۔ آہ مارا اٹھیا، بکیا
اُٹھیا۔ عشق کا اثر بہت چڑیا، کا کلوت سوں دوڑ کر دونو پاؤں
پڑیا، کمر میں ہات بجایا، چکل کر گلے لایا۔ فرد:۔

اگر عاشق اوپر معشوق کا کچھ التفات ہووے
محبت کا لذت ہے توچہ مٹھی توچہ بات ہووے

کہیا اے حسن، دھن من موھن جگ جیون، خوبی کے گلشن
معشوق عاشق پر ایتا بی پیار کرتی ہے، ایتا بی انکار کرتی ہے۔
تجہ تے سواد پائے عشق بازی، توں تو عاشق کوں نوازی۔
بری توں مجے سرفراز کری، فراق کے لہو کا گھائے جیوں
تیوں سوسے گا دل، دلے وصال کے خنجر کا زخم سوننا بہت
مشکل۔ عاشق کہ عشق سوں مبتلا ہے، دل میں عشق کا
غلبلا ہے، اسے معشوق کا پیار بھی ایک بلا ہے۔ فرد:

گلے لگ سوتے ہووسے تابی نئیں جاتی ہے یو مشکل
برہ میں تلملیا جوں تیوں ہلاک ہے وصل میں بی دل

دور کی آگ جیوں تیوں ٹالیا جاسے، نزدیک کی آگ کوں کیوں کر
سنبھالیا جائے، عاشق کوں بہت تلملتا ہے، عاشق جنس جنس سوں
جلتا ہے۔ لوگاں کہتے وصال، دلے وصال میں کچھ عاشق کوں نہیں چھپتا
ہے عاشق کا حال۔ معشوق گود میں سنتی ہے ہور ہلاک کرتا فراق
سینے سوں سینہ لگیا ہے ہور کم نہیں ہوتا اشتیاق۔ دیدا دیدار

میں کھڑا ہے ہور انکھی میں انجھو ڈھلتا معشوق سیج پر آئی ہے ہور
عاشق اجھوں تلملتا۔ معشوق آکر بیٹھی پاس، ہنوز آتے اساس
پر اساس۔ جیوں حقیقت میں مخدوم سید محمد گیسو دراز، حسینی
شاہ باز محرم راز، جنو کوں ولی اکبر کہتے جنو کوں سب ولیاں میں
معتبر کہتے، جان بھی خدا کے وصال میں جاتے، وہاں تے یوں
فرماتے۔ بیت

عجبے نیست کہ سرگشتہ بود طالب دوست
عجب این ست کہ من واصل و سرگردانم

یعنی ہر کوئی فراق میں پریشان ہوتا یاں میں وصال میں پریشان
ہوں، میں واصل ہور سرگردان ہوں۔ یو واصلی ہور سرگردانی،
یو بہت بڑی حیرانی کہ یہاں حضرت نے فرمائے ہیں دسریاں کوں
کیا دک، ما عرفناک حق معرفتک۔ یعنی جیوں توں ہے تیوں
تجھے نیں پچھانیا، جیوں توں ہے تیوں تجھے نیں جانیا۔ عرفی عاشق
دل سوختہ محرم کلام، شاعری میں جس کا نام، وو کہتا ہے کہ فرد:-

سحو کہ زدن فاختۂ سرو در آغوش
در جامۂ معشوق مرا محرم طلب کرد

اپے سب نظر، اپے سب دل، اپس کوں اپے دیکھا جائے
ولے اپس کوں اپے سمجھنا بہت مشکل۔ کسی بزرگ کوں کہتے یو پچھیا
کہ خدا کوں پائے۔ کہئے پائے، یعنی خدا ایسا کوئی ہے جیوں
سمجھتا ہے تیوں سمجھیا نہ جائے۔ خدا کوں نیں نہایت اسیچہ تے
اسے کہتے ہیں بے نہایت۔ جو عاشق یہاں آیا وہ متحیری کی پڑیا آیت،

خدا کا ں ہے کیسا ہے گھریں گھر یو حکایت۔ جوں وجہی عاشق عارف واصل گوہر سخن دریا دل، آزاد اپسا ہے، کتا ہے۔ بیت:

تمام عشقم و در دل تمام مشتاقی است
تمام دیدم و دیدن نہ دیدہ شد باقی است

جدھاں تے دیو جن پری پنچایا، جدھاں تے دنیا ہوئی ہور دم ہو آیا، دہونڈ تیچہ عمر کھپی سب کی، دلے تحقیق جوں ہے تیوں کوئی نیں پایا۔ باقی رہیچہ کتے یوں نہ کہیا کہ اتنا پایا ہیچہ یو اپار غرقاب دریا اُسے نہیں پار۔ ہر ایک نہنگ اس دریا میں شناوری کرتا اپنی مقدار۔ عاشق معشوق کے حسن کی نہایت دیکھنے جاتا، معشوق کے حسن کوں نہا تیچہ نیں سو نہایت کیوں پاتا۔ اس ٹھار حیرانگی آتیچہ ہے، سرگردانگی آتیچہ ہے۔ جو کوئی خدا کے کارخانے میں جاتے، جو کوئی خدا کا کارخانہ چلاتے، جاتے جاتے آخر اس فکر پر آتے۔ انو کوں یو چہ لایا ہے شوق، اپنا اپنا ذوق۔ انو کے سر پر پڑیا بھار، جیتا دھونڈے تیتا پائے، بھی ڈھونڈتے ٹھاریں ٹھار۔ انو کوں ہور ذکر ہے، کرامات، ہور اعجاز کی فکر ہے۔ خلق کا مدعا لینا ہے، خلق کا سوال جواب دینا ہے۔ خدا سوں ہزار گفتگو دھرتے ہیں، دہیچہ جانتے جو کچھ دو کرتے ہیں۔ رب نے انو کو یو دیا منصب آزاد عاشق یو چھوڑ دیا سب۔ دکھنی دوہرا۔

تیرے کرتب کرنے تے میں چیپ ہوئی بدنام
میں میانے تے اُٹھ گئی توں جانے تیرا کام

جو عاشق یوں ہوے ہیں اختیار، خدا کا بھی انو پر پیار، رسول

کا بھی انو پر پیار۔ خدا ہور رسولؐ جنہ کا لاڑ چلاتے، سو یو لوگ
خدا ہور رسولؐ کوں بھاتے، سو یو لوگ مرفوع القلم آزاد بے پروا
بے غم۔ وہاں خدا جوں تھا دسیچ، اُنے میانے میاں نیچ۔ وارد
یوں ہوئی ہے حدیث بھی، (الفقر لا یحتاج الی اللّٰہ و الی نفسہ)
یعنی فقیر نہ اپنے نفس کا محتاج نہ خدا کا محتاج؛ کیوں ہوئے کہ
اُس میں رہیاچ نہیں خدا باج۔ اسے ہوئے تو احتیاج کچھ کس
سوں دھرے، جاں اپچ نہیں واں احتیاج آکر کیا کرے۔ اُن
کے سجئے میں اس کا نفس آیا، ہوا ہور حرص کوں دل میں سے
بھار بھایا۔ نفس پاک ہوا کثافت دور ہوا، خاک اس کا معنی نور
ہوا۔ فقیراں تو ہور بھی کچھ کہتے ہیں جدا، جس شئے کوں آخر بعد
منگیا وہیچ اُس کا خدا۔ غیر پر انو کی نظر بچ نئیں غیر انو کوں جانیچ
نئیں، غیر کی انو کوں خبر بچ نئیں۔ یو بات نادان کے سننے کی نئیں،
یو دریا کم حوصلیاں کے موتی چننے کے نئیں۔ داناں یو بات نئیں
کرتے ناداناں سنگات، چھپا چھپا بات کرتے سو یو بات۔ حیف
نیں کہ یو بات نادان کے کان میں پڑے، پھول کا چمن جا کر خارستان
میں پڑے اس چمن کی کلی باس مہکا دے گی، دلے جو کوئی خام ہے
جیسے زکام ہوئے اُسے کیا باس آدے گی۔ بارے سوں لہوا پگلیا
نئیں، پانی سوں پتھر گلتا نیں۔ نادان ہور جاہل اس درگاہ کے
مردود انو کوں یو بات سمجھنی کیا مقصود، جبتا انو کوشش کرنے جاتے
وہاں تے انو کوں مار مار کے بھار بھاتے۔ نالائقاں کوں وہاں

نیں آن دیتے، ناقابلاں کوں وہاں نیں جان دیتے۔ یو خاصاں کی ٹھار، یہاں کیوں آتا بے اعتبار، یہاں تمام راز یہاں تمام اسرار ہزار ہزار پردہ دار، یہاں نامحرم کوں چاروں طرف تے ہوتی مار مار۔ عشق کا دھات جدا کچھ ہے، عاشقی کی بات جدا کچھ ہے۔ جو یک کوئی کسی کوں دیکھیا بے آرام ہوا تو کیا عاشق ہوا، چار لوگاں میں بدنام ہوا تو کیا عاشق ہوا۔ چار آہ ماریا، چار اوساس بھریا تو تو کیا عاشقی کریا۔ ہر کوئی عاشق کہواتا، پر کسی عاشق ہونا بھاتا۔ عاشق کوں معشوق کے گال بال پر بہت دل، ادھر، آنکھ، خال، ہات، پانوں، کمر چال پر بہت دل۔ کسوت ساز زر زرینہ پر بہت خوش، ناز، غمزا، عشوا سینے پر بہت خوش۔ اتیچ میں بلک جاتا، جاں دیکھتا واں بلک جاتا۔ ولے جو کوئی اس خاک میں ناز غمزے کرتا، اس کی خبر نیں دھرتا۔ ایسے عاشقی کرنا آیا چہ نیں، ان نے عشق کی بایا پایا چہ نیں۔ جو کوئی اس خاک کے بھتر ہے اس سوں جیو لاوے گا تو عاشق ہوے گا عاشق کی جاگا پر آوے گا۔ خاک سوں جیو لاوے گا، وو کیا خاک پاوے گا۔ یو خاک جس سوں خوب دس آتی، اسے سمجیا چہ نیں خاکیچہ پر عاشق ہوا اسے خاکیچہ بھاتی۔ خدا نہ کرے یکادے وقت کچھ برا بھلا ہوتا تو توں ڈرتا کی، جس خاک پر توں عاشق ہوا وہیچ ہے اسے خبر تا کی، اگر تجھے اتیا ڈر ہے اس کا تو اس سوں عشق بازی کرتا کی۔ جس کی خاطر اتیا جلتا تھا، جس کی خاطر اتیا تلملتا تھا، اسے بیگ گھر میں سوں لے جار کھا، اتی نیں اتی بلاؤ کتا، اسے سا شتے نکو لا کر

نزدیک جاتے دہشت آتا، دو موں دیکھتا نیں بھاتا۔ بس یہاں سمجھہ کہ آج لگن توں عاشق ہور کس کا تھا، دو ہور کوئی تھا توں عاشق جس کا تھا۔ ہزار حیف جس کا توں عاشق تھا اُسے دیکھیا چہ نیں اس کی صورت کس دھنا ہے، اس کی مورت کس وضا ہے سو دیکھیا چہ نیں۔ ایسی عاشقی کوں کیا ہے کیں معشوق کیسی ہے گمر پکھیا چہ نیں، عاشق ہوکر معشوق کوں پہچانیا چہ نیں۔ اس کے نہ نزدیک ہور کسو تیچہ پر گرفتار تھا، یو خاک بی اس کا یک لباس تھا، او لباسیچ سوں توں یار تھا، اس خاکیچہ پہ تیرا پیار تھا۔ برقے سوں جیو لایا، گھنگھٹ میں دغا کھایا۔ اللّٰہ اللّٰہ عاشق معشوق کے دیکھنے کی بے میں اچھنا، جو عاشقاں دیکھیں ہیں انو تے باتھا اچھنا انو کے کئے میں اچھنا۔ رات دیس معشوق کا ذکر کرنا، اس خاک میں اس لطافت سوں بولتا بولتا چلتا سو کون ہے کر فکر کرنا۔ یچ عاشق اس ڈھانچ میں کیا گھر، عجب کیا ہے جو دیکھتا بھی ہوئے میسر۔ خدا کریم ہے رحیم ہے۔ جس لوگاں کوں عشق بازی کھیلنا آتی، انوں کوں وصال میں بے تابی کیوں جاتی۔ انوں کوں کاں کا آرام، انو کا کچھ ہور ہے کام، انو کا خیال خدا چہ کوں ہے فام۔ انو پر کھلیا ہے فیض کا دروازہ، انو کا عشق دایم تازہ۔ پروردگار کی نہایت کوں دیکھنے لگے قصد کرن، تو رسول کہے کہ زالّلھم زدنی تحیّرا۔ یعنی الٰہی میری حیرت کوں زیاست کر، تیری خواست سر۔ غرض آزاد عاشق کی ہور بات ہے، آزاد عاشق کی ہور دھات ہے۔ آزاد عاشق لا اوبالی، بےپروا، دایم ماتا، صاحب

کار سوں مقصود کارخانہ کیسے یاد آتا۔ اپنا خاطر کیا نچنیت اُسے کا ہے کوں پیل تمانے کی چینت۔ اپلے اس کی قام، یو آزاد آسے کیا خاطر نہ یاستی کام۔ یو خدا سوں محظوظ مشغول، دونو عالم کو گیا بھول۔ یہاں خدا چہ ہے خدائی نیں، یہاں کچھ جدائی نیں۔ یو عاشق خدا چہ کوں منگتا خدا کئے باج، خدا تے کچھ نیں رہیا اس منی یو خدا باج۔ سب تے بے طمع، اس کا خاطر ہمیشہ جمع۔ بے طلب جو کچھ آتا سو لیتا، طلب میں خدا کوں بھی تصدیع نیں دیتا۔ بعضے عاشقاں بے پروا ایسے ہیں سکتے، ہزار منت سوں دے بھی کچھ نیں لیتے۔ انو نے اپس کوں دیے ہیں، ہور خدا چہ کوں لیے ہیں۔ خدا چہ انوں کوں بس، انو کوں بھی ہور ہے گا نیں ہوس۔ بعضیاں کوں دوراں سوں دیے، تو ضرور کوں دھندا قبول کیے۔ نیں تو معشوق کوں چھوڑ کر دھندے میں پڑنا درد سر ہے، کس عاشق کوں یو طمع بتا کون عاشق اس کام پر ہے۔ یہاں کیا کرے کوئی بات، حکم حاکم مرگ مفاجات۔ کوئی کچھ کہیا کوئی کچھ کہیا، ولے یو اپس میں اپے رہیا۔ نہ ابتدا کی خبر دھرے، نہ انتہا کوں یاد کرے۔ کہتے ہیں کہ بعضے خدا کیے یو سرمست دوستاں، خدا پرست دوستاں، ایسے ہیں کہ حضرت بھی انو کوں دیکھنے کا آرزو کریں گے، ملاقات کا شوق دھریں گے۔ جونکہ کہتے ہیں کہ ایک دیس حضرت کہے کہ الٰہی مجھے تیرے دوستاں کوں دکھلا فرمان ہوا کہ فلانی جاگا ایک گمٹ ہے اُس گمٹ میں جا۔ حضرت تمام اشتیاق سوں اس گمٹ کے نزدیک گئے۔ دیکھ

مارے انو کہے کون ہے، محمد۔ میں محمد ہوں کر کہے۔ انو بولے اس ٹھار بات، بول نیں آتی، یہاں نیں سماتی۔ وہاں محمد کوں بھی یو بولیا خدا کہ اے محمد بول کہ سید القوم خادم الفقرا۔ پھر کر انو دونچہ کہے صدا پچھیں انو اس گھرٹ کا دروازہ کھولے، ملے، جو کچھ باتاں بولنے کیاں تھیاں آپس میں اپے بولے۔ مرتضیٰ جنوں کے سکھے میں رسول ہور خدا، انو فرماتے ہیں کہ میں سب سوں جھگڑیا میرا ہات سب کے اوپر ور ہوا، جو فقر سوں جھگڑنے گیا تو فقر مجہ پر ور ہوا۔ محمد فرمائے ہیں کہ الفقر فخری، فقر کوں اس تے کیا بڑائی اچھے گی بھی۔ یعنی فقر میری بڑائی مجھے خدا تے آئی ہے یو بڑائی خدا کوں بھائی ہے۔ غرض کیا محبت باطن کیا محبت ظاہر، ہمیشہ کا حال میں یکایک کون ہوسکتا ماہر۔ وصال ہوا تو بھی کیا عاشق کوں قرار اچھتا ہے، عاشق آسودہ ہو کر کیا اپنے ٹھار اچھتا ہے۔ اچاٹ ہرگز نیں جاتا، تلملاٹ ہرگز نیں جاتا۔ وصال کی خوشی بیں انجھو کا جنس آتا ہے، یو غم دل میں تے انکھیاں کی باٹ پانی ہو نکل جاتا ہے۔ عیش آکر چکلیا، غم انکھیاں کی باٹ پانی ہو کر نکلیا۔ خوشی ہور غم، یو دونو نقیض باہم۔ یو دونو دعوے دار، مل کر سکیں رہیں گے ایک ٹھار۔ جس کے ہات میں جو سنپڑیا وو اُسے جا لگتا، ایک زور ہوا تو دوسرے کوں دل میں تے بھار گھالتا۔ جیوں خوشی آتی یتوں غم بی آتا، غم کا سہل ہے خوشی آئی تو دل سوں بہوت بھاتا۔ دل کا دشمن غم، دل کوں خوشی تو ہووے جو غم

ا؎ دونوں نسخوں میں یونہیں لکھا ہے۔ میرے قیاس میں کاٹک ہونا چاہیئے جس کے معنے مشکل کے ہیں۔

ہووے کم، ایک غم سو نیش ہوتا ہے، غم تے سینہ ریش ہوتا ہے۔ غم تے عقل درہم ہوتی درہم کیا بلکہ کم ہوتی۔ غم لہو کوں پانی کرتا ہے، غم دل بھرتا ہے۔ خوشی اجالا غم اندھارا، کیا کرے یہاں آدمی بچارا۔ غم ظلمات، خوشی آب حیات، غم بندی خانہ، خوشی نجات۔ غم بھریا ہے جتنا سکے اتنا لیوے، خوشی خدا دیوے۔ یو اپنا اپنا حصہ، بارے پھر کر آیا ہیچہ قصہ۔ فراق کا جلیا وصال سوں آرام پاوے، وصال کا جلیا بچارا کدھر جاوے۔ جو کچھ حلق میں ہل گیا اس کا علاج پانی سوں بچارے، جو پانیچ حلق میں ہل گیا اُسے کوئی کاہے سوں اُتارے۔ فراق کے جلنے کوں سب کوئی جانتا، وصال میں کے جلنے کوں کون پچھانتا۔

پانی میں کی جو آگ کہتے سو وصال ہے
اس آگ میانے جلنے کوں کس کا مجال ہے

ایسچہ سب عشق کی صورت ہووے تو وصال میں جلے، اس حال میں جلے، اس حال کوں کیا جانتے فراق کے جلے ہیٹے۔ جو عشق ہوا تمام، تو اپس سوں لگیا اپنا کام۔ بارے جو کوئی معشوق جو ہے کچھ قام دھرتی، عاشق کوں دیکھا لے کر مہر یچہ سوں ہلاک کرتی۔ القصہ دل کہیا میں عاشق ہوں، اگر روتا ہوں تو سہا ہے، توں معشوق تجے کیوں رونا آتا ہے۔ جفا عاشق کا وطن مقام توں معشوق تجے غم سوں کیا کام۔ معشوق شیوہ عاشق سدا ہوتا معشوق کا کام ھنستا عاشق کا کام رونا۔ معشوق کا شیوہ ناز، معشوق بے پروا بے نیاز۔ معشوق دس عاشق

درسنی، عاشق محتاج معشوق غنی، جوں آزاد هور اسیو جوں
پادشاہ هور فقیر۔ اسے گلرو، اسے خوش خو، اسے خوشبو، اسے
مہ چہرو، معشوق میں نیں دیکھتا اپنا مہر۔ حسن دھن دھن
موھن جگ جیون بولی کہ سن اسے دل، یو بات سمجنا ہے بہت
مشکل۔ میں جانتی ہوں کس پانی سوں خمیر ہوئی عاشق کی
خاک کہ ہم فراق میں ہم وصال میں دونوں جاگے ہے ہلا
نہ یہاں آرام نہ وہاں آرام، جس پر یو قصہ گذریا اُسیچہ
یو فام۔ جل بھسم ہو کر بارے پر اُڑے، تو عاشق ہوے،
عاشقاں کی مجلس میں چڑے۔ اپس کوں کھونا تو عشق میں
کچھ ہونا۔ جو لگن آپس میں اپے باقی ہے، تو لگن اس میں
اس کی مشتاق ہے، عشق کے شہر میں پیرت کے نگر میں معشوق
وہیچ جو عاشق کوں پیار کرے، عاشق پر اُپکار کرے۔ عاشق
کے دل کوں گلزار کرے، نہ کہ بے زار کرے خوار کرے۔ ان نے
چھڑاوے جیو پر لیاوے، جلاوے تلملاوے، ایسی معشوق سہل
ہے، ایسیاں سوں عشق کرنا جہل ہے۔ انو کوں کوڑ معشوقاں کہتے
ہیں، انو کوں ہوڑ معشوقاں کہتے ہیں۔ سنگ دلاں بے خبر، کسی کا
درد نہیں ہوتا اثر بے درد بے گٹر پتھر۔ اگر عاشق مرتا اچھے گا بی
ہنستیاں کھڑیاں رہنگیاں ٹک ہر سوں کی مرتا کرتا کہینگیاں۔ اتنے
پہ بی کیا چپ رہتیا ہیا، ہوا تو بلا گئی کہتیاں ہیں۔ یہی کہتیاں ہیں
مو اکی عاشق ہوا بے چارہ عاشق بھولا کچھ دل میں نہیں آتا، سنتی
ہو کر آگ میں پڑ چپ ایسیں جلاتا۔ دل لگایا سو توڑنے نہیں جانتا،

بھی ہور انگیں سوں جوڑنے نیں جانتا۔ توڑنے جاتا تو تٹتا نیں، چھڑالیتا تو چھٹتا نیں۔ دل میں عشق سلگیا، عاشق بے چارہ بلگیا۔ معشوقاں میں لئی نازاں لئی چھنداں ہیں لئی بہانے، پیچھے رہتے رہتے کوئی معشوق عاشق پر مہرواں ہوئے تو خدا جانے۔ جاں اپنے عشق کی اچھے گی اتی گرمی، وہاں جیسی بھی سختی ہوئے آخر کچھ تو پیدا ہوئے گی نرمی۔ عشق کا سواد ہے آسی ٹھار، جاں دو طرف تے آپلنا پیار۔

القصہ میں تیرے دیدار کی بہت مشتاق تھی، تیری بات گفتار کی بہت مشتاق تھی۔ سو مراد بر آیا، یہاں خدا ملایا۔ عاشق تھی تیری خبر پائی تھی، چوری سوں تجھے دیکھنے آئی تھی۔ عشق کا دکھ سہیا نیں گیا، جیتا رہوں گی کہی تو بی رہیا نیں گیا۔ میں عشق تجھ سوں لائی ہوں، جیو پر اُٹھہ کر آئی ہوں۔ اپتال رضا دے جاتی ہوں، وصال کی جاگا خاطر لیاتی ہوں، یا تجھے بلا بھجتی ہوں یا میں اپے تجھے بلانے آتی ہوں۔ میں کہی سو تحقیق جان، دل میں اپنے بوا نکو مان۔ خلق کے موں میں آکر بڑی بات، اسمان ٹوٹیا تو کون دیتا ہات،۔ سمدور کوں کیوں باندتا پال، آفتاب کوں کیوں رکھتا صندوق میں گھال۔ دیوا گھر میں روشن ہوا چھپیں جوت کوں کہاں لے جانا، بن میں پھول کھلا چھپیں باس کوں کیوں چھپانا۔ موں میں تے بول نکلیا چھپیں سو کیا پھر کر آتا ہے، تیر کمان تے چھوٹیا سو کیا سنبھالیا جاتا ہے۔ تھال بہو میں پر پڑیا آواز کوں کیوں پکڑنا،

خلق خدا کا کسے منا کرنا۔ کس سوں جھگڑنا، لوگاں تے ڈرنا ضرور ہے کیا کرنا۔ عشق میں پختہ اچھنا خامی خوب نیں، سمج سوں کام کرنا بدنامی خوب نیں۔ یو عشق کا تجربہ ہے پردے میں راندنا ہنڈا کھائے تو ہنڈ کیا گلے میں باندنا۔ جو کوئی عشق میں آیا ہے، اپنا گڑ چھپا کھایا ہے۔ مٹھائی چھپانے میں ہے نہ بدنام ہو کر نیوانے میں ہے۔ دل کہیا اے نار، اوتار شیریں گفتار، ہنس مکھ کبک رفتار، خورشید دیدار عاشقاں کی انکھیاں کا سنگھار، چتر چوسار۔ توں ایسی ہے جو کوئی تجھ سے برا مانے، تیری بات کوں جھوٹ کر جانے۔ جاں دونو کا دلچہ ہوا صاف پچھیں واں کیا ہے خلاف۔ کہیا بسم اللہ خدا ہمراہ۔ جانا بیگ بیچ کو آنا۔ حسن پری غمزاں بھری اوتار استری نے خیال ہور نظر ہور تبسم کوں دل سکتے دکھ کر دوراں کے چھجے پر چڑی سنوردیں دھانچہ تھی تماشا پڑی۔ فرد:

چھپیں پڑ کی جیونی یو بن پر کی یو پری ہے
دل سیتی مل کہ دل سوں کیا کیا ادا کری ہے

جوں سعدی کتا ہے کہ نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال، عشق بہت بے آداب عاشق کا عجب کچھ اچھتا ہے حال۔ عاشق بے آرام بے طاقت، عاشق کوں صبوری سوں کیا نسبت۔ وو چھند بھری، اس ٹھاد ایک ادا کری۔ وفا ہور ناز اس چھجے پر عشق کی مجلس سنواری، دل ہور نظر ہور

لہ دونوں نسخوں میں یہ لفظ اسی طرح لکھا ہے۔

خیال ہور تبسم اس باغ میں پانی کے چشمے پر صحبت دیکھے تھے بارے۔ حسن دھن من موھن جگ جیون سبھی کوں بہت مشکل لگی دوری، دل میں کچھ نہیں اوری صبوری، کیا کرو کبھی ہات چوری، بے طاقت ہوئی پوری۔ اپنا دل کھولی، وفا کوں بلاکر بولی۔ کہ اتال خیال ہور نظر ہور تبسم کوں بول کہ دل کا دل ہات لیو، سب مل اُسے داروئے بے ہوشی دیو۔ بیت:

دل بے خبر ہوا ہے دل نے خبر سٹیا
عاشق ہوکر اپس کوں کہ ہر کا کدھر سٹیا

ہور زلف کوں کہو کہ دل کوں اس پیچھے پر یوں سے کر آکہ دل بی ناجانے، نہ اپس کوں سمجھے نہ دسرے کوں پچھانے۔ خیال ہور نظر ہور تبسم ہور وفا دل کوں داروئے بے ہوشی دیے، بے خبر بے سدھ کیے۔ زلف دل کوں کلفت ہوکو اس پیچ پر یوں کھنچ لیائی کہ دل کی ارواح کوں خبر نہیں آئی۔ دل کے دل میں کہ میں بغیچہ میں ہوں، اس گلشنچہ میں ہوں۔ حسن دھن جگ جیون من موھن، دل سی پادشاہ عالم پناہ، صاحب سپاہ کے گلے لگ، جوں سوں تلاگ۔ مکھ چومی، اپنے سینے پر اُس کا ہات دھری، آہ ماری، سانس بھری، ٹک ہنسی ٹک روئی آپس میں آپ کچھ باتاں کری۔ فرد:

تماشا ہے عجب کچھ آج اس ٹھار
که عاشق مست ہور معشوق ہشیار

کبھی اے دل میں کیا کیا جفا دیکھی تیرے بدل، تجھ پر بھی لئی لئی محنت گذری میرے بدل۔ تیری یاری پر میں واری تیری اختیاری پر میں واری۔ جسے مرد کتے سو تونچہ ہے، عاشق صاحب دل کتے سو تونچہ ہے۔ یو نوا ملنا، یکایک پھول ہو کو کیوں کھلنا۔ موں دیکھتے شرم آتی، یکایک کیوں بات بولی جاتی۔ اس نے دل کوں بے خبر کری کہ دل سوں کچھ حظ پاوے، ہشیاری میں آنکھ بھر دیکھتے مبادا لاج آوے۔ پاکی سوں ہدست ہوتی تھی، پاکی سوں دل کو دیکھ مست ہوتی تھی۔ وو چتر پری، ایسی کچھ فکر کری، دل بے خبر متوالا، حسن کرتی کچھ ہات بازی کچھ اوپر کا چالا۔ ہور کام نہ تھا، زیاستی کچھ کام نہ تھا۔ دل میں عشق غلبلا کرتا ہے، نظر کا سواد بی بلا کرتا ہے۔ ہر کوئی تن سوں تن ملاتا، جاں پاک عشق ہے واں نظر سوں بی کچھ کیا جاتا۔ جوں بھنور پھول کا رس لیتا، بن میں لطافت سے دل کا ہوس لیتا۔ محبوب مقبول جوں نازک پھول، آسے دگڑ ملے نہ کرے تو بہت خوب، بہت پاک عشق میں سواد ہے کام گھال نہ کرے تو بہت خوب۔ شوق زیاست ہوتا تلتل، دایم تازہ اچھتا ہے دل۔ دل بھگتا نہیں، ایک جاگا لگیا تو بھی دسری جاگا لگتا نہیں۔ عشق زود پکڑتا ہے عشق کا کام رونق کچھ ہور پکڑتا ہے۔ جب شوق تے شوق

وو شوق گیا پچھے ویسا شوق بھی کاتے لیانا، بھی اس شوق کوں یاد کرکر کیا خاطر پچیاتا۔ غرض جتنا سکنا اُتنا رکھنا، اس فکر میں اچھنا جو اپس کوں نخشق کی مستی بہت چڑھے، یو خطرا (قطرا) وجود میں تے تخم بہار پڑے۔ یو تخم انسان، اس تخم میں لئی لئی تماشے ہیں بجاں پچھان۔ اس خطرے (قطرے) کے زور سوں کھولنا ہے انکھیاں کی باٹ، اس خطرے (قطرے) کے زور سوں نڑنا ہے گھاٹ۔ یو خطرا (قطرا) تیرے وجود کا قوت، اس خطرے (قطرے) میں مہر محبت مروت۔ اس خطرے (قطرے) کے زور سوں توں زور پکڑتا ہے، اول نہ کچھ تھا اقبال عالم کچھ ہور سکڑتا ہے۔ یو تن کا وصال نہیں یو دل کا وصال ہے، دل کے وصال پر آکھڑے رہنا کس کا مجال ہے۔ دل سوں دل ملاتا نظر سوں محبوب کی نظر میں جانا، یو ٹھار اپس کوں دیکھنے کا ہے، اس ٹھار اپس کوں اپی پانا۔ کتیں تو بی دل بہلنا، کام یو ہے جو نظر کھلنا۔ ایو من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کا مقام ہے، یو کیا ہر کسی کا کام ہے۔ یعنی جو کوئی اپس کوں جانیا، اپنے خدا کوں پہچانیا۔ مبادا کوئی جانے کہ یو کچھ توا آج ہوا ہے، اس ٹھار حضرت کوں معراج ہوا ہے۔ غرض عاشق کوں یو خیال ہونا، خدا دے تو یوں وصال ہونا۔ یو بہت نازک بات ہے، یو بہت مشکل گھاٹ ہے۔ بعضے کتے ہیں دسے جانے کن کہ حضرت کتے ہیں کہ رایت ربی فی صورت احسن امرد۔ یعنی میں خدا کوں دیکھیا قبول صورت آدم کی صورت میں، اس من موہن صورت میں۔ دیکھنا دکھانا ہے سو انکھیاں کچھ میں ہے، جو کچھ

دھنڈنا پانا ہے۔ سو انکھیاں تجہ میں ہے۔ جبہ انکھیاں ہیں سو انکھیاں
کوں جانے گا، جبہ انکھیاں ہیں سو انکھیاں ہیں کیا ہے سو پچھانے گا۔
فارسی میں کہتا ہے کہ در دیدہ و دوست، با دیدہ خود اوست۔
یو دکھلانا کوں دکھلاتا، اس دیدے کا بھید کون پاتا۔ جو کوئی دیدے
کوں دیکھیا سو دیدہ ہوا، حق رسیدہ ہوا، کام اس کا سیدھا
ہوا۔ علی ولی جنوں کی بات تحقیق کھری سرہ، انو کہتے ہیں کہ لم اعبد
ربا لم ارہ۔ یعنی اگر خدا کوں اُن نے نا دیکھتا تو اس کی عبادت
نا کرتا، یو مشقت یو ریاضت نا کرتا۔ نہ کچھ شک دل میں دھرتا
ہوں، کہتے ہیں خدا کوں دیکھ کر خدا کی عبادت کرتا ہوں۔ کہتے ہیں
محمد ہور علی کیاں انکھیاں ہویا تو خدا کوں دیکھیا جاے، ویسے ولی
کیاں انکھیاں ہوئیا تو خدا کوں دیکھیا جاسے، عاشقاں واصلاں کی
انکھیاں ہوئیا تو خدا کوں دیکھیا جاسے۔ اس بات کوں یو بھی ایک
حدیث ہے پچھان کہ انسان مرآت الانسان یعنی انسان آرسی ہے انسان کی
اپس کوں اپنے دیکھنے کے گیان کی۔ اگر کسے کچھ خبر ہے تو یہاں آرسی اشارت انکھیاں ہے۔
انکھیاں میں کی بات کھلنا، تو کیں عاشق ہونا، تو کیں کچھ سجھنا۔ دیدیاں کی بات سرانو
لگ سب جیو ہو کر معشوق کے جیو میں جانا، تو اپس کوں دیکھنا، تو معشوق
کوں پانا۔ جیو ہونا تو جان کوں دیکھنا، دین ہونا تو ایمان کوں دیکھنا۔ دلے یو
عالم ایک عالم ہے، کہ اس عالم میں دو عالم دسن آتا ہے، یو عالم پیر و مرشد
بغیر کوں کسے دکھلاتا ہے۔ ظاہر کا عشق اگر کسے اچھے، تو یوں
اچھنا کہ باطن میں بی آسے وو دھیان اچھے، تا کھلنا اُس پر کھلے
تا مشکل اُس پر آسان اچھے۔ عشق حقیقی اچھو یا مجازی، عشق

بازاں نے یوںچہ کھیلتے عشق بازی۔ سعی کرنا کہ اپنے اس بات میں ماہر ہووے، یو چھپیا ہے سو انپیں پر ظاہر ہووے۔ عاشقاں جو دنیا میں بچے ہیں، بہت کرانو یو چہ دھندا کیے ہیں۔ یو انپیں کوں جانئے کی بات ہے، یو خدا کوں پچھاننے کی بات ہے۔ حدیث قدسی ہے الانسان عین بدسی ہے جان۔ کنت کنزاً مخفیا فاجبت ان اعرف فخلقت یعنی مجھ مج پر پیار آیا تو میں آدم کوں پیدا کیا کہ مجھے سمجھے مجھے پچھانے، مجھے پاوے، میرے ادھر آوے، میری قدرت کوں دیکھے، مجھے جانے۔ عشق مجازی، عجب تماشے کی ہے بازی۔ جو عشق مجازی انتہا یا کمال تو عین ہوتا ہے حقیقی کا وصال۔ اگر توں عاشق دانا دیوانا ہے، تو مجازی تے حقیقت پر آنا ہے۔ داھلاں کی ہے یو بات کہ حدیث ہے المجاز قنطرۃ الحقیقت۔ یعنی حقیقت کی سیڑی ہے مجاز، سیڑی پر چڑیں گے تو پاویں گے حقیقت کا راز۔ ظاہر تے باطن کوں جانا، ظاہر نے باطن کوں پانا۔ کیا واسطہ کہ جاں بات کا پایا ہے، وہاں یوں آیا ہے۔ کہ من کان فی ھذا اعمی فھو فی الاخرت اعمٰی۔ یعنی جو کوئی یہاں اندھلا ہے سو وہاں اندھلا ہے۔ یو بات خرافات نہیں ادھر اودھر کی بات نہیں۔ جہاں لگن گوالیر کے ہیں گنی، انو تے بی یو بات گئی ہے سنی۔ دوہرہ:

جن کوں درسن ات ہے تن کوں درشن اُت

جن کوں درسن ات نہیں تن کوں ات نہ اُت

عاشق نے کوشش کرنا کہ کہیں عشق کی آگ خوب سلگے، ظاہر دل کسی کے پچھاندے میں خوب لگے۔ پچھیں اپنی ہمت اپنا فام، اپنی

اپنی طلب، اپنا اپنا کام۔ خدا نے لئی کچھ کریا ہے، خدا کے عالم میں
سب کچھ بھریا ہے سو کا ہے ہریا ہے جدھر دیکھیں اودھر دریا ہے۔
اس میں تے اول عاشق کوں فرض ہے کہ غواص ہو کر یو بیلے بہا گوہر
چننا، خدا کوں بہت یاد کرنا، محبوباں کوں بہت دیکھنا خوشبوی خوش
کرنا، شراب پینا ہور راگ سننا۔ یہاں سب ہے، یہاں تماشا
عجیب ہے۔ یو خلاصہ ہے، یو سب تے خاصہ ہے۔ عشق کا وجود قائم
اس پیار یاتاں سوں ہے، نہ باقی حکایتاں سوں ہے۔ فارسی میں
کتا ہے کہ تا توانی طالب فعل بد مباش، بہر حالے کہ ملیشی با خدا باش۔
مرد اس فکر میں اچھنا کہ روز بروز خدا کی محبت زیاست ہوئے،
ہور دو جہاں میں کام اپنا راست ہوئے۔ ہور حدیث بھی یوں ہے،
کہ عزت دنیا بالمال، وعزت الآخرۃ بالاعمال۔ یعنی دنیا کی عزت
مال سوں ہے، ہور آخرت کی عزت اعمال سوں ہے۔ مال تے
اعمال پیدا کر لیتا ہے، جوں یہاں کی خاطر مال پیدا کرتے تیوں وہاں
کی خاطر اعمال پیدا کر لیتا ہے۔ مفلسی کسے تمیں بھاتی، نہ یہاں کام
آتی نہ وہاں کام آتی۔ دوست وو جو بولے ہور دل سوزی کرے،
مفلسی خدا دشمن کوں نہ روزی کرے۔ اگر جانتا ہے کہ جوں یہاں ہے
تیوں وہاں بی کچھ ہے تو نیکی پر چت دھر، نیکی نکو بسر۔ اگر جانتا
ہے کہ یہچ ہے بھی اگے کچھ نئیں تو خوشی بھاوے سو کر، پیغمبراں
تے تو یوں دیے ہیں خبر اگر کچھ سمجھیا ہے تو نیکی کر نیکی کر۔ باپ نہ
چھڑائے گا نہ ماں چھڑائے گی جاں تاں بھی تیری نیکی تیرے آنگے
آڑے گی۔ سب پھسلا کھا کر اپنا پیٹ بھریں گے۔ جاں کچھ آپڑیا

تو تجے اگے کریں گے۔ تمام غفلت میں تے اٹھے گا تیرا خواب
توں دے کر چھٹے گا تیرا جواب۔ جو کوئی خدا سوں محبت دھرتا ہے،
وہ البتہ خوبیچ کام کرتا ہے۔ جاں خدا کی محبت ہے وہاں سرفرازی
ہے، خدا کی محبت سوں خداہی راضی ہے، خدا سوں محبت کرنی
ہارے کی دائم جیت بازی ہے۔ عشق مجازی کا نگازی تیں صورت،
عاشق کوں اس صورتاں کا بیان کرنا ہے ضرورت۔ ایک پہلا تے
اپنے پاس کے ڈورے چھٹے، ایک جھاڑ کوں اچھے پھاٹ پھٹے۔
اول عشق سلامتی، دویم عشق ملامتی، سویم عشق قلاشی۔ اما عشق
سلامتی کتے سو اپنا گھر نہ کسی کی دہشت نہ کسو کی وحشت، نہ کسی
کا دھاک نہ کسی کا ڈر، کہتے ہیں کہ اپنا گھر خوشی بھاوے سو کر۔
یہاں بادشاہاں کوں نہیں قدرت کچھ کہنے، بعضے تو آپ کس منے۔
اگر کس کوں گھر میں عشق لگ جاوے، بہت سکھ پاوے۔ بہت
آرام، اپنی نزدیک اپنا کام، دایم نظر تلیں محبوب، بہت خوب،
صفا پکڑے دل دیکھ دیکھ رجھے تل تل۔ دائم خوش حال، دائم
وصال۔ فراق کا اندازا نیں جو یہاں آوے، غم کوں قدرت نیں
جو یہاں ہات لگاوے۔ گود میں مراد، جیونے کا پاوے سواد، خدا
راضی رسول راضی، بہت سواد کی عشق بازی۔ ولے عشق کوں بہت
زور اچھنا کہ ایسی جاگا چنک لاوے ایسی لذت کے پھاندے
میں پھاوے، یہاں تپاوے یہاں ترساوے، سونے نہ دیوے،
دسرے سوں کچھ ہونے نہ دیوے، جیوتا بھگے، ہور سوں دل نا لگے۔

له جگا۔

محبت ضمان اچھے، اُسیچ پر دعیان اچھے۔ یو عشق بہت قادر
اس عشق پر کون ہو سکتا قادر۔ معشوق نزدیک اچھکر تپنا ترسنا
نصفا کام نیں، انکھیاں تھیں دیدار ہور انجھو برسنا نصفا کام نہیں۔
یو عشق زوراں سوں کوئی نہیں بجایا، جیسے خدا دیا اُسے آیا۔
اتیال عشق بلا کتی، کسی کی بد بیٹی، یو اپنے گھر میں تلملتا دو اپنے
گھر میں لیٹی۔ یو پھرتا گھر کے آس پاس، اُسے گھر میں جاتی نند ہور
ساس۔ اس کی منگات اس کا درد ہوتا، یو سو رات دیس یاد کر کر
روتا۔ اُسے نہ بھیتر قرار نہ باہر، جیسے چوری سوں کہیں بدنیں
ہوتا دیدار۔ یو عاشق دیوانہ ہچہ بے قام، بہت میٹھا لگیا چوری
سکا کام۔ حلال تے دل کچھ آتا، حرام بہت سواد لیاتا۔ آدمی دو خصلت
منا کیے سو کام بہت سواد لگتا۔ منا کیے سو کام انسان کوں بہت بھایا
ہے، کہ الانسان حریص علیٰ ما منع یوں حدیث میں آیا ہے۔ اگر حرام
کوں منا نا کرتے تو عجب نہیں جو کوئی حرام نا کرتا، حرام کوں منا کیے تے
حرام پر جاہل آدمی ایتا لذت پکڑ کر عد دھرتا۔ اگر حلال کوں بی منع کرتے تو حلال
بی بہت بھاتا۔ حرام کوں سب سٹ دیتے
کا طرفہ طبیعت ہے منا کیے تو جا تو کر دکھ فرمائے، لقیل کرنا سو
ستی فعل بد پڑ لیا ہے۔ منع کرنا بی یک لاکھ آدمی بہت
بری بلا ہے، آدمی تے حد ہوا ہے۔ مکر زناں کوں بھاتا میاں نے
میاں منگ جگ بھیجا اُنے کھائے سو جھوٹے پان۔ اس کی خوبی لگی
سو انگ کی چولی، اُنے خوشبوئی لائی سو خوشبوئی ان نے کھائی سو
نکولی۔ بڈھیاں لیاتیاں ادھر اُدھر کیاں حکایتاں، بہت سواد کیا

ہوتیاں باتاں۔ عشق داناٹا سخت، کاندان گو دنیکا آتا وقت۔
عشق انٹرپا اس ٹھار اتال جیو جانے کوں کیا بار، ایسیاں باتاں
سن سن، گھر گھر ہوتی گھن پن۔ چاروں طرف ہوتا غل، لوگاں کوں
اوٹھتے بیٹھتے میں سل۔ دنیا ہے ہر ایک کوئی انکیں سوں جیولاتا،
یو لوگاں چیکے بکارتے، اس لوگاں کا کیا جاتا، یو غوغا کیہ تو انو
کے ہات میں کیا آتا۔ انو کے بینے بھیتے انو کی شرم انکیں کے کھانے
اٹھتے۔ یہی سنے سو لوگاں کوں سناتے، کوچے کوچے ڈھنڈورا
پھراتے۔ جانو اپے اپے کاماں کیتے نئیں، اپنے کیے دل دیچ لئیں۔
اپے فرشتہ بے گناہ پاک، یو چہ بیچارہ گنہ کار، انو کرتے ہلاک۔ لوگاں
پر نقشاں چنچ بغیر رہتے نئیں، اچھے دل کی بات تو خدا بہتر جانتا
وہ کہتے لئیں۔ باتاں بہت ٹھریاں بہت محتشم، باندے دکھن کا
بڑا بھرم۔ اپنا درد جیسا ہے دوسرے کا درد بی ویسا۔ ہندی
محبت کوں سمجھنا آدمی کے دل میں عشق کا جوش اپنا۔ آدمی خطا بخشنا، آدمی
عیب پوش اچھنا۔ خدا ستارالعیوب ہے خدا غفارالذنوب ہے۔ جیسے خدا
دیوے اسلیچہ اس بات کی سکت ہے، عیب پوشی خدا کی صفت ہے۔ اپنا عیب
چھپاتے، دسریاں کا عیب پھار بہاتے۔ انوں کے دل میں ڈیٹھا عشق کا کانٹا انوں
کرتے لوگاں میں جنیں منیں کرنا نٹا۔ فراق کوں یہاں بہت ندہ چوں جو
بدنام ہوتا ہیدں، تیوں محبت بڑھتا ہور غم کا بازار گرم، جو شی
سکا کیا بھرم، کام چیچ پر آیا۔ اتال کاں کی سرم، یو رنج
کرتے کرتے جیو پر آتا نکا دے ونت جیو جاتا۔ تال عشق ملامتی
کلا دتی بازاری یہاں تو بہوتیچ خواری، بہوتیچ خواری۔ دایم

بدنام دایم رسوائی، یو عشق بازی کس سے ہو آئی۔ دائم قباحت
دائم فضیتے، جیتے کینگے تیتے۔ دائم رشکانتے ہلاک دائم جل آتے۔
ایک جاگے سوں جیو نیں لاتے، سو جنیاں کنے جاتے۔ ایک گھر
میں تو چار بچار، یو بھی عجیب تماشے کا ہے ٹھار۔ طبیعت بہت
نازک بہت نرم، وو بے حیائی ہور یو شرم۔ جب کنے گئے اینچہ
ہول کر دکھلاتے، ہزار جنس سوں جیو لاتے۔ ناز شرم میں کرتے
فاش اصیلاں بچاریاں کیا قماش۔ جانو ایک تے دوسرے کی پچھانو
نہیں پڑی، ایسے گڑتے ایسی شرم کی ایسی بڑی۔ گھونگٹ میں تے
موں بھار نہیں کاڑتے، بازار میں گھرے اچھ پردے پھاڑتے
ٹک ٹک لوگاں کوں بلاتے۔ انکیس کوں دکھلاکر انکیں سکنے
جاتے۔ آس جاگا کیوں جیو لاتا، یو سکھ بہاتا، یو نامقبولی دکھیا
کیوں جاتا۔ یہاں عشق کی تو ہے گرمی، دلے بہوتیچ ہے بے شرمی۔
ہزاراں کے، کیتے یاراں کے، ایسیاں سوں کیا کرنا یاری، ایسیاں
سوں کیا دھنڈنا وفاداری۔ یو بٹھیاں ہیں پیکے ملانے، انو محبت
کیا جانے۔ پیکے حلال محبت حرام، محبت سوں انو کوں کیا کام۔
یو سواد بازاری، مبالغہ ایک رات کی یاری۔ کیسے کیاں دشمن،
گھر کے لوگاں کے جسے کیاں دشمن۔ ایسیاں کوں کیوں پتیانا،
ایسیاں کوں کیوں دینا من، انکیں پاس من انکیں پاس تن۔ ایسیاں
کی کیا آس جیولا کر پھسلاتیاں، محض پیکیا نچہ خاطر آتیاں۔ جو کچھ
کچھ اچھتا تو لگن کھاتیاں، ایک گھڑی کچھ نیں تو نکل جاتیاں۔
جانو کدھیں آشنا نچہ نہ تھے، جانو آشنائیچہ نہ تھے۔ کھانے میں تے

اوڑیا لوں، اتاں تمیں کوں نہیں کوں۔ یہاں بہت نکہ مرغول،
یہاں جو آیا سو ہوا ڈانواں ڈول۔ غرض ایسی جاں کے بڑے
بچالے، ایسی چھنالاں تے خدا سنبھالے۔ یو بڑے چٹ، یہاں
کوں کر سکتا دل کوں گھٹ۔ جیتا نیم دھرم ہوئے گا اگر بہتر
اچھے گا تو یہاں نرم ہوئے گا۔ جو کوئی اچھتا ہے عشق کے سنگ،
وہی سمجھتا ہے اس عشق کے رنگ۔

القصہ وو حور جیسی حسن پری، وو دیس دل کو بے ہوش
کر اس وصال کے چھجے پر لیا کر حفظ کرتی۔ دل کوں یہ خبر
کر بے ہوش کر مہاڑی پر لیاوے لے جاوے، کسے تا دکھلاوے
کسے نا ستاوے۔ چوری کا کام، کسے نیں ہونے دے فاش۔
دیسے میں اس وقت رقیب بے نصیب، گمراہ رو سیاہ
کی ایک بیٹی تھی اس کا نام غیر، سب سوں اس کا بیر عجیب
ظاہری راضی سوں رہتی تھی، حسن کن یو دغا بازی سوں
رہتی تھی جاں جاوے دو میں جھگڑے لگاوے، ملیاں
کوں بچھڑاوے، جھوٹیاں باتاں کتی، کیکا متی، لوتری چاڑی
خور، دل میں کچھ ہور، موں میں کچھ ہور۔ زبان دراز،
سب اس سوں واز۔ حسن دھن من موہن جگ جیون من
ہرن کنے رہتی تھی بھید اپنا کسے نیں کہتی تھی۔ حسن ناس
دل کا ادھار چتر چوسار، تو بہی سمجھی کہ یو نا معقول بے وضو
مردار نابکار شرم نیں دھرتی، یکس کی اگے یکس
کی بات کرتی۔ فرد:-

جیسے حیا نہیں کچھ اس تے بہت ڈرنا ہے
فکر اپس کی حیا کی بی کچھ سو کرنا ہے

کالا کیتاں لاتی، فتوے اچاتی۔ موں کی بہت ہلکی بہت
شوخ تندر، اینچہ شوم نیں دھرتی سو کس کی شرم کی ؟ ہے
کیا خبر۔ بے ایمان، بدکار بدگمان بے اعتبار کی اعتباری
نیں، بات کس کی دل میں چھپا نہادی نیں، اتنے حیا تی
تھی، خوب چھپاتی تھی۔ جو حسن دھن من موہن باغ میں
جاوے، اس ناپاک کوں سنگات نا لیاوے۔ جو کچھ دل سوں
ملنے کی فکر کرے اس حرام خور تے بہت ڈرے۔ غیر نے
سمجی کہ حسن دھن من موہن اپس سوں کپٹ پکڑیا ہے، اپس
سوں ہٹ پکڑیا ہے۔ یہاں تو کچھ پیار نیں، آتال کچھ بھلی
یاد نیں۔ بیت۔

سادی تھی اس تے یو دغا آدمی
یو دغاباز تھی وو تھی سادی

بھر گئی نیں یکیلی جاتی، منجے سنگات نیں لے جاتی،
میں اتے نیں بھاتی۔ غیر کی غیرت اٹھ کھڑی، غیر حسن کے
دنبال پڑی کہ دیکھوں یو بنتی اپس کوں چھپاتی ہے، یکیلی
کدھر جاتی ہے۔ یونچہ کھوتے کھوتے ایک رات، اس باغ میں
حسن دھن من موہن سنگات، دل سوں ملنے جاتی تھی۔ یو نا
برخوردار بی اس کے سنگات چوری سوں لگ بچھیں آتی تھی۔ بیت۔

شیطاں اگر کسے لگے تو کوئی نیں چھڑائے
آدمی کسی کے پے میں پڑے تو جیو بیچ جائے

شیطاں کوں موٹھی کھل اتنی پٹی دیے تو جاتا ہے آدمی برائی پر آتا تو کلیجہ کھاتا ہے۔ شیطان کا فکر سہل ہے شیطان کا فکر کیا کرنا، برا آدمی برا برے آدمی تے ڈرتا۔ شیطان شیطان کی صورت سوں اپس کوں دکھلاتا اس کا علاج کیا جاتا۔ برا آدمی بڑا شیطان فرشتے کا لباس لے آتا، بھلا آدمی بچارا کیا جانتا دغا کھاتا۔ بھلا بیا کہ یو بھلا چہ ہے، سچیں مچیں یو فرشتا چہ ہے آدمی بچارا کیتا پچھانے غیب کی بات خدا چہ جانے۔ غیب کا عالم کسے دکھلایا نہیں، وعنده مفاتیح الغیب لا یعلمها الا هو۔ یعنی غیب کے کلیاں غیب کے صاحب پاس غیب کے صاحب کوں معلوم، غیب کے صاحب نے جسے معلوم کیا اُسے معلوم ہوے یو غیب کے علوم۔ منجماں کو بھی بولے ہیں حضرت جنو کا دل کعبہ، یکذب بول المنجمون ورب الکعبہ یعنی غیب کے پردے انو کیوں کھولتے، منجم سب جھوٹ بولتے بعضے بولتے انو کا بول پکڑیا ہے، مکان سچ ہور جھوٹ کے میانے میان۔ جتا بولیں گے انو چہ سچ انو کا بول نہ جھوٹ نہ سچ۔ آدمی عاجز ہو کر کا کلوت تے پوچھنے جاتا، انو کا بول کدھیں ہو آتا کدھیں نیں ہو آتا۔ بات میں رسالے لیے ہیں، غرض پیٹ بھرنے جاگا کیے ہیں۔ بادشہ حسن نار، چتر چوسار، جوں دایم جاتی تھی وو نجہ جاکر اس چھجے پو چڑی، یو بی اس چھجے پر جاکر ایک کونے میں ماری دڑی۔ حسن ہور دل کے چالے سب خاطر لیائی، انو دونو کا بھید پائی۔ ہور کہی حسن جو مجھ تے دو

لہ بھی۔

تھی ہور اپنا کرتے تھی سو یو تھا کام، میں تو کری فام۔ غیر کوں بی انو دونو کا چالا دیکھ کر عشق حائل ہوا، غیر کا بی دل دل پر مائل ہوا۔ غیر کوں بی دل کا عشق داٹ پکڑیا بہت اچاٹ پکڑیا۔ دل میں بد نیت دھری، اپس میں اپی یوں فکر کری۔ بیت:-

دل کوں یوں دیکھ دل کوں بھلائی
حسن کے دل میں شک نیں لائی

ان کم ذات لے اپنی ذات دکھلائی، آخر اپنی ذات پر آئی۔ کہ حسن کی چوری سوں اس مہاڑی پر چڑھنا، ہور دل کے وصال کی لذت کوں انٹڑیا۔ میں بی حسن تے حسن میں خوب ہوں دلبریا ہوں محبوب ہوں۔ میں بی چلبلانے جانتی ہوں میں بی دل کوں بھلانے جانتی ہوں۔ کیا منج میں ناز ہور غمزہ نہیں، کیا منج میں شیوا ہور عشوا نہیں۔ میں اموں بی پھول کا چمن انکھیاں جوں لالے ہیں، منج میں بی بالیں بال چھند ہور چالے ہیں۔ اگر خوبی کا دعوی دھروں گی تو ہور پری سوں بات کروں گی۔ میں بی آرسی میں آپس کوں دیکھتی ہوں، اپس کوں جانتی ہوں آپس کی خوبی کو پہچانتی ہوں۔ جب جاگا پر میرا فام ہے، وہاں دل بھلانا کیتا کام ہے۔ فرد:-

دل سوں باندھی تھی جیو کی ڈوری
آکہ خالی وقت کری چوری

یو مثلہ معلوم ہوا آج خالی گھر میں کتیاں کا راج

بادشہ یک دائی حسن دھن می موھن ھگ جیوں شہو مینچہ تھی حسن کا منہیں ھوا آنا، وقت خالی دیکھی اس حرام خور کوں یو چہ ھوا بھانا۔ دل سوں ملنے خاطر بہت ترپھڑی اس باغ میں اس وصال کے چھجے پر چڑھی سو ٹونا بہت جانتی تھی۔ وھاں حسن کی صورت پکڑ کھڑی۔ خیال ھور نظر ھور تبسم کوں ھور وفا کوں جوں حسن فرماتی تھی دونچہ اپے بھی فرمائی، دارو ئے بے ھوشی دل کوں دلائی پلائی، ھور زلف کوں بی حسن کے نمنچہ بول کہ جیوں تیوں دل کوں اس وصال کے چھجے پو لیائی منگائی گلے لائی سمجائی۔ فرد:۔

ایک ایتیاں کوں آ دغا دی ہے
کیا مفتن ہے کیا بلا کی ہے

یو بد اصل شیطان کی نسل حسن کے تخت پر دل سوں لٹ پٹ ھوئی، اس کا بی دل دل سوں لگیا دل پر عاشق نپٹ ھوئی۔ ویسے میں خیال جو سوتا تھا جاگیا دل دستا نہیں کدھر گیا ہے کر. دھنڈنے لاگیا۔

دل کی خاطر عجب دکھے دکھوال
غیر جو چوری کی تو جاگیا خیال

خیال کا مشکل ھوا حال۔ دھنڈتے دھنڈتے وصال کے چھجے پر جو آیا تو مقصود اپنی پایا۔ دیکھتا ہے جو غیر دل کی گود میں مست پڑی ہے، دل بے خبر غیر کوں مستی چڑھی ہے۔ یہاں یو نا محرم محرم ہے یہاں توکچھ کا کچھ عالم ہے۔ خیال

میں کھیلتیاں جائیں مائیں۔ یو گھر میں سکھ سوں نہیں سوتا، میاسے
میاں لوگاں کا ہنسا پڑتا۔ جو دیکھے تو کل کل عورت سے دیا ستے
ساس کی جیو۔ سالا دشمن سالی دشمن بچیر کا اس بچارے کا منہ۔
کہے کیسے سمجاوے کس کس کے تفادیاں تے بچار آوے۔ بٹیا،
بیٹی اپنیاں ماواں خاطر جدا لڑتے یو جدا تلملے یو جدا چپڑتے۔
بیزار ہوتے باپ کے اسم سوں، یو بی دشمن ہو بیٹھتے ایک قسم
سوں۔ دل سب ہوتا بھنگ سعدی کتا ہے کہ۔ بیت :-

بلائے سفریہ کہ در خانہ جنگ
تہی پائے رفتن بہ از کفش تنگ

سوکن کوں دیکھنے کا کیسے تاب، جس گھر میں سوکن آئی وو گھر
خراب۔ سوکن آدکھی سیج کی تقسیم دار یو جیو کوں سوسے توبہ
استغفار۔ جن نے آسودگی کوں دسری عورت کیا، ان نے بتری اپیا
کوں عذاب میں دیا۔ کیتی جاگا اپس کوں بانٹ بجاوے، یک دل
دو جاگا کیوں لاوے۔ ایک سوں توڑتا، تو دسرے سوں جوڑتا۔
جیو تے دونو سینا چاک، یو بچارا میانے میان ہلاک۔ ایک دل
بولے ہور کہے ایک یار، ایک جیو کوں لگاشے گا دو کٹار۔ ادھر
یو لڑتی ادھر وو جھگڑتی۔ صبا اٹھ کر گھر میں کچاٹ، آسودگی مارا یا
آسودگی گئی اسے تو وقت پڑیا ہور انکیں حضور انکیں کے دیکھنے
کا چور ضرور۔ کوں انکیں کنے سوتا، دل دسری پہ ہوتا۔ انکیں کوں
کیا پیار، تو جا تو دسری کوں دیا نہ پار۔ انکیں کوں پان کھلایا، تو
دسری کوں جا نو آگ لایا۔ انکیں کوں پھول پنہایا، تو دسری کوں

فی الحال شہر دیدار کوں جا کر اس گلنار کوں جا کر جو کچھ دیکھیا
تھا سو حسن ناد کوں دل کے سنگھار کوں دیدار کے ادھار
کو خبر بولیا، معاملہ جو دیکھے تھا سو کر بولیا۔ حسن یو بات سن حیران
پریشان ہو گئی۔ نا کھانا نا پانی گنٹوری ہوئی سب زندگانی
آگ کی بھڑکی اٹھی تن میں، آہاں مارنے لگی من میں۔ سوکن کی
جھل نعوذ باللہ جیو جاوے نکل۔ اس جھل کوں کون سنبھالے
تن من رنگ روپ سب جالے۔ بیت:-

جان تے سوکن جو مرد کی آتی
جھل تو بختاں کی سوے نہیں جاتی

اگر مرد آگ میں پڑو سکے تو آگ میں بھی پڑنا بھاوے، ولے سوکن
کی جھل سوسیا نہ جاوے۔ سوکن اچھے جب ٹھار، اس مرد تے بی دل
بے زار۔ عورت شرم کوں جب مرد کنے آوے گی، جاں سوکن
میانے آئی وہاں لذت کیا پاوے گی۔ جاں سوکن ہوتی، وہاں عورت
ضرور کوں بے زار ہو کر مرد کنے سوتی۔ نہ من کا سواد نہ تن کا سواد
سینہ جلتا دل میں نہ پڑی، سینچ میں آئی ہے جا کر دوزخ میں پڑی۔
کیا جانے کیا گنہ کی تھی اول زمانے، جیوں آ کر پڑی اس عذاب
میانے۔ سوکن نا سووے نا سونے دیوے، سوکن جیو پر آ اٹھے، سوکن
جیو لیوے۔ سوکن تے محبت میں فتوا اٹھے، سوکن تے چڑیا دل سٹے۔
سوکن آئی دوکھ سے سینہ پھٹیا، سوکن آئی محبت کا سواد اٹھیا۔ دایم
جھگڑتیاں جوں بلبلاں لڑتیاں۔ ادھر تے سالے ادھر تے سالیاں،
چاروں طرف تے بد ستیاں لگا لیاں۔ کوئی کوا گرتی کوئی باٹیں، گھر

جانو انگاریاں میں بجایا۔ ایکیں سوں بات کیا تو جانو دسری کے جیو پر گھات کیا۔ ایک نزدیک سوتی، تو دسری روتی مرنے پر راضی ہوتی، کلکلاتی تلملاتی کئیں سا کئیں نہیں سو جھگڑا کاڑتی، دو نوکی خوشی میں خلل پاڑتی نینہ اپی جل بل مرتی، سوکن کیوں لیے خوشی کرتی۔ سوکن نہ سو دسے، نہ سونے دیوسے، اپنا دعوا نا چھوڑے اپنا بیر لیوسے۔ یو بچارا انا ادھر کانا ادھر کا کیا جانے کدھر کا۔ یو ایکیں سوں صحبت دھرتا، دسری کیا کتے اچھے گی کروں میں فکر کرتا۔ دسری کی فکر دل میں جڑی آتاں لذت کاں کی لذت میانے تے اڑی۔ یہاں کھانا کھاتا تو وہاں پانی پیتا، کدھیں یک حیت نہیں دائم دو جیتا۔ عشرت غم ہوا، گھر جہنم ہوا۔ ایکیں کوں پوچھیا بچارا تو دسری کوں جانو جیودں مار یا۔ عورت اپنا جہل دھرتی، اس وقت جیو نہیں دیچ سوتی کرتی۔ رات دیس جھگڑا کیسے بجاتا، گھر میں تے نہاٹ جانے کا وقت آتا۔

القصہ حسن دھن من موھن جگ جیون اس غیر کے رشک تے انچل بھگائی انکھیاں کے اشک تے جلتی تلملتی کپڑے پھاڑتی سنگار تن کا کاڑ لیتی، گالیاں دیتی، رعتی حیران ہوتی۔ جہل کے جھال سوں، اس حال سوں، جیغی کھائی، وصال کے چھجے پر آئی۔ غیر کوں دیکھی تخت پر مست، مل اس سوں ہم دست۔ موں سوں موں ملائی ہے۔ سینے سوں سینہ لائی ہے۔ سد کھو دھی ہے، سو دھی ہے۔ جسی نادر سند دی، جہت نغزے بھری اوتاد استری پکار اٹھی، آہ مار اٹھی۔ کہ آہ یو کیا

ہوا، واہ یو کیا ہوا۔ ان چھنال نے مجھے جیوں ماری، ان چھنال نے اپنا دند سادی۔ ان چھنال نے میرا گھر گھالی، ان چھنال نے مجھے دلیس انتو دی۔ اُسے اور جاگا نا تھا جو یہاں خیال کری گمان اتنا تو بی میری آشنائی کا نہیں رکھی شرم۔ کچھ اُسے ملاحظہ نیں آیا، یو کام اُسے کیوں بھایا۔ اُسے ٹھار کئیں نہ تھی، کیا اپنے خنم میں کس سوں یاری کی نہ تھی۔ بھار بی خدا کا عالم ہے کیا کم ہے، ایسیچہ کا مان پر آئی تو پچھیں کیا غم ہے۔ اس کی چوری کی جاگا دیکھو اس کی حرام خوری کی جاگا دیکھو۔ دنیا تے ڈرنا، نزدیک کا آدمی یو کیا آمال کیا کرنا۔ آستین میں کی آگ گھر میں کا دشمن، آدمی کوں آدمی پتیاتا کیا جانے کوئی کس کے لکھن، کینہ کڈھنگ او لکھن، بدنیت بڑے آدمی کوں کیتا کرنا جتن۔ سنا کس، دیکھے بغیر معلوم نہیں ہوتا، آدمی بس دیکھے بغیر معلوم نیں ہوتا ہمیشہ نیں سمجھے کس کا کیا کرنا گلہ کہ پیغمبر کہے ہیں کہ المرء عند المعاملہ، یعنی کام پڑے بغیر آدمی جانیا نیں جاتا، کچھ مشکل کھڑے بغیر پچھانیا نیں جاتا۔ سنا ہور پتیل دونو کا ایک رنگ ہے، ولے اس کا اور ڈھنگ ہے، اُس کا اور ڈھنگ ہے۔ پتیل بی پیلا دسیا تو کیا ہوا، پتیل بی چھبیلا دسیا تو کیا ہوا۔ ولے جو بازار میں بیچنے گئے تو پتیل مول میں کم جاتا، سنے کے مول پر نیں آتا۔ ہزار پیلا ہوا تو کیا ہوا اس پیلے میں ہزار خلل، آخر سنا سو سنا پتیل سو پتیل۔ ایتے دیس خوباں کی صحبت رہی ولے صحبت اُسے اثر نیں کری، بدذات حرام خور چور مکر بھری۔ خوب اچھے تو خوب کی اس میں خوب اثر بھرے گی،

بروں کوں خوب کی صحبت کیا کرے گی۔ آفتاب سب پر پڑتا،
ولے جس میں جوہر ہے وو چہ جوہر ہوتا، میہوں سب کے بندلے پڑتے
ہیں ولے جس میں کچھ جوت ہے وو چہ گوہر ہوتا۔ جونکہ حافظ کتا۔ فرد:

گوہر پاک بباید کہ شود قابل فیض
ورنہ ہر سنگ و گلے لولو و مرجاں نہ شود

بھلا بھلائیچہ جانتا بھلا برائی کیا جانے، برا برائیچہ پہچانتا برا
بھلائی کیا پہچانے۔ جو کوئی بھلائی سمجتا چہ نیں اس سوں بھلائی
کرنا نہ کرنا برابر ہے، برے سوں بھلائی کرنا، دشمن سوں سگائی
کرنا، نادانگی سراسر ہے۔ سعدی کتا ہے دور اندیش جہاں گرد،
صاحب تجربہ صاحب درد۔ بیت:

نکوئی بابداں کردن چنانست کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

یو کام عبث ہے، سمجن ہارے کوں یو بات بس ہے۔ القصہ
حسن کوں لگی تکبکی، غیر کوں گالیاں دینے لگی۔ فرد:

دل کوں اپنے اُچاٹ خوب نیں گھر میں دایم کھپاٹ خوب نیں

موں پھاڑی جھونٹے کاٹی۔ میرا بس ھوئے تو اسے بہت
ٹھوکوں، میرا بس ھوئے تو اُسے چھریاں سوں بھوکوں۔
دو نیما کروں، قیما قیما کروں۔ بہت سر چڑی ھے، دھگڑ کو
لے پڑی ھے۔ بہت آپس کوں مروتی ھے، دل اُسے ہوئیگا
کتے کو کھیر جروتی ھے۔ اجھوں بی جیو نیں جھکیا، دھگڑ
بہت میٹھا لگیا۔ یو چھنال خدا تے نیں ڈری، کیا بلا کری۔
جھگوڑا لا نہادی، دند کادی۔ چیل ھوکر ھات میں تے جھونٹے

ماری۔ اتال میں بائیں گھروں کے کووا، میں کتی تھی سو ھوا۔ غیو، دل میں دکھتی تھی بیر جو حسن کا سنی آواز، سمجی کہ یو حسنپچہ ھے جو کری ھے اتنا ناز۔ یاد کوں پیار دکھلاتی ھے، اپنا اعتبار دکھلاتی ھے۔ بار بار بولتی، ستمیں پکار پکار بولتی۔ عورت کی ذات کوں اتنا کلا توبہ استغفر اللہ، یو کیا بلا۔ گھڑی یک آہ مارتی، گھڑی یک اساس بھرتی، غمزے کونے تقصیر نہیں کرتی۔ چالی بہت نخرایاں بھری، تیے غمزے اس میں تھے تو اُن نے دل کوں یوں ھلاک کری۔ مرد بھنور ھزار پھول کی لیوے باس، یو کیتا پکارتی پھرے گی آس پاس۔ مرد کوں کوی رکھوال رکھ سکیا ہے، مرد کوں کوئی سنبھال رکھ سکیا ہے۔ مرد آپ بھاوتا مرد آپیتا، مرد کئیں عورت کی قید میں رہتا ہے۔ مرد ہزار جاگا جائے گا، اُسے کاں کا جھل آئے گا۔ یوں جھل کھاتے پھرے تو لوگاں دیوانے کہیں گے، کیا لوگاں چپ رہیں گے۔ خوب معقول جنس سوں آتا تھا، اپنے مرد کوں لے جاتا تھا۔ اتیا کرنا کیا ہوس تھا، منج میں شرم اچھتی تو مجھے اتنا چہ بس تھا۔ جن عورت نے اتنی جھل کھائی ان نے آخر مرد کوں گنوائی۔ اتی چتر اتی چوسار لڑ جھگڑ کر کوئی منگتی ہے پیار۔ لڑنے جھگڑنے تے کیا پیار آتا ہے، بلکہ پیا ہے سو بی جاتا ہے۔ وو عورت عجب ہے گنوار جو مرد کنے لڑکر منگتی پیار، بتری مرد ہٹ پکڑتا دل میں کپٹ پکڑتا۔ ایسی عقل دھرتی اچھے گی جو نار، وو کیوں نا ہوئیگی خوار، مرد اس تے کیوں نا ہوے گا بیزار۔ اگر اپس میں کچھ خوبی ہے، محبوبی ہے تو یو بےتابی کیا خاطر، مرد اپیچہ نزدیک آتا ہے اپیچہ منگتا ہے سشتابی

کیا خاطر۔ اپس کوں جِھل کے ہات نا دینا، اپس کوں اپے خراب نا کر لینا۔ جس سوں رستے جیو پر آتا، اس سوں رسیا کیوں جاتا۔ جھوریاںؔ جھاریاں اچھوں کچھ تن پڑیا نیں، بھلا برا کچھ سر پر کھڑیا نیں۔ مرد کا دل ہات لینا کیا جانتیاں، کیا فائدہ مرد کوں گنوا کے پچھیں پچھانتیاں۔ ایسے ڈھنگاں تے مرداں ہوتے واز، انو کے دلاں میں کہ تمہیں کرتیاں ہیں ناز۔ عورت اُسے کتے ہیں جو مرد کے دل کوں بھلاوے، نہ مرد کا دل عورت تے واز ہو جاوے، پیار آتا ہے سو بی نہ آوے کھساٹیاں کا ناز، توبہ استغفراللہ ایسے نازاں تے جیو واز۔ عورت نے مرد کا جیو پکڑے تو آسودگی نا دیکھنا اپنے تن کی، خاطر رکھنا مرد کے من کی۔ عورت میں مہر و محبت پیار اچھنا، عورت چتر چونسار اچھنا، عورت میں بات گفتار اچھنا، سواد سمجھہاری عورت کاں ہے، سب گن میں ساری عورت کاں ہے۔ جو یوں عورت دل تے کھلے تو مرد کیوں نہ بھلے۔ عورت یچہ دل سیں رکھے کپٹ پچھیں مرد کوں کیوں لگتا چپٹ۔ ادا حرکت چالیاں تے عورت مرد کوں خوش لگتی، اپے گلے لگنا اپے گرد دینا ایسی محبت کی الالیاں تے، عورت مرد کوں خوش لگتی۔ اپس کوں گھڑی گھڑی سنوار مرد کوں دکھلانا اپنے دل میں کا کچھ پیار مرد کوں دکھلانا۔ سیج پر سنگرام کے وقت کام کی عورت نے مرد کی بہت منت کرنا پاواں پر ہات سٹنا الا بلا لینا سینے سوں سینہ چپکنا ہنسنا گرد دینا خوشبوئی میں تمام مہک رہنا، اپنے دل کی بات کھول کہنا۔ یو تن سوں تن دل

ؔ جھوریاں۔ جھاریاں۔

سوں ملنے کی جاگا ہے، انپس کوں کلی کرنا اچھنا یو پھول ہو کر کھلنے کی جاگا ہے۔ مرد بھنور ہے پھول کا رس لینے آیا ہے، عورت پہ عاشق ہوا ہے، دل کی ہوس لینے آیا ہے۔ مرد سوں ایک جیت ایک دل اچھنا جوں مرد کا دل منگتا تیوں مرد سوں مل اچھنا۔ نازنے اُسے کہتے ہیں چونساد اُسے کہتے ہیں، خوب عورت اُسے کہتے ہیں، محبوب عورت اُسے کہتے ہیں۔ ایسیاں عورتاں خاطر جیواں دیتے ہیں مرداں، ایسیاں عورتاں خاطر ہزار ہزار سو ستے سر درداں۔ جن عورت نے یو چھند نہیں پائی، کیا کام آتی رد کھی قبول صورتائی۔ قبول صورتی ہور اُس میں یو چھند بہو تیچ خوب سنا ہور سگند۔ عورت کی صفت کیا ہے ناز، غمزا، شیوہ چالا، ناری نرمی، دل ہات پکڑنا، ہنس بات بولنا ملنا ملالینا ہور محبت کی گرمی۔ عورت میں جتنی صفت ہے اتنی صفت مرد کوں دکھلانا، مرد تے یو صفتاں نا چھپانا مرد کوں بھلانا۔ عورت کوں یو صفت خدا نے مرد کوں بھلانے خاطر دیا ہے، نہ کہ مرد تے چھپانے خاطر دیا ہے۔ عورت یو صفت مرد تے چھپا کر کسے دکھلائے گی، چھپائے گی تو یو صفت اسے کیا کام آئے گی، کسے بھلائے گی۔ ایسی عورت یا دیوانی ہے یا نادان، جو عاقل اچھے گی سو اپنا کام اپے لے گی پچھان۔ اس کا دل اسے گواہی دیتا ہے موں پر نیں بولے تو کیا ہوا، درونا کھلتا ہے سوں نہیں کھولے تو کیا ہوا۔ جو کوئی ہے چتر عورت کی ذات، اُسے بھا تیچ ہے گی یو سواد کی بات۔ اگر موں پہ چپ رہے گی دل میں تو شاباش کہے گی، عورت اگر سگھڑ اچھی تو مرد کا دل ہات لینا کتیا کام ہے، دلے یو چھند کس عورت کوں تمام ہے۔ مرد اول تے بھلیا،

سو آدمی بھلے کو بھلاے تو بیگ بھلتا، اپنا ہوتا دل تے کھلتا۔ اپنا رام ہوتا، کام ہوتا۔ مرد کی بہت حجل نا کھانا، مرد کوں بہت واز نا لیانا۔ بہت پاک ہو چلے تو مرد پیار کرتا، پاوں خاک ہو چلے تو مرد پیار کرتا۔ اگر گھرداری دھندا کچھ خام ہے، تو مرد کا دل ہات لینا بہت بڑا کام ہے۔ خدا نے کہیا ہے مرد کوں نیمے خدا، اس کی بات تے کیوں ہونا جدا، اس کی بات تے جدا ہوے تو کیوں راضی اچھے گا خدا۔ جو کوئی عورت چوفسار ہے ہور چتور، وو یوں چلتی ہے جو مرد اپنے اس کا ہوتا شرم حضور۔ گھردار اپنا دیتا سب اس کے ہات، اس کے سامنے بھی پھر کے نیں کرتا بات۔ اسیچ جانتا ہے گھر کی استری، لکھن دنتی گن بھری، اس کے ہات میں دیتا اختیار جو کچھ وو کری سو کری۔ مرد اپنا ہوا تو اپنا یچ سب گھر، دل بھلا لینا ہی بہت بڑا ہے ہنر۔ مرد عجائب کچھ میوہ، عورت دو جس میں عورت کا شیوہ۔ فرد:

عورتاں کوں یہیچ پند دیا مرد کوں آپنے رجھالینا

عورت جیتی قبول صورت اچھے بی اپنی قبول صورتی پر اپنے

نانو پر نا جانا، مرد نیمے خدا اس کی خدمت سوں جیو لانا۔ اُس کا مہر اچھے گا تو ناز سہاوے گا، سب کوں وو ناز بھاوے گا ناز کوں لکھن چڑھے گا روپ آوے گا۔ جس عورت کوں نگیا گھر کا دھنی، اس کے دیوے کوں کیوں نا ہوسی روشنی۔ قبول صورتی تو خوب ہے جو گھر کے دھنی کا پیار اچھے، قبول صورتی تو خوب ہے جو گھر کا دھنی قربان بلہار اچھے، اس کے دیدیاں کا مطلب اُس کا دیدار اچھے، اُس کی نظراں میں دوچہ ٹھاریں ٹھار اچھے۔ تل نا دیکھے تو قرار نا

پکڑے، پانوں بھیں کو نا لگے ٹھار نا پکڑے۔ عورت کی صورت بغیر کس کی صورت نا بھاوے، عورت کی صورت مرد کے دل میں لکھی جاوے۔ غرض عورت وہیچ ہور اس کا یچ قبول پڑیا جینا، جنے رجھائے کر مرد کوں کرے اپنا۔ جو مرد ہوا اپنا تو وو صورت وو ناز خوب دستا، سب کسوت ساز خوب دستا۔ دین دنیا حاصل، جال قرار ایمان قرار ایک جا گا دل۔

بارے القصہ حسن نے اس تپاک سوں اتیا کچھ کہی، لاعلاج غیرتے سب سہی۔ اپنے دل میں کتیک وقت لگ تکیک تکیک، ایسیاں کچھ باتاں کہکر، اپس میں اپے حیران رہ کر، بھی کچھی آتاں یہاں دھنا خوب نیں، یو بات کسے پاس کہنا خوب نیں۔ ساحر تھی جتیک بدیاں میں ماہر تھی۔ ٹونے ٹامن کا بہت زور، بھیس اپنا پھرائی، بھی صورت پکڑی ہور۔ حسن کی نظر تلین تے اپس کوں چھپائی، وصال کے پچھے پڑتے اُتر تلین آئی۔ اپنے دل کوں جو کچھ بھایا سو کہی، بھی شہر سگ ساد کے اُدھر قدم دھری۔

حسن دھن من موھن جگ جیون کوں دل کا یو روش نیں بھایا، دل پر بہت غصہ آیا۔ یو چاند سورج کی جائی جس پر ختم ہوئی زیبائی، خیال ہور نظر ہور تبسم کوں فرمائی، کہ اس دل کوں، اس لایعقل کوں، اس جاھل کوں، اس کاہل کوں، اس ناقابل کوں اس باغ میں تے باھر کاڈو، اس کی دوستی کا ورق پھاڑو۔ بیگ اس باغ میں تے اسے نکار لے جاؤ،

چار عاشقاں مل ہمارا اس کا کریں گے نیاؤ۔ یو اپنی محبت میں خطا کھایا، ایکیس کوں چھوڑ دسریاں سوں جیو لایا۔ اس کی پشیانی کوں بدنامی کا ٹیکا لاؤ، سب عاشقاں میں پھراؤ، یو اپنی محبت میں ثابت، نیں اسی کیا خاطر ایتا چاو۔ یو گل یو گلزار، اس نالایق کوں اس باغ میں ٹھاو۔ عالم اس باغ کے تماشے کا مشتاق میں سو اس باغ میں اسے دی وثاق۔ عشق میں محکم ہے کر جانتی تھی، عاشق ثابت قدم ہے کر جانتی تھی۔ یو اپنی حد چھوڑ پر حد چکلیا نالایق ہو کر نکلیا۔ کئیں نھاٹ جاوے گا سنبھالو، اسے ہمارے غضب کے بندی خانے میں گھالو۔ اس باغ میں بھی نکو دیو آنے، اگو کئیں نکل جاوے گا تو تمیں جانے۔ تمیں تین جنیچہ نظراں چاروں کدھوں رکھو، ہوشیار اچھو اسی جتن رکھو۔ آتاں کاں کا عشق کاں کی یادی، کاں کا دل کاں کی دلداری۔ کاں کا غمزاں کا ناز، موں دیکھنے تے ہوئی بلزار واز۔ فرد:

راحت ہوئی تمام اب خواری   یادی تھی سو ہوئی ہے بے زاری

بات کہنا خوشی، نیں آتا، موں دیکھنا نیں بھاتا جہل آگ جہل بجناگ، کون سنبھال سکتا جہل کی آگ۔ وو تو عورت تھی، کم بد تھی کم ذات تھی، اپنا جیو دکھلائی، یو تو مرد تھا دل تھا دل سنبھالنا تھا اسے یہاں کیوں حرص آئی، کیوں اس کی محبت بھائی۔ محبت میں کفر ہے ایسا کام، محبت میں یو کام ہے حرام۔ ہور پر دل دھرنا درست نیں ہے۔ ایک

کوں چھوڑ دسرے پر نظر دھرنا درست نیں ہے۔ وو کیسے عاشق کہ دسرے کوں خیال میں نہیں گزرانتے، دسرا دنیا میں نہیںچہ کرجانتے۔ ایکس کوں چھوڑ دسرے پر دل دھرنا عاشق کی خامی ہے، عشق کے کام میں ناتمامی ہے۔ کس عاشق تے یو کام ہو آیا کوں عاشق یوں جیو دکھلایا، کون عاشق یکس کوں چھوڑ دسرے سوں جیو لایا۔ زلیخا تھی فرہاد تھا مجنوں تھا کس میں یو وضا اجنوں نہ تھا ان دل نے عشق میں اپس کوں یوں پنوایا، ہور عین جاگا پر یوں دغا کھایا گنوایا۔ میں اس کی خاطر سارے عالم میں بدنام، یو بے وفا سو ایسا کیا کام۔ ڈرتی ہوں میں پروردگار تے نیں تو اسے مارتی یا اپس کوں مارتی، اس کام کوں ہرگز ناہارتی۔ دل ہور حسن میں پڑی دوئی، ایسی بات ہوئی۔ ولے کتے ہیں جس وقت غیر ایسی کری کاڑی، انو دونو میں جدائی پاڑی۔ شہو دیدار تے جو شہر سنگسار کوں گئی، حسن ہور دل کا قصہ سب رقیب بے نصیب کوں کئی۔ فرد:-

بات کاں لاکہ کیا کرے ہے یو   چار جیباں کی استری ہے

ادھر حسن ہور دل کوں دغا دی، اُدھر بات رقیب کوں لادی۔ رقیب گمراہ، روسیاہ، بدکار نابرخوردار کے دل میں بھڑکا اٹھیا سینہ پھوٹیا، بیٹی تے باپ کوں زیاست اٹھی جل اپس میں اپے جل جل، ہلاک ہوتا درخاک ہوتا، سینہ سنے چاک ہوتا۔ شہو دیدار کوں آیا، گھر سے گھر مکوزنایاں بھایا

دھنڈتے دھنڈتے حسن کے غضب کے بندی خانے میں دل کوں پایا۔ سحر میں نادر تھا، ٹونے پر قادر تھا۔ خیال ہور تبسم ہور نظر پر کچھ منتر سٹیا دانے، یو تینو ہوئے دیوانے۔ اول تے مست یو تینو یار انو کوں دیوانے ہوتے کیتی بار۔ ات ناپاک نے فرصت پایا، حسن کے غضب کے بندی خانے میں تھے دل جھاڑ لیایا۔ بیت:

باپ جیسا ہے بیٹی بی ویسی   وو شہر یو اہے بلا جیسی

جھاں تے بہت چلیا، دل کوں شہر سگ سار کوں لے چلیا۔ دودی کا بیابان، اس میں یک کوٹ تھا اس کوٹ کا ناوں ہجراں، اس کوٹ میں دل کوں بچایا، دل بہت جفا پایا، اپنے جیون تے بیزار ہو آیا، یو عاشقی کر بہت پچتایا، باپ پند نصیحت کرتا تھا سو وو پند و نصیحت دل تے دل پر لیایا۔ جن نے نیں سنیا بڑیاں کی بات، اس کوں کیوں ہونا نجات۔ برا کیا جو باپ کی بات پر عمل نیں کیا، یو فکر اول نیں کیا۔ برائی کوں خوبی کر پہچانتے، بڑیاں کی بات نھنواد کیا جانتے۔ نھنواد سو نھنواد بڑے سو بڑے ہیں، انو اپس کوں آزمائے ہیں انو پر لئی قصے گھڑے ہیں۔ بڑیاں کے پند ہمیں نیں مانے، فائدے کوں نقصان کر جانے۔ دل کوں وو دل سخت منگتا تھا عذاب دے دے مارے، اس بد بخت کوں خدا فرصت نیں دیا بارے۔ دل بے دل ہوا، دل پر کام مشکل ہوا۔ اُدھر معشوق تے وو مشقت پڑی، ادھر رقیب نے سر پر یو محنت گھڑی۔

دل کوں اُدھر کا بی عذاب ادھر کا بھی عذاب۔ دل بےچارا
غم تے بے ہوش ہوا ہور بے تاب۔ ماملا عجب کھڑیا،
دل کوں خدا سوں پڑیا۔ کہیا الٰہی میں حسن خاطر ایتا
محنت سوسیا، ایتا دکھ دیکھیا ایتا مشقت سوسیا۔ بیت:
کی غصہ یو دکھے ہے چپٹ ل پر　کڑوی کی ہوئی ہے یو میٹھی شکر

حسن کیا سبب منج پر ایتا غصہ کری، کیا میرا گناہ دیکھی
کی دیوانی ہوئی دو پری، کیا منج تے چوک آئی، ناگہانی بلا منج
پر بھائی۔ منج تے تو کچھ خطا نیں ہوا، میں تو اُسیچ کے
کہے میں تھا، آپستا نہیں ہوا۔ ہر یک بات تفحص کرنا خاطر
لیانا، گناہ ایکس کے آنگ لانا۔ خدا تے بی نہیں ڈری، دل
میں آیا سو کری۔ پوچھنا بچارنا، ایکس کے کہے سنے پر کیا ناحق
یکس کوں جیوں مارنا۔ دشمن کوئی کچھ بولتا تو کیا اس کی بات
کوں سند ہے، دشمن عداوت کوں بولتا ہے اُس کی بات رد
ہے۔ جو کوئی منصفی پر آتا ہے، داعی مدعی کی بات خاطر لیاتا ہے۔
وو صاحب انصاف ہے اس کے پاس بات کا سب حد ہے، خاطر
نا لیا کر ہر ایک پر گناہ لازم کرنا بہت بد ہے۔ دنیا دو دیس کی یہاں
کس تے کیا لینا ہے، آخر خدا کو جواب دینا ہے۔ دشمن اپنے مقصود
کوں یوں کرتا ہے تقریر، جانو ذرہ نیں ہے اس کا تقصیر۔ ناپاکی میں
ڈوبیا بالیں بال، ہور پاک دستا یوں جانو ماں کے پیٹ تے نکلتا
اتیال۔ برائی لغی میں خوبائی بات میں، کیا بھلی بار اچھے گی ایسے
کی بات میں۔ ایسی جاگا خبط نا کھانا ایسی جاگا کچھ دل میں نا لیانا۔

ایسے ناپاک کی بات کوں نا پتیانا۔ نعوذ باللہ کس تے نا ڈرے، گھڑی گھڑی میں بکس کوں خراب کرے۔ کافر خدا نا ترس، اس بے ایمانی سوں دنیا میں جیوے گا کتے برس۔ بیت:-

تقصیر کیا ہے پکڑی منجے کس نشان سوں
غصہ اتیا کری سو بی ناحق گمان سوں

جاں گمان وہاں کہاں ایمان۔ حسن بی عجب تماشے کی دھن ہے، تماشے کا اُس کا من ہے۔ نیں جانتا ہوں کہ کیا کیا فامی جو یکایک کری ایسی خامی۔ وو مہر وو پیار کیا ہوا، وو ناز وو غمزا وو بات وو گفتار کیا ہوا۔ وو دل داشتی وو دلداری کیا ہوئی وو آشفتی وو یاری کیا ہوئی۔ فرد:

هوئی بیگانگی یو آشنائی گیا ملنا پڑی آکر جدائی

وو جپنا کیا ہوا، وو ترسنا وو تپنا کیا ہوا۔ وو یاری ہور یو بے زاری۔ جوں وجہی صاحب درد، اپنے زمانے کا فرد، کتا ہے کہ:

هر که دامن یار کردم او بمن اغیار گشت
کیست هیچو دوست کو آخر بمن دشمن نشد

منجے بہت لگتا ہے اس ٹھار عجب، عجب عجب ہزار عجب۔ عورت عجیب ہے شکر، ولے اس شکر میں تمام بھرے ہیں مکر۔ بولے ہیں کہ شر شیطان تے مکر زناں تے خدا اپنی پناہ میں رکھے، یو دونوں بلایاں ہیں اس بلایاں کوں کون جیت سکے۔ انو کوں سمجانے کس عاقل کوں نئیں بل، نادان ذات انو کوں تلوے میں عقل۔ سمجکر نیں کرتیاں کام، کھول بولے بی نیں ہوتا فام۔ یو قوم بہت جاہل، کم عقلی انو

کوں ہوئی ہے حایل۔ انو گھر میں اچھہ اتنی عقل دھرنا، آتال بچارے مرداں چار مرداں میں پھرتے انو کیا کرنا۔ اپنی عقل میں کئیں ماتیاں تیں مرداں کوں خاطر میں لیاتیاں تیں۔ یو کیا دنیا میں عورتاں ہو کر آئیاں ہیں، یو عورتاں نیں خدا کیاں بلایاں ہیں۔ گھر میں اچھکر اتیا غلبلا کرتیاں، اگر یو بھار نکلتیاں تو کیا بلا کرتیاں۔ اسیچ تے خدا انو کوں چھپایا، گھر میں تے بھار نکو نکلنے دیو کر فرمایا۔ اگر گھر میں تے انو کا پانوں بھار پڑے خدا جانے بچارے مرداں پو کیا کیا واقعہ کھڑے۔ گھر میں انو کوں یوں چھپاتے، جوں شیطاناں کوں شیشے میں بھاتے۔ انو کی عقل کا دیکھو پھیر، چار ہاتاں سوں لھوا مارتا اچھے گا جو مرد وو بی انو کا زیر۔ جانتیاں عقل ادھر یچہ ہے اپے ہیں جدھر، اپنی عقل سکے آنگے دسرے کی عقل کدھر۔ فرد:

کتا ناداں کوں کوئی بات سمجھائے جیسے نیں فام کیوں وو فام تے پائے

دعوا بڑا عقل تھنی، سر شتیچہ انو کی یوں بنی۔ اتیاں کیا کوئی عقل پاوے گی، ہے سو کیا طبیعت کاں جاوے گی۔ قصہ یو نچہ ہے، انو کا رضا یو نچہ ہے۔ فرد:

انکھیاں کوں مینچہ لے دن رات کرتیاں عقل نیں ہور عقل کی بات کرتیاں

ولے جو عورتاں عقل پر قادر ہیں، وو بہت نادر ہیں۔ خوبی دیکھ ہزاراں میں ایک نیک زناں، انو چہ کوں سکتے ہیں گن ونت دھنیاں۔ انو چہ کوں سکتے ہیں بھی استریاں ہیں، جنو دنیا میں ناؤں کریاں ہیں، نیں تو ولیاں عورتاں بھریاں ہیں۔ جوں فاطمہ سام، جنو پر اعتقاد دھرتے ولیاں تمام۔ جنو دایم خدا سے مل رہتے، جنو کوں معراج ہوئی

سکتے۔ جیوں خدیجہ کبریٰ ہور عیسیٰ کی ماں مریم، جنوں سوں خدا ہمراز جنو سوں خدا ہمدم۔ واجب ہے خوباں کی خوبی کناں، دنیا میں نیک مرداں کہے ہیں یا نیک رناں۔ جوں بی بی رابعہ بصری، کوئی ولی نہیں ہوا انو کے برابر انو کا ہم عصری۔ جیں ولی کوں خدا کی سمجھ میں پڑتا خلل، توحید کا نکتہ انو پاس آکر تا حل۔ بایزید، شبلی، جنید ہم ادہم، انو کے حضور کوئی نیں اچاتے تھے دم۔ سب ولی ہوتے تھے حیران، جو انو کرتے توحید کا بیان۔ جتے خدا کے دوست خدا کوں پچھانتے ہیں، سب بی بی رابعہ کوں بڑے ہیں کر مانتے ہیں۔ دنیا میں ایسیاں بی بیاں بی ہویاں ہیں، انو آجنوں بی جیتیاں ہیں نہیں مویاں ہیں۔ جوں فاطمہ نبی سوں ہمدم، خدا کے راز میں محرم، کوں مرد انو کے مراتب کوں آیا، کون مرد انو کا مراتب پایا۔ سب ہوے بات، اتاں کیا ہے یاں بات۔ حقیقت ہے دور دراز، کبھی میانے میاں آیا مجاز۔

یادے القصہ دو غیر من میں تے کاڑی بیو۔ دل کی نیو نہوادی، یو زاری تلملنا، یو جلنا دیکھ کیا جانے کیا دل میں لیائی دل پر بہت مہر آئی، اپنے کام تے اسے پچھتائی، جیئی کہائی۔ کہ دل تے بچھڑائی دل کی محبوب، یو کام اسے کچھ نیں کری خوب۔ ادھر پھر دل کلکلاتا ادھر دو حسن کلکلاتی، کیا جانے بھی کدھر کی بلا کدھر آتی۔ غیر کا اتریا دوس، کتیک وقت لگی بولی افسوس افسوس۔ نہادا قرار کر، اپس میں کچھ بچار کر، حسن دھن منا موھن جگ جیوں کتے یک رقعہ لکھ بھیجی اس مضمون سوں،

اگر توں منج پر غصہ کری ہے تو میرا گناہ ہے، غصے کا ٹھار ہے
ولے دل بے گنا ہے پاک ہے دل تے توں کیوں یوں بیزار ہے۔ فرد:
غیب تے غیر کوں مہر آئی دل کوں دیکھ توں دل او پرلیائی
میں تیری صورت ہوکر گھڑی، تو دل کوں کبھی کی پڑی تو
دل اس بے ہوشی میں ہوا راضی، دل کیا جانتا میری دغا باز
دل بے ہوش تھا، اپس تے اپے فراموش تھا۔ مست پر گناہ
لازم کرنا درست نیں ہے۔ مست پر اتیا کپٹ دھرنا درست
نیں ہے۔ جاں دل صاف ہے، واں مست ہود سوتے کا
گناہ معاف ہے۔ دل عاشق صادق ہے یوں بدنام ہرگز نا
ہوتا، وو اگر ہوشیار اچھتا تو یو کام ہرگز نا ہوتا۔ اپے
اپس کے پردے کوں کھولی، اپے اپنا گناہ سب آپ بولی۔
مست جانو سوتا، مست کیا جانے کیا ہوتا۔ دل کی غرض تجھ
سوں تج ہے، دل کے دل میں تو نج ہے۔ انے پکڑیا تھا خاموشی
پیا تھا داروئے بے ہوشی۔ دل تھا بیچارا بے خبر، یو سب تھا
میرا مکر۔ میں تیری بی گناہ گار ہوں، دل کی بی گناہ گار ہوں
بڑا گناہ کری ہوں تم دونوں کی شرم سار ہوں۔ میں پاپ
بہوت کی، دونو کوں بی دغا دی دونو کی محبت میں خلل
تھائی، ایکس تے ایکس کوں بچھڑائی۔ اتال تیرا کرم کر
تیرا دل صاف دکھ، میں گناہ کری ہوں مجھے بخش معاف
دکھ۔ فرد:
گناہ کوں بخشنا کیا کچھ منا ہے گناہ بخشو کہے تو بخشنا ہے

توں چتر توں چنسار تجے سب فام ہے، گناہ گار کوں گناہ بخشنا بہت بڑا کام ہے۔ تین گناہ خدا بی بخشتا ہے توں تو آدم ہے، میرا گناہ میں تو سب تیرے حضور کئی اتال تیرا کرم ہے۔ حسن دھن من موھن جگ جیون اس رقعے میں تے یو مضمون سن، ایسی بات چن، ھات تے گئی، بات تے گئی، بے ھوش ھو پڑی، سینہ کوٹ کوٹ لینے لگی گھڑی گھڑی۔ بہت چڑ بھری، کیسے کچھ کہہ نا سکی۔ حیرت تے داتاں تلیں انگلی دکھی، اپنے فعل تے آپے لاچی، بھی پھر لگی محتاجی۔ تقصیر تو سگلا ھوا، وے عشق اتال اول تے بی اگلا ھوا۔ بیت:

دل کوں ناحق ایتی جفا میں بھای
نیں سمجکر غصہ کری پچتای

میرے کاماں تیچہ دل منج تے پڑیا دور، دل کوں اتیال موں گیا دیکھلاوں میں دل کی بہت ھوں شرم حضور۔ ر میں دل کی خدمت گار ھوں، دل منجے بیچے گا تو میں بے اختیار ھوں۔ وو میرا صاحب منجے اس کی آس، میں باندی ھوکر اچھوں گی اس کے پاس۔ جیتا ھوا بی عورت چار کاندان میں کی رھن ھاری، اس پر دھنے کوں کیا کہے گی بچاری۔ جھل تے جلی میں جھل بھری، اتنا چوکی جو بات تحقیق نہیں کری۔ غصے کوں مارنا تھا، کسی سوں بچارنا تھا۔ ہر ایک کام کوں چار جنیا سوں مشورت کرنا، مشورت میں بہت فایدہ ہے

عاقل نے مشورت نا بسرنا۔ اگر اپس تے یو بات میں نا پاتی اس چار جنیاں میں ایکس کوں توبی عقل آتی۔ کوئی تو بی کچھ کتا البتہ چپ نا رہتا۔ بات اس حد لگن نا انپڑتی، یو شرمندگی سو یونا پڑتی۔ چار جنے چار بات بولتے، بات کا معنی کھولتے، اگر اپس کوں کچھ خوب عقل آئی تو بہوتیچ خوب یو تو بہوتیچ اپروپا، کسی کی عقل میں تی بی کچھ کاڑ کر دیکھنا کچھ برا نیں ہے، یو پردہ بھی پھاڑ کر دیکھنا برا نیں ہے۔ یہاں بی یک آدھے وقت کچھ دِس آتا ہے، یہاں بی کچھ دھنڈے تو کچھ پایا جاتا ہے۔ جتیا عقل کی قوت اچھے کیوں مشورت درکار ہے۔ مشورت امداد پرکار ہے۔ اما بعضے ٹھیک مصلحت ایسی نازک ہے وہاں مشورت کام نیں آتی، مشورت وہاں خلل پاتی، کہ جوں فارسی میں کتا ہے کہ قول نا ہے تو یو بات سو مشورت یک بلا لاتی۔ مصرع:۔

نا محرم چہ غم داری حذر از یار محرم کن

بلکہ اس حد لگن۔ بیت:۔

راز دل را بدل خویش کہ پنہاں کردم
منکہ آہستہ بخود گفتم و نقصاں کردم

جاں مشورت نا کرنا وہاں مشورت کرنے گئے تو کچھ کا کچھ ہوتا، ریج کا کام سب بے ریج ہوتا۔ کیتیاں باتاں ہیں جو کسی پاس کہنیچ کیاں نیں، اپنیچ دل میں رہتیاں دوسرے کے پاس رہنیچ کیاں نیں۔ میں اپیچ ہور اپنا خدا چہ جانتا، دوسرے کے خیال کوں وہاں گذر نیں دسرا دو بات نیں پچھانتا۔

بارے القصہ حسن دھن من موھن کہی کہ جدھاں تے
جو کوئی دنیا میں آیا اچھے گا، عجب ہے جو کوئی ایسا دغا کھایا
اچھے گا۔ در اصل اپے عورت کی ذات، مرداں دغا کھاتے
ہیں عورت دغا کھائے تو کیا بڑی بات۔ فرد:-

چھند بھری یو عجب ہے من بھاتی دل دکھا کر بھی دل کوں پھسلاتی

حسن نارنے دل کے سنگارنے دیدیاں کے آدھارنے بھی دل کنے
ھزار ھزار اشتیاق ھزار ھزار فراق سوں کتابت لکھی، اپنے
احوال کی حکایت لکھی:-

دونوں نے دونوکا دکھے مایا بھی سواں کھانے کا وقت آیا

اس کتابت کا مضمون یو تھا کہ خدا کی خدائی کی سوں، تیری
جدائی کی سوں تیرے اشتیاق کی سوں، تیرے فراق کی سوں،
تیری سراوت کی سوں، تیری محبت کی سوں، تیرے جلنے کی سوں،
تیرے تلملنے کی سوں، تیرے وصال کی امیدواری کی سوں،
تیری یاری کی سوں، تیرے آفتاب جیسے موں کی سوں، تیرے
کوناں جیسے روں کی سوں، تیرے بادل جیسے بالاں کی سوں،
تیرے چاند جیسے گالاں کی سوں، تیرے تارے ویسے نیناں کی
سوں، تیری شکر ویسی بتیاں کی سوں، تیرے ادھر کی سوں،
تیری کمر کی سوں، تیرے دھن کی سوں، تیرے بدن کی
سوں، تیرے ناٹوں کی سوں، تیری چھاتوں کی سوں کہ
توں تحقیق جان اے یار۔ میرا گناہ کچھ نیں اس ٹھار کہ
یہ بلا غیرنے بسائی یو آگ غیرنے سلگائی۔ میں عاشق

تھی کیا کوں کہیا گیا منجہ تے نیں رہیا گیا ۔ منجے بی جہل آئی یو بلا محبت میں اپس پر اپے لیائی۔ توں بی عاشق ہے جانتا ہے عشق کی اوکل جان محبت ہے واں کیا بلا کرتی ہے جہل ۔ خدا نہ جھلکاوے جہل کا جھلکار ، اپس کوں مار لیتے نیں آتی عار ، اتال دوسرے کوں مارتے کیتی بار ۔ عشق کی بری اوکل جیتی محبت اُتی جہل ۔ جس محبت کو جہل نیں اُس محبت کوں بل نیں ۔ جہل تے معشوق بہت آتی یاد ، جہل سوں باندے ہیں عشق کی بنیاد ۔ محبت جھاڑ جہل پھول ، پھول بغیر جھاڑ کیا دسے گا مقبول ۔ جاں محبت ہے واں جہل آتی ، جاں محبت نیں واں جہل کا ہے کوں جاتی ۔ فرد :

یاد آتیاں ملے سو وو راتاں ۔۔۔ دل کوں سمجانے کیاں کری باتاں

ایسے نقش نگار سوں ، بہت پیار سوں ، کتابت اتے خیال کے ہات بھیجی ، راتیں رات بھیجی ۔ خیال ، جس کی باوتی اگلی چال ، فی الحال ، اس ہجراں کے کوٹ سیں جاکر ، اس محبت سے میداں کے کوٹ میں جاکر ، دل کوں عاشق کامل کوں ، یو کتابت انڑایا ، زباں سوں بی بولیا ، جو کچھ زبان میں آیا ۔ اتال دل دل نا سنبھال حسن کی کتابت دیکھ آھاں سوں سینہ حالیا ، انکھیاں میں تے لہو کے انجھو ڈھالیا ۔ بیت :

پڑت رقعہ دیا دل جیو کے ہات ۔۔۔ کتابت کوں کتے آدھا ملاقات

عربی میں یوں آتی ہے بات ، کہ المکتوب نصف الملاقات ۔

اپس میں اپی فکر کریا ، کبھی اس میں کیا مکر ہے کوڈ دیا ۔ دل دو

چپتیا، دون کا جلیا چا چھ۔ پھونک پیتیا۔ کہیا دو غصہ کیا تھا یو پیار کیا ہے، ایسے پیار کوں اعتبار کیا ہے۔ ایسے پیار کوں کون پتیاوسے، ایسے پیار تے یک ادھے وقت جیو جاوسے۔ دقعہ کھول پڑیا، اپنا ہات اپی لڑیا کہا غیر پو ہزار ہزار لعنت، یو دغاباز کونے کا کون وقت۔ اسے تو ایک بلا ہو آئی تھی ناپاک نے جیو پو لیائی تھی۔ بیت:

کدھر تی آکہاں جا مبتلا تھی نہ تھی یو غیر غیرت کیا بلا تھی

یہاں نہ غیر کا وقت تھا، بارے خیر کا وقت تھا۔ میرے دل میں ہور شک حسن کے دل میں ہور گمان، یہاں قصہ کچھ کا کچھ ہوا میانے میاں۔ بیت:

جیتی ہمت جتی فکر اپس ہرے گا خدا کے کھیل یاں کوئی کیا کرے گا

دل بی سمجھا کہ گناہ حسن کا نیں، معشوق جو اتنا منگتے سو بے سبب بیزار ہوتے ہیں کہیں۔ گناہ اس حرام زادی بدبخت کا ہے، گناہ اس پاپن بے رحم دل سخت کا ہے۔ وے پختا چھنال بہت نازک چلی چال، مکر بالیں بال، کام خام نیں ہونے دی جب سوں کام کری اسے بی فام نیں ہونے دی۔ حسن کوں ٹالی دکھوالاں کوں بی اچھالی۔ جھگڑے کا جھگڑا لیائی جھگڑا لا کر بی دونوں کوں ملائی۔ فرد:

یو بلا ہے بری قہر کی جاتی مگر اپنا کمال کوں انڈاتی

عجب حکایت کی دھات ہے، یو تواریخ میں لکھنے کی بات ہے۔ یو اس کا کچھ کا کچھ ہے خیال، ایسے سوں کوئی کیوں رکھے اپے

سنبھال۔ چوری ایلاڑ ہے یو کام چوری تے بی پیلاڑ ہے۔ فرد:

ایسے چلتاں میں کوئی اگوا وے گو فرشتہ اچھے دغا کھاوے

جیوں توڑے تیوں سانده ہے، جیوں کھوئے تیوں باندھے۔ دل صاف کونا ہے، ایسی چھنال کوں گناہ معاف کرنا ہے۔ دل نے عاقل نے کامل نے واصل نے، حسن دھن من موہن جگ جیون کوں لکھیا کہ تیری خوبی کی سوں تیری محبوبی کی سوں، تیری مطلوبی کی سوں۔ تیرے مکھ مقبول کی سوں، تیرے سیس پھول کی سوں، تیری نت کی سوں، تیرے ست کی سوں تیری متوالی آنکھ کی سوں، قبول صورت ناک کی سوں۔ تیری اس نازک نرم لعل ہونٹاں کی سوں، تیرے ہاتاں کی مہندی لگائی سو اس رنگیلے بوٹاں کی سوں۔ تیرے بناں ویسے دانتاں کی سوں، تیری ایلوچ ویسی باتاں کی سوں۔ تیرے پھولاں ویسے ہاتاں کی سوں، تیری زلفاں کے تاراں کی سوں، تیرے گلے کے ہاراں کی سوں، تیرے چاند ویسے جوبن کی سوں، تیرے چندنی سار کے جھلکتے تن کی سوں، تیری شیر ویسی کمر کی سوں، تیری اژدھا ویسی زرکمر کی سوں۔ تیری راناں کی سوں، تیری ساق کی سوں، تیرے شوق ہوو اشتیاق کی سوں۔ تیرے پانوں کی سوں، توں چلتی ہے سو اس تیرے پانوں تلے کے ٹھانوں کی سوں، فرد:-

عشق اب مرتبہ اوپر آیا کس لطافت سوں دل نے سوں کھایا

تیرے کنٹھ کی سوں، تیرے کنٹھ مال کی سوں، تیری

ٹھڈی کی سوں تیرے گال کی سوں، تیری نازاں بھری چال کی
سوں، تیرے گھنگروالے بال کی سوں، تیری قبول صورتی کی
سوں تیری مدن مورتی کی سوں۔ تیری وفا کی سوں، تیری جفا
کی سوں۔ کہ جو میں یو رقعہ پڑیا، تو سو حصہ اگلا منجے محبت کا
اٹھ چڑیا۔ کہ یہاں نہ گناہ تیرا ہے، نہ کچھ تقصیر میرا ہے۔ بیت۔
دو جنیاں میں جو کوئی جدائی بھائے — اس او پو بھی جدائی کیوں نا آئے
اتنا کوی سو یو غیر، اتاں جان دی یو بیر۔ جوں ہمیں اپنی محبت
میں اڑی تھی تیوں وواڑو، ہماری جدائی کا یو کلکلاٹ اس پر
پڑو۔ اتاں خدا جانتا ہے کہ میرا دل تیرے باب بہت ہے صاف،
میرے دل میں تیرے باب نہیں کچھ خلاف۔ اگر سچ پوچھے گی
تو اسے من موہن پری، اتنا سب تو نچہ کری۔ اگر توں خیال ہور
نظر وفا ہور تبسم کوں کھکو منجے داروئے بے ہوشی نا پلاتی، تو
منج پر ہور تج پر اتی بلا کی آتی۔ توں کرنے گئی چھند، غیر نے
وہاں اپس کوں کری بند۔ اسیچہ تے کتے ہیں کہ عورت ناقص
عقل ہے یو قدیم نقل ہے۔ جتا عقل نہ ہوئی تو بی عورت کی ذات
کیا اعتبار ہے عورت کی بات۔ عورت اپنے گھر دار کوں خوب ہے،
عورت ساگ سبزی نبوار کوں خوب ہے۔ گھر کا دھندا اس کا کام
ہے، بعض دھندے کا اسے کیا انعام ہے۔ بچار باتاں کرنے تے دور
اندیشی ہوتی ہے، ادھر ادھر کہانی حکایتاں کرنے تے دور اندیشی ہوتی ہے۔
پیش بینی عورتاں یوں کتیاں کہ جتیا بہت مشکل سکہ جوں جتیے،
جنوں کدن عاقل کتے، ویسے عاقلاں اس دریا میں غوطے کھائے

ہیں، کوئی موتی پائے ہیں، کوئی خالی ہات آئے ہیں۔ عورت کی ذات ہزار اپس کوں پنوائے تو کیا ہوا، بھولے چوکے یک آدھی بات آئی تو کیا ہوا۔ گھر کی رہن ہاری، گھر کا خبر اسے معلوم بچارے کے کاماں کیا جانتی بچاری۔ محبوب کی بات، پھول کا پات، کملاتے بار نئیں، باس نکل جاتے بار نہیں۔ باؤ بارا اس باؤ بارے پر کیوں کرنا پتیارا۔ دانشمند جو کچھ اپے جانتا سو جانتا، یو بی محبوب ہے، محبوب کی بی ایک بات سنتا تو گذرانتا۔ عورت خوب عورتاں میں جس کی رقیم، وو قوالنادر کا لمعدوم۔ جس کوں خدا دیا مان، جس کوں خدا کا دھیان، جس کوں خدا کی پچھان، جس کا روشن ایمان، جس کا بڑا گیان، چتر سگھڑ سجان۔ بادشہ دل کھیا، قصا عجب کھڑا یا، چور پر مود پڑیا۔ توں اگواہیں وصال کے پچھے پڑ آکے سوتی، تو اس غیر کوں فرصت کہاں تے ہوتی ہوشیاری سوں بلاتی، تو اس غیر کے ہات تے کی دغا کھاتی۔ فرد:-

کیسے کیا بولنا کیسے کیا فام
اپنی بل سوں کئے سو توں یو کام

اما جتے اس معاملے میں رہتے ہیں، اس قصے میں یوں کہتے ہیں۔ کہ عقل پادشاہ جو شکست کھایا، کچھ کو شہر بدن میں آیا: خدا جانے کہ ہر جا موں چھپایا۔ دل تیو کھا اڑیا، جھگڑے میں گھوڑے پرتی پڑیا۔ ہور صبر کہ عقل کا سو لشکر تھا، بہت دلاور تھا، جو عشق کے لشکر تے موڑ کھایا، شہر ہدایت کوں آیا ہمت کوں بولیا کہ دل تو زخمی ہوکر پڑیا، حسن کے ہات چڑیا عقل

شکست کھا کر تائب ہوا، خدا جانے کہاں غائب ہوا۔ جو کچھ قضا تھی سو ہوئی، خدا کی رضا تھی سو ہوئی۔ ہمت نے پرمعرفت نے، سودھن کر کہیا کہ عقل کا منج پر حق بہت ہے، مطلق بہت ہے۔ شرط یاری یوں ہے، روش دوست داری یوں ہے کہ اس وقت عقل ہور دل کی خبر لینا انوں کوں تقوا دینا۔ بیت:-

جیں پو جو کوئی پیار رکھتا ہے　　حق یاری وو یار رکھتا ہے

کیا جانے انو کا کیا حال ہے، اچھوں کون کون ان کے دنبال ہے۔ یارے اس وقت کچھ یاری کریں، مددگاری کریں۔ کچھ نیک بد ہوا اچھے گا تو، کام زد ہوا اچھے گا تو، معاملہ رد ہوا اچھے گا تو، عشق کے لشکر سوں بی پھر کر جھگڑا کریں دگڑا کریں، یک نانوں کریں ماریں یا مریں۔ ہمت یو بات کہہ کھوا ہات کر، اپنا لشکر مستعد کیا حضور تے ایک ایک کی گنتی لیا، چاروں طرف نے اٹھیاں فوجاں، جانو قہر کے دریا کی موجاں۔ شہر دیدار کی طرف چلیا، عجائب گلزار کی طرف چلیا، جانو ڈونگر ہلیا، ٹھاریں ٹھار خلق کھلبلیا، کیتک دنیاں کوں قامت کے بوستاں میں آیا، بھائی کوں عقل ہور دل کا احوال پوچھیا گلے لایا۔ فرد:-

بعضے یاراں تے جیو ہے بیزار　　وقت پڑ آ کھڑا رہیا سو یار

قامت بولیا کہ اے ہمت، تو خوب یو پوچھیا تجپر ہزار رحمت، آدمی کی ذات میں آتی اچھنا اصالت نیں تو اصیل ہور کم ذات میں کیا فرق، بھلے ہور برے کی بات میں کیا فرق۔ بے وفا ہور وفادار کوں کیوں کر جاننا، یار ہور اغیار کو کیونکر جاننا۔

ایمان کا آدمی ہور ہے ایمان کا آدمی پہچانچہ دستا ہے۔ نشا
کا آدمی ہور ہے نشان کا آدمی پہچانچہ دستا ہے۔ عقل پادشاہ
نے اپیاں کوں لیا دیا، کھلایا پلایا، دلے اس وقت اُسے تو
تجہ بغیر یہاں کون آیا۔ جوں اس کی خاطر تیرا دل تلملیا، تیوں
دسرے کا دل بیں جلیا۔ جوں اس کی خاطر توں جلیا، تیوں
دسرا بیں تلملیا۔ اقبال کیا پوچھنا اس کا حال آج یک سال ہے
کہ دن ہجراں کے کوٹ میں بہت بد حال ہے ہور عقل بی شہر
بدن کوں گیا ہے، اپنے قدیم وطن کوں گیا ہے۔ عشق کا بہت
لشکر ہے، عشق بہت زور آور ہے۔ عشق سوں جتیا کوئی لوڑے گا،
پورا نا پڑے گا۔ عشق سوں مل چلے تو جہ نفا ہے، یں تو
بہت جفا ہے۔ عشق تے لڑ کر کیا کیا، جھگڑ کر کیا کیا۔ اپس کو
خراب کیا، اپنا لشکر خراب کیا، اپنا گھر خراب کیا۔ لڑ کو کیا پایا،
اپنا بھرم گنوایا۔ شرم کوں بول لایا، خدا کی خلق کوں دکھایا،
بہت آخر پچتایا۔ ضرور کوں لڑنا کہیں کہے ہیں، ضرور کوں جگر
کہیں کہے ہیں۔ بیت :-

عقل سوں لڑادن عقل سوں بچاؤ   عقل جاں نا چلے وہاں تروار

عاقلاں نے بی یوں کہے، کہ آخر الدوا الکے۔ یعنی جو درد دارو
تے خوب نہیں ہوتا اُسے داغ دینا، یو بات استی کہے کہ اس
بات تے کوئی کچھ پند لینا۔ ایک بات ہے میری فام کو، جتنا سکے
اتا دوستی سوں کام کو۔ عشق بہت بڑا پادشاہ زور آور، سیم
لڑ عقل تے نکو ڑٹک ملاحظہ کو۔ فارسی میں کتا ہے۔ فرد :-

هر آن کہتر کہ با مہتر ستیزد   چنان اُفتد کہ ہرگز بر نخیزد

ضرور کوں جیو پر آئے تو کوئی لھوے پرھات بھانا، جبیدچہ لھوے پرھات بھانا، نیں سو بلا جیو پر لیانا۔ یو کیا کام ہے، یو کیا کام ہے۔ توں لڑے گا ہمت ہے، ولے اس کام سیں بہت زحمت ہے۔ اس کام میں نکو پڑ، نکو لڑ، نکو جھگڑ۔ صلح سوں کام نا ہوئے تو لڑنا، تدبیر نا چلے تو جھگڑنا۔ خدا نے عقل دیا ہے کام، جو کچھ عقل سیں دست آتا وو خوب ہے کام۔ یو عقل تھا اُسے کیوں بھایا، غیر مستعدی سوں عشق پر چڑ کر آیا۔ اپتا عاقل تھا، ولے خوب لوگاں ملانے تے غافل تھا۔ اگو خوب لوگاں ملاتا تو کچھ تو بھی آسودگی ہوتی اپتا جفا نا پاتا۔ توں بھی لڑنے منگتا ہے ہمت ہے لڑے گا دلاور ہے نر ہے، ولے اس لڑنے تے نا لڑے تو بہتر ہے۔ یکایک جھگڑنے کی نکو کر کام، شاید جھگڑنے تے صلح سوں بہتر ہوئے کام۔ لڑائی کوں نکو کر بہت اضطراب، بہوتاں کا ہوئے گا گھر خراب توں ایک جیو تیرا تو سہل ہے، اپتا عالم پر بلا بھانا جہل ہے۔ عشق کا لشکر بہت بے نہایت، جدھر دیکھیں گے اُدھر اس کی ولایت۔ فرد:-

عقل کرتی ہے سب اتا یو بچار   لڑکے مرنے کوں کیا ہے کیتی بار

اتنے اتنے کوں لڑنے کی چٹ خوب نیں، بہوتیچہ آپ خودی بہوتیچہ ست خوب نیں۔ بڑے ڈونگر پر ننھا ڈونگر پڑے بھتر تے بہتر جدا ہوئے ننھا ڈونگر یا لو ہو کو سب جھڑے۔ میر بات توں ذا مر کر، توں تو ہمت ہے ولے ہمت سوں کچھ کام کر کہ

علاجی پو کیا نھنا کیا بڑا، واں خدا سب جاگا حاضر کھڑا۔ وقت
پو خدا تھوڑیاں کے اُدھر ہوتا ہے، اعتقاد جوڑیاں کے ادھر
ہوتا ہے۔ وو بات جدا ہے، پچھیں خدا ہے۔ ست میں پیٹ دگڑ
کو سول اٹھانا، عاقل ہور یو کام کیا مانا۔ عقل ہور ہمت
دونوں مل کو کچھ کام کر یاسے، جاں یکیلے ہیچ ہے عقل
نیں واں مرنا ہے۔ حافظ کتا ہے۔ فرد:-

حسنت باتفاق ملاحت جہاں گرفت — آرے باتفاق جہاں می تواں گرفت

اپیاں تدبیر اس کی یو ہے کہ عشقیچہ سوں عشق لانا
عشقیچہ کو سمجھانا، عشقیچہ کوں اپنا کرنا، عشقیچہ کوں
منانا۔ عشق کوں اپس سوں راضی کر لینا، اپنی پیش بازی کر لینا۔
اگر عشق کنے یوں التجا لیائے گا، عشق بہت بڑا بادشاہ
تیری مراد کوں تجھے انپڑائے گا، توں اپنی مراد پائے گا۔
عشق کوں بہت بھائے گا بہت خوش آئے گا۔ دوستی سوں پیش
آنا کچھ عیب نیں ہے، جوں خویشاں سوں خوش آنا کچھ عیب
نیں ہے۔ دنیا میں آشنائی ہور مروت بی اچھتی ہے، مہر اور
محبت بی اچھتی ہے۔ اگر کوئی بڑے کی ادب دکھیا تو نھنا نیں
ہوتا، نیں دکھیا تو کوئی کسی کے کام میں سنا نیں ہوتا۔ بڑیاں
کی ادب دکھنا اپنی بڑائی ہے، یو بڑیاں تے آئی ہے، یو بڑائی نھناں
کوں بڑیاں کوں سب کوں بھائی ہے۔ بیت:-

عشق سوں کچھ علاج چلتا نیں — عشق سوں سنج باج چلتا نیں
عشق جاگتا، ہرگز نیں سوتا، عشق صاحب قدرت عشق

تے سب کچھ ہوتا۔ ہمت کہیا جو کوئی مرد ہے وو ٹونہار اچھہ
ہے، دشمن پر جاکر ڑنہار اچھہ ہے۔ ڈیچھہ پر آیا تو کیا پیچھے
جاتا ہے، دلے قامت کا اندیشہ مجھے بہت بھاتا ہے۔ قامت
بہت عقل مند ہے، قامت کتے بہت عقل کا بند ہے، جو کچھ قا
مت
کہیا سب وو پند ہے۔ قامت ہمت کا بھائی، قامت کی نصیحت ہمت
کی خاطر آئی۔ ہمت لشکر سب اپنا قامت کنے چھوڑیا قامت کیے کہے
پر عشق سوں عشق جوڑیا۔ ہمت دانش میں آکر، دنیا کا عالم
خاطر لیا کر عشق سوں ملیا بیاکر۔ دل کا کپٹ دور کیا ہٹ دو
کیا۔ عشق پر اعتقاد لیایا عشق کوں بہت بھایا عشق نے ہمت
کو گلے لایا۔ عشق کوں ہمت پر بہت مہر آئی سچی بات سب
کہہ کیائی۔ دھنے کو عجائب نادر ایک جا گا دیا بہت تواضع
بہت تعظیم کیا۔ بات کی مانندگی چڑی تھی سو اس کا آثار ہوا،
ہمت کا دل جمیع خاطر قرار ہوا۔ فرد:-

عشق و ہمت یو دو ملے جب ٹھار کام کرتا تمام واں کرتار

پچھیں عشق نے اسے یک رات خلوت میں بلایا، ہمت نے
لئی باتاں ادھر ادھر کیاں جد ھر تدھر کیاں سنایا۔ اُس
باتاں میں عقل دیو دل کی بی بات لیایا، ہور اس رضا سوں خا
طر
نشان کیا ہور یوں سمجایا، کہ عشق بہت خوش ہوکر راضی ہوا
عشق کوں بہت خوش آیا۔ آخر قرار یوں ہوا مدار یوں ہوا کہ
عشق پادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کے گھر کی عقل
کوں وزیری دینا سب پر امیری دینا۔ عشق جیسے پادشاہ کوں

عقل جیسا وزیر هونا، اس آفتاب کوں ایسا بدر منیر هونا، ایسا
صاحب ضمیر هونا، ایسا صاحب تدبیر هونا۔ دلاور لوگاں کی
صحبت نیں بهائی بادشاهی جاکو وزیری آئی۔ دهم نے هاکا
مارمار دکھلایا داه، عقل۔ نیں چلیا وهم کا کیا گناه، جاں
بادشاهی ہے واں دلاور لوگاں بہت دکار هیں، دلاور لوگ
ایک وقت کے یار هیں۔ یاری سوں آخر جوں تیوں همت نے کام
کیا، عقل کی قدرت عقل کی عقل تمام کیا، تدبیر سوں گلدرانیا
اپنا نام کیا اگر اسے دعوا ناجاتا تو کیا جاتے عقل پر کیا دکھ آتا۔
جیو نے پاتا یا نہ پاتا۔ فرد:۔

کام کو نیں سکیا عقل کا پھیر عشق آخر کیا عقل کوں زیر

عشق پادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ نے اپنے مہر
خورشید چہر سر لشکر کوں، دلاور نرکوں فرمایا کہ شہوبند
کوں بیگ جا هور عقل کوں بہت دلاسا دے کر، بہت دل
هات نے کر عزت سوں حرمت سوں مہر سوں محبت سوں
مروت سوں سمجا کر منج لگ لے کر آ هور کہہ کہ دل آزردہ
نکو کر وقتہ پر نظر دهر۔ اسے دنیا کہ هیں زیر کہ هیں زبر کہ هیں
تلے کہ هیں اوپر۔ کدهیں پیش کہ هیں پس کہ هیں رس کدهیں
بکس۔ ایاں همنا پتیاتا کوئی بات کا دغہ غا دل پو نا لیاتا۔ توں
همیں بهائی ہے، همنا تمنا میں کیا جدائی ہے۔ همادی وزیری
تیری پادشاهی تے کچھ کم نیں، دل خوش رکھ کچھ غم نیں
اس وزیری میں بی عالم عالم ہے، دنیا کا جینا ایک دم ہے۔ میرا

ایک حکم ہے میانے، باقی دولت توں جانے۔ عقل دھو گزنا گرنا، بیگ ادھر رخ دھرنا، توجہ دھرنا۔ سو یو بات سن عشق کوں سجود تسلیم کر شہر بدن کوں روانہ ہوا، بہت بیگ بیگ چلیا بہت بیگیچہ جانا ہوا۔ عقل سوں ملاقات کیا جو عشق کہیا تھا سو بات کیا۔ عقل نے دل کا پوچھیا احوال، سو نے کہیا دل بی ہے خوش حال، تیرا بی بلند ہوا اقبال۔ کچھ غم نکو کر، الم نکو کر۔ کر اب آنند بڈھائی، تیری مقصود حاصل ہوئی مراد بر آئی۔ عقل اندیش دیکھیا کہ لشکر ٹوٹیا، بادشاہی کا بند چھوٹیا، پھر لڑنے کا سکت نیں۔ تدبیر کوں بی گت نیں، خلق پریشان ہے دل یکس سوں ایک نیں رہتی مل، کام بہو تیچہ ہوا ہے مشکل۔ ملک سب چھوٹیا لشکر کا اتفاق ٹوٹیا۔ ملک ہوا پراگندہ صاحب ہو کر بیٹھیا ہر یک بندہ۔ گھر گھر امیر گھر گھر راجوت گھر گھر تدبیر۔ ہر کوئی سو خود کوئی نیں سنتا کسی کی بات دیکھتا ہوں دو دل میں یو نیت دھرتا، زوراں سوں مکڑ دینے کی فکر کرتا، عشق بادشاہ سوں بہت ڈرتا۔ لوگاں نے ایمان بدلائے، دل پو بے ایمانی لائے، حرام خوری پر آئے نمک آپ لگن حرام کھاتے۔ کس مسلمان میں مسلمانی پنا نیں رہیا جب بے ایمان ہوئے ایمانی پنا نیں رہیا۔ جیو دینے کتے تھے جو کام پڑے، دو دوست سب دشمن ہو کر کھڑے۔ ستارے نے امداد چھوڑیا فلک نے یاری توڑیا۔ اقبال کچھ پڑے بخت، اقبال کان کی بادشاہی

لہ بسر خود

کاں کا تخت۔ عشق سوں ملیچہ میں تھا ہے، نیں تو ایک، اپنے کیا کہ سارے عالم پر جفا ہے۔ عشق کوں چھوڑے تو کئیں ٹھار نیں عشق کوں چھوڑے تو آخر بھلی بار نیں۔ کہیا بہت خوب اسے واللہ، بسم اللہ۔ ہمیں دونو مل جاویں، کیا کریں ضرور ہے عشق کیا فرمانا سو تما لیاویں۔ عشق سوں ملاقات کریں اپنے جیو کے بارے بات کریں۔ پیالا ڈھوں اچھے گی قضا، تیوں تو کی رضا۔ مہر سو لشکر کے سنگات عقل بی بے اختیار ہو کر ذاتی رات عشق کے حضور آیا، دیدے دیدار سوں لایا۔ دعا دیا دست بوسی کیا۔ عشق کوں بی بہت بھایا، عشق نے بی عقل کوں گلے لایا۔ دلاسا دیا بہت بہت سمجھایا۔ کہیا اتال میں پادشاہ تو وزیر، تیرے ہات میں دیا اپنا ملک اپنی سب تدبیر۔ تجھ سو کو، تیری عقل میں آئے سو کر۔ میں مست ہوں لااُبالی ہوں میری نگہبانی میں اچھ، میں نی بے پروا خیالی ہوں میری فکر زندگانی میں اچھ۔ میں ہور شراب راگ ہور محبوب میں عشق ہوں منجے یو چہ خوب۔ باقی کا دردسر توں بھانے یو دردسر منج لگ نکو دسے آنے۔ منگتا ہوں اس دنیا میں دو دیس بے غم ہو اچھو، جوں پادشاہ عالم ہوں تیوں پادشاہ عالم ہو اچھوں۔ کو لگ اس دنیا میں گرفتار ہو اچھنا اپنے دل کی خوشی تے بے زار ہو اچھنا۔ صبا اُٹھہ کر یو لوگاں کا کیا دل داز آیا ہے بہت بگڑیا ہے اُچاٹ۔ کس کس سوں جنگ کس کس سوں آشتی کرنا، کیتاں کوں سمجھاؤں کیتاں کی دل داشتی

کوں - جنم یونچہ کیا برباد نا دل کی خوشی نا خدا کا یاد - تیچ آدمی
سوں دنیا میں آتا ہور تخت پو بیٹھہ ادھر اُدھر کا غم کھانا -
جو خوشی جاوے ہور غم آوے یاد، تو تخت پو بیٹھی کا کیا
سواد - ایدھر کی ہانک ادھر کا پکار، ملک میں غوغا ٹھار ٹھار -
یو سفر خالی کرتا ہے، یو لوگاں کی حمالی کرتا ہے - تخت
پو بیٹھے تو کیا بادشاہی آئی عیش و عشرت کی ناٹوں ہے بادشاہی
عباس عیش کی خبراں لیاتے ہیں تخت پہ بیٹھے ہیں ہور عالم عالم غم
کھاتے ہیں - غم کھا کر پیٹ بھرے اقبال خوشی کوں کرے - دو دیں
کی دنیا بادشاہاں کے گھر میں دایم دھنگانا اچھنا، دایم ہنسنا کھیلنا
لینا دینا پینا کھانا اچھنا، گانا بجانا اچھنا - گھر ایک جاترا ایک ہاٹ
ہو رہنا، رات دیس ٹھاٹ ہو رہنا - ایک بات ہے کام، اول
خوشی بعد از ہر ایک کام - بادشاہ کا گھر بادشاہ کے جیسا دسنا،
شمس کا پرتو قمر جیسا دسنا - بادشاہ کے گھر میں کوئی آوے تو یوں
اچھنا جانو میزبانی کوں آیا ہے، غم کوں بسر جاوے جانو شادمانی
کوں آیا ہے، دنیا کی بہشت ہے بادشاہ کا گھر، نہ کہ بادشاہ کے
گھر میں آوے بی درد سر دل مکدر - نعیم ہور نعم کی ناٹوں بادشاہی
ہے، بخشش ہور کرم کی ناٹوں بادشاہی ہے - بادشاہی آتی ولے
بادشاہی کر جاننا بہت مشکل ہے، بادشاہ ہو کر اپس بچھاننا بہت
مشکل ہے - یو جوں لشکری لشکری پنے کی چھٹی دیتا تیوں بادشاہ
بی بادشاہی کی چھٹی دیتا ہے، یعنی عدل ہور انصاف کرتا ہے،
خلق کوں آسودہ رکھتا ہے، خلق کوں مراد کوں انپڑاتا ہے، خلق

کی دعا لینا ہے۔ خلق تے خدا نیں ہے جدا کہیچ ہیں کہ خدا یا خلق خلق یا خدا۔
بادشاہ اپنا ڈھونڈا ڈھونڈا کر اپنا حق خلق پاس تے ملے کر ماں جوڑتے تا
اگر کہیں چوکیا تو خلق بی برا بولے گا خلق کیا چھوڑے گا۔ آسی تے
کہیں ہیں کہ عدل انصاف کچھ خوب ہے ہر ایک کام صاف کچھ
خوب ہے۔ حق پو جو کچھ کیے وو سواد ہے، وو ظلم نہیں عین داد
ہے۔ خلیفہ یعنی خدا کی جاگا کا بیٹھن ہار، ہر ایک بات کوں حق
کوں کرنا پوچ بچار۔ جان تے کتنے بوڑے بڑے کا لاحظہ میانے
میان آیا، نچھیں اُسے کیوں کہنا خدا کا سایا۔ جانتے بادشاہ
نے خدا کوں چھوڑ دوسرے کوں ڈریا، بادشاہی کا سواد بی گنوایا
اپنا کام بی ضایع کریا۔ بادشاہ ہور دوسرے کا ڈر، نزدیک کے
لوگاں کوں جیو کا ضرر۔ بادشاہ جو اپنی بات پو قایم اچھے،
نزدیک کے لوگاں کوں بی عزت دایم اچھے۔ اگر کوئی کفر، یو
تہمت رچے کوئی کس پو ستی بچانا، اس وقت خدا کوں میانے
میان لانا۔ البتہ دل مہربان ہوئے گا، خلق پو کام آسان
ہوئے گا یو خدا کا خلیفہ سا دس آئے گا، اس کا چلنت بی خدا
کوں بھائے گا، بادشاہاں جو ایک عہدہ کسی کوں دیتے ہیں، تو
ہزار ہزار جنس سوں اس کی خبر لیتے ہیں۔ خدا جو بادشاہاں کوں
بادشاہی دیتا ہے خلق کوں کیوں پالتے کر خبر نیں لیتا؟ ۔ جو
بادشاہاں کوں یہاں اپنے عہدے داران پاس تے حساب لیتا
ہے، تیوں وہاں بی اللہ یو پوچ بچار ہے یک یک جواب دینا ہے۔
یہاں حق چلنا حق پو دل دھرنا ہے، بادشاہی کرنا خدائی کرنا ہے۔

پادشاہی بہت بڑا عمل ہے، سب عملاں میں اول ہے۔ پاک نیت پادشاہاں کا کعبہ، عدل و انصاف پادشاہاں کا روزہ نماز، سخاوت پادشاہاں کی حج سچ، دعائے خلق پادشاہاں کا عمر دراز۔ پاک نیت عدل انصاف ہور سخاوت، یو پادشاہاں کی عبادت۔ وضو کر کر چار سجدے کرنے ہر کوئی سکتا ہے، ولے عدل ہور انصاف ہور سخاوت کی قدرت کون رکھتا ہے۔ پادشاہاں اپنی عبادت نا کر دوسریاں کی عبادت کرتے، اپنی عبادت جو عرش پہ سجدہ قبول پڑتا ہے سو سبب تے پادشاہاں کوں اگر عدل ہور انصاف ہور سخاوت پرتا اچھے دل، تو ہاتھ موں دھو کر چار سجدے کرنے تے کیا حاصل۔ یو عبادت مسکیناں غریباں فقیراں کرنا، عاجزاں نامراداں بےکساں حقیراں کرنا۔ نہ کہ پادشاہاں اتنچہ پر اپنی عبادت نباڑنا، باقی کاماں تے ہات جھاڑنا۔ اپنی خوشی کوں سجدے کریں گے تو کرو، ولے عبادت کرتے ہیں کر دل پہ خیال نکو دھرو۔ جو اول مذکور ہوا کہ پادشاہاں کی عبادت یعنی عدل انصاف ہور سخاوت۔ پادشاہاں مظہر اعظم ہیں، دنیا میں بہت مکرم ہیں۔ انو کی عبادت انو کی ایسی اچھنا، نہ کہ بعضے خلق جیسی اچھنا۔ یہاں بول کسی یہ کیا دھرنا ہے، اپنا انصاف اپچہ کرنا ہے۔ یو عبادت چار سجدے کر خلق کوں دکھلانا ہے، خدا ہور رسول کو پھسلانا ہے۔ ولے انو پھسلائے کیوں جاتے ہیں تو ذرے ذرے کے حساب پر آتے ہیں۔ جو کوئی تپا دیوے گا، سو حساب لکھنا لیوے گا۔ یو پادشاہی بی خدا کا ایک عہدا عمل ہے، یو عہدا عمل کیا آسان ہے بڑا خلل

ہے۔ جنوں کوں کچھ نہیں دیے ہیں، اپنی مشقت کر یک ٹکڑا کھاتے ہیں، اُن بچاریاں پر بی ہزار ہزار تقصیراں ہزار ہزار جفایاں، ہزار ہزار تغادے لیاتے ہیں۔ یو خدا کا کارخانہ ہے، کچیں کیسے نوازنے پر آے تو وہاں یک بہانہ ہے۔ اپنا جیو خوش تو زمین آسمان خوش، اپنا جیو خوش تو سب جہان خوش۔ دنیا میں اپے ہور اپنا نام ہے، اپنا جیو خوش رکھنا بڑا کام ہے۔ جسے پادشاہی کتے سو وو پادشاہی جدا ہے، اقبال منجے تجسے جیسا وزیر دیا ہے خدا ہے۔ مدد رب ہوا ہے، بارے اقبال کچھ سبب ہوا ہے۔ خد سبب ساز خدا بندے کوں خوش کوتا نواز۔

القصہ بارے آخر جس وقت کہ عشق پادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کی عقل پر وزیری مقرر ہوئی، امیری مقرر ہوئی عشق پادشاہ عالم پناہ ہمت کوں فرمایا کہ دل کوں ہجراں کے کوٹ میں رقیب نے دند سوں بند کیا ہے، بہت خوار کر آزار دیا ہے۔ توں جا کر، نکال لیا کر، دل کوں عاشق کامل کوں اس واصل کامل کوں، وہاں تے میرے حضور لیا، ہور اس کے پانوں میں کا بند کاڈ کر اس رقیب بے نصیب کے پانوں میں بہا۔ ہور غیر کو اس کی دختر ہے، بد اختر ہے، ساحر ہے، ٹونے میں بہت ماہر ہے، اسے بی خوب قلب جا گے میں قید کو کر آ۔ جو وہاں تے کنئیں نکل نا جاوے، وو کئیں جھانکنے کی فرصت نا پاوے

دو بہت بڑا ہے، شکر کی چھاتی ہے۔ جان جائے گی، وو بلا بسائے گی۔ ہمت نے عشق پادشاہ عالم پناہ صاحب سپاہ کوں سلام کیا، مدعا سب فام کیا۔ ہجراں کے کوٹ کوں چلیا، جوں پایا نواں میں ڈھلیا۔ وہاں جاکر لڑکر جھگڑ کر کوٹ لیا، جھگڑا فتح کیا۔ دل کوں اس کوٹ میں تے بھار لیایا، دل کے پانوں میں کا بند کاڈ کو اس رقیب بے نصیب کے پانوں میں بھایا۔ ہور غیر کوں بی پوانے گھر میں شیطاناں کے گزر میں چھوڑیا، چاروں طرف تے کانٹا چیفنا، درواڑاں کے پاٹاں جوڑیا، کہ دسری بار ایسی شیطا نکرے، دو دیس ادب پاوے تک ڈرے۔ غیر خاطر بی جیو تلملتا، وے کیا کرنا دنیا کا کام ہے ادب کے باج نیو چلیا۔ کیا نھنی عقل آئی، غیر نے جیسا کری ویسا پائی۔

پچھیں ہمت نے دل کوں عاشق کامل کوں واصل کوں بہت یاری سوں بہت دوست داری سوں عشق پادشاہ عالم پناہ صاحب سپاہ کے حضور لیایا، دل کوں ہور عقل کوں ہور عشق کوں ایک جاگا ملایا۔ یو سب جوں سگے ایکس کے ایک گلے لگے۔ کیا عداوت ہور ہٹ دور ہوا سب کوڑ کپٹ دور ہوا۔ فتوا ٹوٹیا حوکت بھاگی، دشمنی ستی دوستی جاگی۔ آخر عقل ہور عشق ہور ہمت مل اندیشہ کہ دل کا حسن سوں عقد کرنا، اس کام پر جد دھرنا۔ کہ دل نے حسن خاطر بہت جفا دیکھیا ہے، بہت سو سیاہے۔ سب

ملے سب ہوئے خوش حال تجے اپنال دل کوں نا بسرنا ،
یو کام اند پیشہ ہیں سو کرنا۔ اس کام کوں سب تیار دیے
بیاہ کا کاج مانڈے ڈیرے ٹھائیں ٹھار دیے۔ گھر سنوارے
جاگا جاگا نقش نگارے ، صدر پچھائے۔ پاچے دنبھا اُربسی
میکا پاتراں آکر ناچے۔ ٹھار ٹھار آرائش کیے ، دل سورج کا
حسن چاند سوں جلوہ دیے۔ ناز غمزا عشوا لطافت مہرہ خندہ
یوچنچلیاں ساریاں ، اس سورج پر اس چاند پر تارے وار دیاں۔
عالم سب ہوا شہہ مات ، دیس تے روشن ہوئی رات۔
مشتری تماشا دیکھنے آئی ، زہرہ نے جلوہ گائی۔ حسن ہور
دل کا عقد کیے ، سب مل مبارک بادی دیے۔ اتال غم بسرنے
خاطر ، عشرت کی خلوت کرنے خاطر ، پھولاں سوں سیج
سنوارے چھپر پلنگ کا پردہ اتارے۔ دونو دل کھول نچنت
گن دیا قصہ بول سیہ۔ ایکس کوں ایک گلے تے ایکس پر ایک
قربان جاتے۔ ایکس کی خاطر ایک تو پھرتے ایکس کے پانوں
پڑتے۔ ایکس کوں ایک شوخیاں کرتے ، آہ ادسنے اُساس
بھرتے۔ ایکس کوں ایک دیکھے نیند آ گئی نیں سوتے
اتال کی خوشی یاد آئی تو ہنستے ادل کا دکھ یاد آتا تو روتے۔
اپس میں اپے جیوں جانے تیوں بہت سواد سوں سب
رات گذرانے۔ پانوں میں پانوں سینے سوں سینہ ادھر پر
ادھر ہات سیں ہات ، دونوں مل یوں سوتے جانو ایک
وجود ایک ذات۔ نازاں نے گھونگھٹ کھولے ا غمزیاں سے

باتاں بولے۔ نخریاں کا ہجوم چڑیا عشواں تے سن اُڑیا۔ چھند تے جھڑ لاے چالیاں تے تماشا دکھلاے۔ لطافت ذوق میں آئی، دیدیاں کوں بہت رجھائی خوش نمائی۔ مروت پلیلنے لگی، محبت آنکھیاں میں کھیلنے لگی۔ بنگڑیاں شور کیاں گھنگرو غل اُچائے، کمر تے زر کمر کھلیاں ہاراں سینے پر دندلائے۔ پھولاں خوشے میں بھگے توکا تو بچہ کملائے۔ خوشبوئی کی ڈوری چھٹی چوندھر باس کی مہکار اُٹھی۔ دو چار پیالے شراب کے پیے، دنیا میں جو کچھ کرتے سو کیے۔ غمزے کو بڑا کرے، بہت غلیلا کرے۔ غنچہ کھلیا پھول ہوا سب تن، سبج ہوئی گلاں کا چمن۔ الماس سوں کھودے یاقوت کی کھن، بہار نکل آئے لعل دھن۔ یاقوت کے ریزیاں کی ڈبلی کھٹی، دھن ہانک ماری چلچلا کر اُٹھی۔ دل بادشاہ چتر جوہری بہت شانا، بیندھیا ان بیندھا موتی کا دانا۔ حسن ناز کی رونے کے بہانے، دل لگیا گلے لالا سمجھانے۔ روتی تھی سو یکایک ہنس پڑی، نپی اپس میں دو غنچہ گلے لگنے لگی گھڑی تا گھڑی، کبھی دھی محبت دھی پیار، ایکس پر ایک صدقے ایکس پر ایک بلہار۔

الحمد للہ دونو کوں ہوا وصال، اپنا دل خوش تو سب عالم خوش حال۔ دل کوں ملیا جیو کا جانی، یو وصال مبارک یو خوشی ارزانی۔ اتی جتا دل پڑی، تو سبیر ہوئی یو وصال کی گھڑی تھا۔ مرداں نے مشقت سوں اُمید کے دروازے کھ

ہیں من طلب شیاً جدًا فوجد کو بولے ہیں۔ یعنی جو کوئی جس کام جد دھریا، ان نے وو کام کویا۔ بندہ یک دل سوں جو امید کیا، خدا اسے البتہ وو امید دیا۔ بارے آخر دل کی محنت سب فراغت ہوئی، مشقت راحت ہوئی۔ جفا وفا ہو آیا، غم نشاط کا بار لیایا۔ رونا ہنسی کا پہنیا لباس، دل گیری خوش حالی ہو رہی پاس۔ دشمنی دوستی ہو آئی، کھٹائی میں میٹھائی بھائی۔ پریشانی میں جمعیت کا کی کام، نامرادی مراد ہوئی تمام۔ حسن ہور دل انو دونو کا بیاہ[1] ہوا، انو دونو سکے عشق کا بنیاد ہوا۔

پچھیں یک دیس دل ہور ہمت ہور نظر، تینو شراب پیے تینو مست بے خبر، تماشا دیکھتے دیکھتے رخسار سکے گلزار میں آئے، دہن آب حیات کا چشمہ پائے۔ وہاں دیکھتے ہیں یک پیر سبز پوش، کالا زرتا بنا گوش، صاحب ہوش۔ اس چشمے پر کھڑا ڈلتا ہے، جو کوئی اسے دیکھیا ود بھلتا ہے۔ وو پیر سو مکڑی کا پاچ، بہت خوب واچ واچ۔ بہت آلاچا دوں طرف ہرے نور کا اُجالا۔ دیکھتے جو جاتا بھی آتا، یو دیکھنا عاشق کوں بہت بھاتا۔ اگر یو آب حیات یوں جیوتا کرے گا تو ایک بار کیا کہ عاشق ہر روز ہزار ہزار بار مرے گا۔ آب حیات کا مدد ہر دم، اتال عاشق کوں مرنے کا کیا غم۔ ہوساں سوں مرنے آتا، ہزار ہزار

---

[1] بیاہ

کچھ فکراں کرنے آتا۔ ھمت بولیا دل کوں کہ اے دل یہاں کچھ چیت دھر، اس پیر سوں روشن ضمیر سوں قدم بوسی کر۔ کہ یو پیر خضر پیغمبر ہے، آب حیات کے چشمے پر ہے۔ دل نے جوں ھمت بولیا تھا تیو نچہ دوڑ کر اس پیر کی قدم بوسی کیا، ادب سوں نزدیک بیٹھیا اس پیر کی دعا لیا، جو دل کے دل میں راز کا خیال آیا، خضر نے بی انکھیاں سوں دو نچہ اشارت دکھلایا۔ دل ہور انکھیاں سوں بات ھوئی ولے دو بات دونوں کے سات ھوئی۔ خضر نے فیض دل کوں انپڑیا اپنی مراد کی منزل کوں انپڑیا۔ دل خاطر فرا کیا، گھر دار کیا روزگار کیا۔ دل کوں فرزنداں ہوے فرزنداں خودمنداں ھوئے اس فرزنداں میں کا بڑا فرزند سو یو کتاب، لائق قابل مستفید ھر باب۔ اپنے وقت کا لقمان افلاطون، اپنے وقت کا خسرو فرہاد مجنوں۔ اپنے وقت کا خاقانی انوری سعدی۔ اپنے وقت کا ظہیر کمال سلیماں اپنے وقت کا ھر ایک بات کا ھادی۔ کلام کا صاحب فام کا صاحب، اسہام کا صاحب، ھر یک کام کا صاحب۔ روشن ضمیر صاحب تدبیر۔ ھر فن میں ماھر، چھپیا سب اس کے آنگے ظاھر۔ خدا کا واصل صاحب دل عاشقاں کا رھنما صاحب حال صاحب حاصل۔ واقف غیب کا آواز محرم اسرار محرم راز۔ راز داراں کا آدھار عاشقاں کے حیراں کا یار۔ مجلس کا سنگار دل کے باغ کا [illegible] سرتے

پانوں لگ گلزار۔ پادشاہاں کی مجلس میں بچارے موتیاں کے دریا میں ترے۔ عاشقاں کا دل بہلاتا معشوقاں کوں تپاتا، سب کے دل کوں بھاتا۔ بہت خوش شکل بہت خوش رو پادشاہاں کو اس کے دیکھنے کی آرزو۔ ہزار قصے ہزار شعر ہزار لطیفے یاد، جس کے نزدیک بیٹھے اس کا دل ہووے شاد سب کے دلاں کا آرام سب کوں اس سوں کام۔ بہت اس میں عقل بہت اس میں فام، سب کام میں تمام۔ جاں یو اچھے واں دلگیری نا آوے، صحبت اس کی سب کوں بھاوے بات اس کی جوں شکر جوں نبات جو لگی دنیا تو لگن اسے حیات۔ بارے جس وقت تھا ایک ہزار و چہل و پنج اس وقت ظہور پکڑیا یو گنج۔ جو کوئی صاحب سخن اچھے گا، جو کوئی صاحب فن اچھے گا، اسے یو سخن اثر کرے گا مست بے خبر کرے گا اپنا کرے گا اپنی ادھر کرے گا۔ وو پچھانے گا دو اس بات کی قدر جانے گا۔ ہمنا یاد کرے گا اپنا دل شاد کرے گا۔ دل پڑتے جائے گا فکو اُسے ہماری سگی گی ذکر ہماری بات کی لطافت کے پیانے کا اثو چڑے گا، ہزار اعتقاد سوں بدل و جان ہماری سلامتی کی فاتحہ پڑے گا۔ عجب مرد تھا کہے گا، عجب صاحب ندہ تھا کہے گا، عجب کامل تھا کہے گا عجب واصل تھا کہے گا۔ ہادی سے کہے گا، منادی سے کہے گا۔ ہزار شکر کہ بارے الحمد للہ کتاب تمام ہوا۔ مقصود

لہ جائیگی ۲۔ کا

حاصل ہوئی سب کام ہوا۔ زور سوں نیں آتا فام، سمجے، سوں آ لگتا کام۔ آمال جوں حس ہور دل اپنی مراد کوں پنچو اپنے کمال اعتقاد کوں انپڑے، تیوں پادشاہ ہور پادشاہ کے دوستاں پادشاہ کے عزیزاں، پادشاہ کے خویشاں قرابتاں پادشاہ کے پیاریاں پیارے، مانتے منگنہارے، پادشاہ کے خدمت گاراں دولت خواہاں، دعا گویاں امیدواراں، سب اپنی مراد کوں انپڑو، انوکوں غیب کی نعمت سنپڑو۔ رزق فراخ اچھو، ہمیشہ بہیش عشرت اچھو، عمر دراز اچھو دائم بدولت اچھو، عاقبت بخیر اچھو، ایمان سلامت اچھو آمین یا رب العالمین۔

— ۰ ۰ ۰ —

قابل قدر علمی ادبی کتابیں

مشکلات غالب	نیاز فتحپوری	شرح	2/50
محمد قاسم سے حملۂ بابر تک	" "	تاریخ	زیر طبع
عرض نغمہ یا گیت انجلی	"	ادب	"
نیرنگ خیال	محمد حسین آزاد	"	1/50
انشائے ماجد	عبدالماجد دریابادی	"	5/50
ادبی اشارے	ڈاکٹر سلام سندیلوی	"	4/50
ادب کا تنقیدی مطالعہ	" "	"	3/50
ناول کیا ہے	ڈاکٹر نورالحسن و ڈاکٹر احسن فاروقی	"	3/50
ہندوؤں میں اردو	رفیق مارہروی	تذکرہ	7/10
مشاعرہ عالم ارواح	مرتضیٰ حسین موسوی	"	4/
دربار اکبری	محمد حسین آزاد	تاریخ	زیر طبع
اردو انشائیہ	سید صفی مرتضیٰ	انشائیہ	3/-
گذشتہ لکھنؤ	عبدالحلیم شرر	تاریخ	5/
مضامین شرر	"	مضامین	4/50
بزم داغ	رفیق مارہروی	ڈائری	زیر طبع
زبان داغ	" "	خطوط	3/50
مقالات تلہری	سید اختر علی تلہری	مقالات	2/50
باقیات غالب	وجاہت علی سندیلوی	کلام	3/-
ہندستانی لسانیات	ڈاکٹر زور	لسانیات	3/-
پنجاب میں اردو	محمود شیرانی	"	5/-
آثار غالب یا غالب نامہ	محمد اکرم	ادب	6/-
مقامات اقبال	ڈاکٹر سید عبداللہ	"	زیر طبع
اقبال امام ادب	رئیس احمد جعفری	"	1/50
مضامین فرحت دہلوی	فرحت اللہ بیگ	مضامین 3/-	3/-

K UNIVERSITY LIB.
Acc No 97981
Date 8.1.73

اردو غزل کے پچاس سال

سنہ ۱۸۷۰ء تا سنہ ۱۹۲۰ء

حالی تا اکبر

یہ ڈاکٹر عبدالاحد خاں خلیل کی وہ مایۂ ناز تالیف ہے جس پر موصوف کو لکھنؤ یونیورسٹی نے ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری دی ہے۔ اس کتاب میں ڈاکٹر خلیل صاحب نے سنہ ۱۸۷۰ء سے لے کر سنہ ۱۹۲۰ء تک یعنی حالی سے اکبر الٰہ آبادی تک کے غزل گو شعراء پر ہر نقطۂ نظر سے سیر حاصل بحث کی ہے۔ غزل پر لکھی جانے والی کتابوں میں یہ ایک گراں قدر اضافہ ہے۔ قیمت سات روپے پچاس پیسے

سب رس

(یعنی قصہ حسن و دل)

ملا وجہی

مرتبہ

عیم لکھنوی (ایم۔ اے)

MAKTABA JAMIA LTD
URDU BAZAR.

Allama Iqbal Library
97981
K UNIVERSITY LIB.
Acc No 97981
Date 8.1.72
ST 01

قیمت

چھ روپیہ

ناشر

مکتبۂ کلیاں۔ بشیرت گنج۔ لکھنؤ

فون نمبر......۲۵۷۲۵

مکتبۂ کلیاں بار سوم اگست ۱۹۷۱ء